امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار نقیب

پھلواری شریف پٹنہ

مدیر
مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

معاون
مولانا رضوان احمد ندوی

جلد نمبر 63/73 | مورخہ ۱۴؍ربیع الثانی ۱۴۴۵ھ مطابق ۳۰؍اکتوبر ۲۰۲۳ء روز سوموار | شمارہ نمبر:41

اس شمارہ میں

■ اللہ کی باتیں، رسول اللہ کی باتیں
■ دینی مسائل، حکایات اہل دل
■ نشہ خوری ایک سماجی جرم
■ فروغ اسلام میں خواتین کا کردار
■ موسم سرما کی دستک
■ ہندوستان اور مسلمانوں کا مستقبل
■ سادگی اور سادہ طرز زندگی
■ اخبار جہاں، ہفتہ رفتہ، طب وصحت

بین السطور

علم، برداشت اور ذکر اللہ-قوت کے تین سرچشمے

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

اللہ رب العزت نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو پوری کائنات کے لئے رسول بنا کر بھیجا، اور آپ کی رحمت کو اس قدر عام کر دیا کہ آپ رحمۃ للعالمین قرار پائے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کو تمام انس وجن کے لیے نمونۂ عمل بنا دیا، چونکہ نبی اور رسول کے اعمال وعقائد، معاملات وتعلقات کی نگہبانی منجانب اللہ کی جاتی ہے، اس لیے وہ پیدائشی طور پر معصوم اور گناہوں سے پاک ہوتے ہیں، اسی وجہ سے ان سے اعلان نبوت ورسالت سے پہلے بھی کوئی ایسا کام نہیں ہوتا جو عقائد صحیحہ اور اعمال صالحہ کے خلاف ہو، اسی بنیاد پر نبی ورسول کی زندگی اسوہ قرار پاتی ہے اور اعلان نبوت سے پہلے کی زندگی بھی مثالی ہوتی ہے، اور اس طرح پاک وصاف ہوتی ہے کہ اس کی پیروی کی جاسکتی ہے۔

ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی ہونے کا فیصلہ تو اسی وقت ہو گیا تھا جب آدم علیہ السلام تخلیق کے مرحلے سے گذر رہے تھے، پھر آپ کی ولادت باسعادت ہوئی، جو انسانوں پر اللہ کا بڑا فضل تھا، سن شعور تک پہونچنے کے بعد آپ نے ذکر وفکر اور یاد الٰہی کے لیے غار حرا کا رخ کیا، جہاں خلوت تھی، تنہائی تھی، رب کائنات کی نوازش تھی، انعامات تھے، ان دنوں اللہ رب العزت کی جانب سے آپ کی ذہنی اور جسمانی نشو ونما، وحی الٰہی کے بوجھ کو برداشت کرنے کے لیے کی گئی، اس کے باوجود جب پہلی وحی نازل ہوئی تو آپ پر کپکپی طاری ہوئی اور خوف نے آپ کے دل ودماغ کو ہلا کر رکھ دیا، زَمِلُوْنِی ، زَمِلُوْنِی کی صدا سے یہی سمجھ میں آتا ہے، اور یَا اَیُّھَا الْمُزَّمِلُ، یَا اَیُّھَا الْمُدَّثِر کے الفاظ بتاتے ہیں کہ اللہ رب العزت نے اس خوف وہراس کے ماحول سے نکال کر آپ کو کار نبوت کی ادائیگی کے لیے اٹھ کھڑے ہونے کا حکم دیا، اور آپ ایک داعی کی حیثیت سے سرگرم عمل ہو گیے۔

یوں تو آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری زندگی اور زندگی کا ہر لمحہ ہمارے لیے قیمتی ہے، لیکن جب غار حرا میں آپ پر نزول قرآن کا آغاز ہوا، اور آپ وہاں سے نکل کر باہر آئے تو امت کے لیے اقراء کا پیغام لے کر آئے، علم کا وہ تصور جو اللہ رب العزت کی معرفت عطا کرے اور زندگی کے کسی حصے میں انسان کا رشتہ رب سے نہ ٹوٹے، یہ اشارہ تھا اس بات کی طرف کہ جہالت کی تاریکیاں دور ہوں گی اور علم کے نور سے دنیا منور ہوگی، اللہ رب العزت نے آپ کو اُمی بنا کر سارے علوم وتحقیقات کے دروازے آپ پر کھول دیے، خاندان، پڑوس، سماج اور ملک کے تئیں جو ذمہ داریاں اور حقوق ہیں، ان تمام سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف واقف کرایا؛ بلکہ عمل کر کے دکھایا، علم وعمل کا ایسا حسین سنگم کسی اور کی زندگی میں دیکھنے کو نہیں ملتا، اللہ رب العزت نے بکریاں چرانے، مزدوری کرنے، صلح صفائی کرانے، جہاں داری اور جہانبانی کرنے کے علوم وفنون سے آپ کو آراستہ کر دیا، کام بہت سارے تھے، اوصاف بھی بہت تھے، لیکن اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا تعارف معلم کی حیثیت سے کرایا، اور یہ بھی واضح کر دیا کہ میں کتابوں کے جامد حروف والفاظ پڑھانے والا معلم نہیں ہوں، بلکہ ان الفاظ کے پیچھے چھپے معانی وحقائق کو عملی زندگی میں اس طرح رائج کرنے والا ہوں کہ اعلیٰ اخلاقی اقدار کی ترویج واشاعت ہو اور انسان آخرت میں جنت کا مستحق قرار پائے۔

قرآن کریم نے علم والوں کے فضائل بیان کیے اور واضح کر دیا کہ علم والے اور بے علم اسی طرح برابر نہیں ہو سکتے، جس طرح اندھیرا اور اجالا برابر نہیں ہے، دن، رات برابر نہیں ہیں، اعلان یہ بھی کیا گیا کہ علم والے ہی اللہ سے ڈرتے ہیں، ان کے اندر معرفت رب ہوتا ہے جو ان کو خود شناشی اور خدا شناشی پر آمادہ کرتا ہے، یہ معرفت خداوندی انسانی زندگی کو ایسے معتدل اور متوازن راہ پر ڈالتی ہے کہ ہر دو جہاں میں فوز وفلاح کے دروازے کھلتے ہیں، اس طرح دیکھیں تو غار حرا کا پہلا سبق اور امت کے لیے پہلا تحفہ تعلیم ہے، اور یہ امت تعلیم کے نام پر ہی اٹھائی گئی ہے، اس پہلے تحفہ سے مسلم سماج کی بے اعتنائی سے ہم سب واقف ہیں، آج صورت حال یہ ہے کہ جہاں مسلم آبادی زیادہ ہے، وہاں تعلیم کا گراف خطرے کے نشان سے بہت اونچا ہو گیا ہے، مسلم بچے، بچیاں زری کے کارخانوں میں لگے ہوئے ہیں، ہوٹل میں بیرے کا کام کر رہے ہیں اور کچڑے کے ڈھیر سے ردی چننے میں لگے ہیں، ان کا بچپنہ اس طرح تباہ ہو رہا ہے؛ بلکہ تباہ کیا جا رہا ہے، تعلیمی اداروں میں پڑھنے والوں کی بھیڑ کو دیکھ کر ہم سمجھتے ہیں کہ ملت پڑھ رہی ہے، حالانکہ یہ بہت معمولی تعداد ہے جو مدارس کی چٹائی اور اسکول کی بینچ پر آپ کو نظر آ رہی ہے، جب تک ہم بھینس کی پیٹھ سے بچوں کو اتار کر تعلیم گاہوں میں نہیں لاتے، بیرے کے کام کو چھڑوا کر پڑھنے میں نہیں لگاتے، بال مزدوری سے انہیں نہیں بچاتے، ہم نہیں کہہ سکتے کہ ملت پڑھ رہی ہے، ہم سب کی ذمہ داری ہے کہ اپنے اثرات، اپنے وسائل، اپنی طاقت وتوانائی علم کے فروغ میں لگائیں اور اس راہ کی دشواریاں دور کرنے کے لیے جد وجہد کریں یہ ہمارا اسلامی اور ایمانی تقاضہ بھی ہے اور مذہبی فریضہ بھی۔

دوسری چیز جو آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری حیات مبارکہ میں ہمیں دیکھنے کو ملتی ہے اور جس کے ذریعہ آپ نے مشکل حالات، مصائب وپریشانیوں کا مقابلہ کیا وہ آپ کی قوتِ برداشت، عفو ودرگذر، صبر وطمانینت ہے، زندگی کا ہر لمحہ صفت حِلم سے متصف اور مزین ہے، ہمیں سیرت کا مطالعہ اس نہج سے کرنا چاہیے اور آج کے دور میں جب کہ برداشت کا مزاج ختم ہوتا جا رہا ہے، پہلے سے کہیں زیادہ اس حوالہ سے سوچنے، سمجھنے پڑھنے اور بتانے کی ضرورت ہے۔

یاد کیجئے، جب آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی بار کوہ صفا سے آواز لگائی تو ابولہب نے جو سلوک آپ کے ساتھ کیا، طائف کی گلیوں میں جن مراحل سے آپ کو گذرنا پڑا، کعبۃ اللہ میں نماز پڑھتے وقت جس طرح گلے میں پھندا ڈالا گیا، راستوں میں کانٹے بچھائے گیے اور جسم اطہر پر اوجھ اور غلاظت ڈالی گئی، عرب کی روایت کے خلاف عمرہ کی ادائیگی کے بغیر حدیبیہ سے آپ کی واپسی ہوئی، کفار مکہ کی شرطوں پر صلح حدیبیہ انجام پذیر ہوا، لیکن آپ نے حلم وبردباری کا دامن کہیں اور کبھی ہاتھ سے نہیں چھوڑا، خدائی مدد کے باوجود آپ نے ان کے لیے بد دعائیں نہیں کیں، زبان مبارک سے جاری ہونے والے کلمے آج بھی رکارڈ ہیں، اے اللہ میری قوم کو ہدایت دے یہ مجھے نہیں جانتے اور امید بھرے یہ جملے بھی کہ ابھی یہ ایمان نہیں لائے، شاید ان کی نسلوں میں کوئی ایمان لے آئے، اس تحمل اور برداشت نے تپ تپا کر وہ ماحول بنا دیا کہ اسلام تیزی سے پھیلتا چلا گیا، وہ لوگ جو اسلام کے ماننے والے کو باپ دادا کے دین سے منحرف سمجھتے تھے، اسلام کی عظمت کو سمجھنے لگے اور اسلام ایک بڑی طاقت بن کر ابھرا۔

خوب اچھی طرح سمجھ لینا چاہیے کہ تحمل اور برداشت بزدلی نہیں ہے، یہ کام کی حکمت عملی ہے، اس کے ساتھ اللہ کی نصرت اور مدد آتی ہے، اللہ رب العزت نے خود ہی اعلان کر رکھا ہے کہ اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے، واقعہ یہ ہے کہ تحمل اور برداشت کمزور لوگوں کا کام نہیں ہے، اس کے لیے مضبوط قوت ارادی کی ضرورت ہوتی ہے، آج سماج میں اس کی کمی ہو گئی ہے، جس کی وجہ سے ہمارا خاندان، ہمارا پڑوس اور سماج سب ہم سے پریشان ہے، بات بات پر بھڑک جانا، ہماری عادت بن گئی ہے، نئی نسلوں میں یہ بیماری زیادہ عام ہو گئی ہے، اس لیے بڑے بوڑھے بھی ان سے ایک فاصلہ بنائے رکھتے ہیں، پتہ نہیں کب وہ بھڑک جائیں، ان کی مثال پٹرول کی ٹنکی کی طرح ہو گئی ہے جو جلد آگ پکڑ لیتی ہے اور سب کچھ جلا کر چھوڑتی ہے؛ اسی لیے پٹرول ٹنکی پر (Keep Distence) فاصلہ بنائے رکھیے، لکھا ہوتا ہے۔ تیسری اور اہم چیز ذکر اللہ ہے، بلکہ کہنا چاہیے کہ یہی قوت کا اصل سرچشمہ ہے، اللہ کے ذکر اور رجوع الی اللہ سے جو قوت ملتی ہے اس سے آدمی علم کی طرف بھی متوجہ ہوتا ہے، اور قوت برداشت بھی اس کے اندر پیدا ہوتی ہے، اس لیے ذکر اللہ پر خصوصی توجہ دینی چاہیے، اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ذکر کثیر کا حکم دیا ہے اور ذکر کثیر تسبیح کے دانوں پر ذکر میں محدود نہیں ہے، ذکر کثیر کا مطلب ہے کہ ہر وقت خدا یاد رہے، ہر کام کے کرتے وقت اللہ کا حکم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت پر نگاہ رہے، اس سلسلے میں مختلف اعمال کے وقت جو دعائیں قرآن واحادیث میں مذکور ہیں، اس کا پڑھنا بھی ذکر اللہ ہی ہے، ذکر اللہ کا بڑا فائدہ یہ بھی ہے کہ اس سے بندے کے اندر خوف خدا اور فکر آخرت پیدا ہوتی ہے، جو در اصل ہماری زندگی میں نیکیوں کی طرف رغبت اور اعمال کو معتدل اور متوازن کرنے کا بڑا ذریعہ ہے، اس کی وجہ سے دنیا وآخرت دونوں سنور جاتی ہے، در اصل علم سے ہمیں معرفت رب ملتا ہے، خدا شناشی کا جذبہ پیدا ہوتا ہے، برداشت ہمیں مشکل حالات اور مصائب پر صبر کرنا سکھاتا ہے اور جو صبر کرتا ہے اللہ اس کے ساتھ ہوتا ہے، برداشت کی یہ قوت بھی اللہ دیتا ہے، اس لیے اللہ کی طرف رجوع کرنا اور اللہ کو یاد کرتے رہنا ضروری ہے، قوت کے یہ تینوں سرچشمے ہمیں حاصل ہو جائیں تو ہماری دنیا بھی سنور جائے گی اور آخرت بھی۔

اچھی باتیں

”اچھے کے ساتھ اچھے رہو، لیکن بُرے کے ساتھ بُرے نہیں بنو، کیوں کہ تم پانی سے خون صاف تو کر سکتے ہو، پر خون سے خون نہیں صاف کر سکتے ☆ خوش گوار اور مطمئن زندگی گذارنا چاہتے ہیں تو لوگوں سے نہ جیتیں، بلکہ لوگوں کو جیتیں، لوگوں پر نہ ہنسیں بلکہ لوگوں کے ساتھ ہنسیں ☆ صبر ایک ایسی سواری ہے جو اپنے سوار کو کبھی گرنے نہیں دیتی نہ کسی کے قدموں میں اور نہ کسی کی نظروں میں ☆ وہ شخص کامیاب نہیں ہو پاتا، جس میں ناکامی کا خوف کامیابی کی چاہت سے زیادہ ہو ☆ تکبر لاعلمی کا نام ہے، جب علم آجائے تو پھر تکبر نکل جاتا ہے ☆ انسانی زندگی کی حقیقت فقط اتنی ہے کہ جب انسان سنبھلنے لگتا ہے تب زندگی لڑکھڑانے لگتی ہے۔ (حاصل مطالعہ)

بلا تبصرہ

”موقع بموقع لڑکیوں کے تحفظ کو لے کر بھی سوال کھڑے ہوتے رہتے ہیں، عورتوں پر تشدد کے بڑھتے واقعات بتاتے ہیں کہ یہ مسئلہ انتہائی فکر مندی کا ہے، ملک میں بچیوں اور عورتوں کے ساتھ عصمت دری، آبرو ریزی اور چھیڑ چھاڑ کے واقعات اس کے گواہ ہیں کہ در اصل سماج میں عورتوں کی خدمات کی صحیح قدر نہیں کی جا رہی ہے، گھر کو منظم انداز میں چلانے میں ان کی صلاحیتوں کی ان دیکھی کر دی جاتی ہے، معاشی اعتبار سے ان کی حصہ داری دنیا کے دوسرے ممالک سے ہندوستان میں انتہائی کم ہے، عالمی اقتصادی تجزیہ کاروں کا ماننا ہے کہ اگر ہندوستان کی معاشی ترقی میں عورتوں کی حصہ داری مردوں کے برابر ہو جائے تو اس کی گھریلو آمدات میں غیر معمولی اضافہ ہو سکتا ہے۔ (پربھات خبر 23.10.2023)

Scanned with CamScanner

اللہ کی باتیں ---- رسول اللہ کی باتیں

مولانا رضوان احمد ندوی

نرم گفتار، خوش مزاج بنئے

''یہ اللہ ہی کی رحمت ہے کہ اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ ان کے لئے نرم خو ہیں، اگر آپ تند خو اور سخت دل ہوتے تو یہ آپ کے پاس سے بھاگ لئے ہوتے، لہذا آپ انہیں معاف کردیں، ان کے لئے مغفرت کی دعاء کریں اور اہم معاملات میں ان سے مشورہ لیا کریں، پھر جب آپ پختہ ارادہ کرلیں تو اللہ پر بھروسہ کریں، بے شک اللہ اس پر بھروسہ کرنے والوں کو پسند فرماتے ہیں'' (سورہ آل عمران، آیت:۱۵۹)

مطلب: ملت کے دعاۃ اور قوم کے مذہبی پیشواؤں ورہنماؤں کو نہایت ہی نرم گفتار اور خوش مزاج ہونا چاہئے، تاکہ مدعو کے دلوں میں عقیدت، الفت ومحبت کا جذبہ فروغ پائے اور ان کے دعوتی پیغام کو لوگ خوشدلی سے قبول کریں، اس لئے کہ وہ جس امت کے داعی ہیں، اس امت کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نہایت ہی نرم خو، نرم گفتار اور خوش اخلاق تھے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ذاتی معاملات میں اپنے صحابہ کی کمی وکوتاہی کو صرف نظر فرماتے، ناگواری کی حالت میں بھی آپ کی پیشانی پر شکن نہیں پڑتا اور نہ ہی دل میں کوئی میل کچیل ہوتا، یوں بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کسی سے رنجیدہ خاطر ہوجانا دنیا ہی کی نہیں، آخرت کا بھی نقصان ہے اور تمام نیکیوں کو ضائع کرنے کے لئے کافی ہے، اس لئے اللہ رب العزت نے آپ کے حسن اخلاق کی تعریف وتحسین کی اور کہا کہ اے نبی! آپ صحابہ کے لئے اخلاق کے اعلیٰ نمونہ پر فائز ہیں، یہیں سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ ہر دعاۃ کو نرم مزاج ہونا چاہئے، ورنہ بجائے اس کے کہ لوگوں میں اس کی دعوت وتبلیغ اور دینی رہنمائی کے تئیں محبت پیدا ہو نفرت پیدا ہوجائے گی، یاد رکھئے کہ خندہ روئی سے بات کرنے سے مخاطت کا دل نرم پڑتا ہے اور وہ توجہ ودل جمعی سے باتوں کو سنتے ہیں، اگر ترش روئی سے بات کی جائے تو ایسی مجلسوں میں شرکت کرنے سے لوگ کتراتے ہیں، باوجودیکہ وہ قائد ورہنما صاحب فضل وکمال ہیں، لیکن وہ بے فیض بن کر زندگی گذارتے ہیں، کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جو اپنی گفتگو میں مخاطب پر طنز کستے ہیں، یا محفلوں میں مذاق اڑاتے ہیں، جن سے نفرتیں اور دوریاں پیدا ہوتی ہیں اور ملنے جلنے کے رشتے بھی کمزور پڑتے ہیں، ایسا شخص بھی بافیض ہونے کے باوجود بے فیض رہتا ہے، اس لئے اگر کوئی ایسی بات زبان سے نکل جائے تو فوراً اگر اپنی اصلاح کی طرف توجہ دیں اور معافی کے طلب گار بن جائیں، کیوں کہ جو لوگ اپنی غلطی تسلیم نہیں کرتے، انہیں بناوٹی باتوں کا سہارا لینا پڑتا ہے اور پھر وہ اس سے زیادہ پریشانی میں مبتلا ہوجاتے ہیں، پھر ان پر جھنجھلاہٹ کی کیفیت اور غصہ کی آگ بھڑکنے لگتی ہے، اس لئے حدیث پاک میں حالت غیض وغضب میں بات کرنے سے روکا گیا، کیوں کہ جب آدمی کو غصہ آتا ہے تو اس کی زبان بے لگام ہوجاتی ہے، غصہ عقل کو صحیح طور پر سوچنے اور فیصلہ کرنے میں رکاوٹ بنتا ہے، غصہ آنے کے بہت سے اسباب ہوسکتے ہیں، ان میں غصہ کہیں عزت نفس کو ٹھیس پہونچنے سے آتا ہے، کہیں مفاد کے خلاف کام کرنے سے آتا ہے اور کہیں ظلم وزیادتی کو زیادہ سہنے سے آتا ہے، ہر مرحلہ میں شریعت نے ہماری رہنمائی کی جس میں بنیادی طور پر سوچ اور خیالات کو بدلنے اور حکمت وتدبیر سے معاملہ کو حل کرنے کی تعلیم دی ہے، گویا مذکورہ آیت میں دعاۃ کو اسوہ نبوی کے مطابق پر داعیانہ کردار ادا کرنے اور اپنے کردار وعمل میں روحانیت ونورانیت پیدا کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔

کامیاب زندگی کا راز

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم اس کو دیکھو جو تمہارے نیچے ہے اور اس کو نہ دیکھو جو تمہارے اوپر ہے، کیونکہ اس رویہ سے اس بات کی زیادہ توقع ہے کہ تم اپنے اوپر خدا کی نعمتوں کو حقیر نہ سمجھو'' (صحیح مسلم شریف)

وضاحت: اللہ تعالی کائنات کے پورے نظام کو فطرت انسانی کے مطابق چلا رہے ہیں یہ موسم کی تبدیلی، سورج کی تمازت اور گرمی میں ٹھنڈی ٹھنڈی ہواؤں کی حلاوت، یہ سب کچھ ایک فطری نظام کے تحت گردش کرتے رہتے ہیں، اس میں کسی انسانی کاوش کو کوئی دخل نہیں ہے، اسی طرح اللہ تعالی نے کسی کو مال ودولت اور جاہ ومنصب کی نعمت عطا کی اور کسی کو اس سے محروم رکھا یا کسی کو کچھ زیادہ دیا اور کسی کو کم دیا، کسی کو ایک چیز دی اور کسی کو دوسری چیزیں، یہ بھی اللہ نے اپنی حکمت ومصلحت پر رکھا، اب حکم دیا گیا کہ جس کے پاس کم ہے وہ اپنے سے اوپر والے کا تقابل نہ کرے، کیونکہ اگر وہ اپنے سے اوپر والے کو للچائی نظروں سے دیکھے گا تو اس کے اندر بے چینی اور اضطراب پیدا ہوگا تو اس کے نتیجہ میں ناشکری کا احساس ابھرے گا اور آخر میں سکون کی نعمت سے محروم ہوجائے گا، ہاں اگر وہ اپنے سے نیچے والے کو دیکھے گا تو اس کے اندر اپنے اندر کی نعمت پر شکر بجالائے گا کہ اللہ نے ہم کو صحت وتندرستی کی نعمت عطا کی، لیکن فلاں شخص صاحب ثروت ہونے کے باوجود صحت وتندرستی کی نعمت سے محروم ہے، یا اس کے پاس سامان عیش وطرب کے باوجود اس کے استعمال سے عاجز ہے، تو پھر اس کے اندر شکر وامتنان کا جذبہ پیدا ہوگا اور اسے قلبی سکون میسر ہوگی، بعض سیرت نگاروں نے حضرت شیخ سعدیؒ کا ایک واقعہ لکھا کہ وہ ننگے پاؤں کہیں جارہے تھے کہ انہوں نے کچھ لوگوں کو جوتا پہنے ہوئے دیکھا اب ان کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ اللہ نے ان کو جوتا دیا اور مجھے بغیر جوتا کے رکھا، وہ اسی تصور وخیال میں گم تھے کہ سامنے ان کی نظر ایک ایسے شخص پر پڑی جو لنگڑا تھا، اب ان کے اندر کا احساس جاگ گیا اور اللہ کا شکر ادا کیا کہ اللہ نے ہمیں اس سے بہتر بنایا اور دو تندرست پاؤں عطا کئے، اگر انسان زندگی کے ہر میدان میں اس پہلو پر غور کرے تو وہ اس نتیجہ پر پہونچے گا کہ اگر وہ کسی ایک نعمت سے محروم ہے تو اللہ نے اس کو کوئی دوسری نعمت ضرور عطا کی ہے، اگر وہ ان نعمتوں پر شکر گذار بن جائے تو وہ ہر طرح کی الجھنوں سے محفوظ رہے گا اور سکون وعافیت کی زندگی بسر کرے گا، البتہ اگر کوئی اللہ کی دی ہوئی توانائی اور قوت کو بروئے کار لائے، محنت ومجاہدہ سے اللہ کے فضل کو تلاش کرے اور اللہ سے عافیت کی دعا کا طلبگار بنا رہے تو اللہ تعالی اس کی کاوشوں کو اس کے فائدے کے حد تک ضرور عطا فرماتے ہیں، یہی ہے کامیاب زندگی کا راز اور اسی سے ہم ترقی کے منازل طے کرسکتے ہیں۔

دینی مسائل

مفتی احتکام الحق قاسمی

قنوت نازلہ کیا ہے اور کب پڑھی جاتی ہے؟

س: (۱) قنوت نازلہ کیا ہے اور کب پڑھی جاتی ہے؟ (۲) اس کے پڑھنے کا طریقہ کیا ہے؟ (۳) اور کب تک پڑھی جاتی ہے؟

ج: (۱) جب مسلمانوں پر عام مصیبت آجائے، مثلاً غیر مسلموں کی طرف سے مسلمانوں پر عمومی طور پر ناقابل برداشت ظلم وستم ہونے لگے، جس کی وجہ سے مسلمان سخت پریشانی اور بے چینی میں مبتلا ہوں تو ایسے موقع پر جو دعا پڑھی جاتی ہے، اس کو قنوت نازلہ کہتے ہیں، عمدۃ الفقہ میں ہے: آقائے دو جہاں رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کا اسوہ حسنہ یہ ہے کہ جب مسلمانوں پر کوئی عام اور دیگر عالمگیر مصیبت نازل ہوجائے مثلاً غیر مسلم حکومتوں کی طرف سے حملہ اور تشدد ہونے لگے اور دنیا کے سر پر خوفناک جنگ چھائے یا دیگر بلاؤں اور بربادیوں اور ہلاکت خیز طوفانوں میں مبتلا ہوجائے تو ایسی مصیبت کے دفعیہ کے لئے فرض نمازوں میں قنوت نازلہ پڑھتے تھے اور جب تک وہ مصیبت دفع نہ ہوجائے یہ عمل برابر جاری رہتا تھا، لہذا جب کوئی عام مصیبت پیش آجائے تو مصیبت کے زمانے تک قنوت نازلہ پڑھنا جائز ہے، عمدۃ الفقہ :۲/۲۹۵) قنوت نازلہ کا ثبوت معتبر اور صحیح احادیث سے ہے، چنانچہ بئر معونہ کے موقع پر جب ستر حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کو کفار ومشرکین نے دھوکہ دے کر وحشیانہ اور ظالمانہ طریقہ پر شہید کردیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سانحہ کی خبر ملی تو اس پر آپؐ بے حد افسردہ اور غمگین ہوئے اور ایک مہینہ تک قنوت نازلہ پڑھی، جس میں ظالموں کا نام لے لے کر بددعا فرمائی اور مظلوموں کا نام لے کر دعا فرمائی: "عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ ان رعلا وذکوان وعصیة وبنی لحیان استمدوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی عدو فامدھم بسبعین من الانصار کنا نسمیھم القراء فی زمانھم کانوا یحتطبون بالنھار ویصلون باللیل حتی کانوا ببئر معونة قتلوھم وغدروا بھم فبلغ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقنت شھرا یدعوا فی الصبح علی احیاء من احیاء العرب علی رعل وذکوان وعصیة وبنی لحیان" (صحیح البخاری: ۲/۵۸۶)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رعل، ذکوان، عصیہ اور بنولحیان نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے دشموں کے مقابل مدد چاہی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ستر انصاری صحابہ کو ان کی کمک کے لئے روانہ کیا، ہم ان حضرات کو قاری کہا کرتے تھے، اپنی زندگی میں معاش کے لئے دن میں لکڑیاں جمع کرتے تھے اور رات میں نماز پڑھا کرتے تھے، جب یہ حضرات بئر معونہ پر پہونچے تو ان قبیلے والوں نے انہیں دھوکا دیا اور انہیں شہید کردیا، جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر ہوئی تو آپ نے صبح کی نماز میں ایک مہینہ تک بددعا کی، عرب کے چند قبائل رعل، ذکوان، عصیہ اور بنولحیان کے لئے۔

(۲) قنوت نازلہ پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ نماز فجر کی دوسری رکعت میں رکوع کے بعد "سمیع اللہ لمن حمدہ" کہہ کر ہاتھ اٹھائے بغیر امام کھڑا ہوجائے اور قیام کی حالت میں دعاء قنوت پڑھے اور مقتدی اس کی دعا پر آہستہ آہستہ آواز سے آمین کہے، پھر دعا سے فارغ ہوکر اللہ اکبر کہتے ہوئے سجدے میں چلے جائیں: "حدثنی سالم عن ابیہ انہ سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا رفع رأسہ من الرکوع من الرکعة الآخرة من الفجر یقول اللّٰھم العن فلانا وفلانا وفلانا بعد مایقول سمع اللہ لمن حمدہ ربنا ولک الحمد" (صحیح البخاری: ۲/۵۸۲)

(۳) قنوت نازلہ کے لئے شریعت میں کم سے کم یا زیادہ سے زیادہ مدت کی کوئی تعیین نہیں، بلکہ جب تک حالات سازگار نہ ہوں پڑھ سکتے ہیں۔

قنوت نازلہ میں پڑھی جانے والی دعا مع ترجمہ

س: قنوت نازلہ میں کون سی دعا پڑھی جائے، ترجمہ کے ساتھ لکھ دیں تو مہربانی ہوگی۔

ج: "اَللّٰھُمَّ اھْدِنِی فِیمَنْ ھَدَیْتَ، وَعَافِنِی فِیمَنْ عَافَیْتَ، وَتَوَلَّنِی فِیمَنْ تَوَلَّیْتَ، وَبَارِکْ لِی فِیمَا أَعْطَیْتَ، وَقِنِی شَرَّ مَا قَضَیْتَ، إِنَّکَ تَقْضِی وَلَا یُقْضٰی عَلَیْکَ، إِنَّهُ لَا یَذِلُّ مَنْ وَّالَیْتَ، وَلَا یَعِزُّ مَنْ عَادَیْتَ تَبَارَکْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَیْتَ (نَسْتَغْفِرُکَ وَنَتُوبُ إِلَیْکَ) وَصَلَّی اللّٰهُ عَلَی النَّبِی الْکَرِیْمِ". (السنن الکبریٰ للبیھقی، رقم: 3138) "اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَاَلِّفْ بَیْنَ قُلُوْبِھِمْ وَاَصْلِحْ ذَاتَ بَیْنِھِمْ وَانْصُرْھُمْ عَلٰی عَدُوِّکَ وَعَدُوِّھِمْ، اَللّٰھُمَّ الْعَنِ الْکَفَرَةَ الَّذِیْنَ یَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِکَ وَیُکَذِّبُوْنَ رُسُلَکَ وَیُقَاتِلُوْنَ اَوْلِیَآئَکَ، اَللّٰھُمَّ خَالِفْ بَیْنَ کَلِمَتِھِمْ وَزَلْزِلْ اَقْدَامَھُمْ، وَشَتِّتْ شَمْلَھُمْ، وَمَزِّقْ جَمْعَھُمْ، وَدَمِّرْ دِیَارَھُمْ، اَللّٰھُمَّ خُذْھُمْ أَخْذَ عَزِیْزٍ مُّقْتَدِرٍ، وَاَنْزِلْ بِھِمْ بَاْسَکَ الَّذِیْ لَا تَرُدُّہٗ عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِیْنَ".

(اے اللہ! جن لوگوں کو تو نے ہدایت دی ہے ان کے ساتھ ہمیں بھی ہدایت دے اور جن کو تو نے صحت بخشی ہے ان کے ساتھ ہمیں بھی صحت بخش اور جن کو تو نے دوست بنایا ہے ان کے ساتھ ہمیں بھی اپنا دوست بنا اور جو انعامات تو نے ہمیں عطا کئے ہیں ان میں برکت دے اور جو فیصلہ تو نے کیا ہے اس کے شر سے ہمیں محفوظ رکھ کیونکہ تو ہی فیصلہ کرتا ہے اور تیرے خلاف فیصلہ نہیں کیا جاسکتا۔ یقیناً وہ ذلیل نہیں ہوسکتا جس کو تو دوست بنائے اور وہ عزت نہیں پاسکتا جس کو تو دشمن رکھے۔ اے ہمارے رب! تو برکت والا اور عالی قدر ہے۔ ہم تجھ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگتے ہیں اور تیری طرف رجوع کرتے ہیں۔

اے اللہ! ہمیں بھی اور تمام مومن مردوں، مومن عورتوں، مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کو بخش دے۔ ان کے دلوں میں باہمی الفت ڈال دے، ان کے درمیان اصلاح فرمادے، اپنے اور ان کے دشمنوں پر ان کی مدد فرما۔ اے اللہ! ان کافروں پر لعنت فرما جو تیرے راستے سے روکتے ہیں، تیرے رسولوں کو جھٹلاتے ہیں اور تیرے دوستوں سے لڑائی (قتال) کرتے ہیں۔ الٰہی! ان کے درمیان اختلاف ڈال دے، ان کے قدموں کو ڈگمگا دے، ان کے اتحاد کو پارہ پارہ کردے اور ان کی جمعیت کو ٹکڑے ٹکڑے کردے اور ان کے گھروں کو برباد کردے۔ اے اللہ! ایک غالب اقتدار والے کی طرح انہیں پکڑ لے اور ان پر اپنا وہ عذاب نازل فرما کہ جسے تو مجرم قوم سے واپس نہیں لوٹاتا۔)

قنوت نازلہ میں عمومی طور پر مذکورہ دعا بھی پڑھ سکتے ہیں اور جس خطہ میں حالات زیادہ بگڑ گئے ہوں، وہاں کا نام لے کر مسلمانوں کے حق میں دعا اور ظالموں کے حق میں بددعا کے کلمات کہہ سکتے ہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

Scanned with CamScanner

امارت شرعیہ بہار اڑیسہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار
نقیب

پھلواری شریف

جلد نمبر 63/73 شمارہ نمبر 41 مورخہ ۱۴/ ربیع الثانی ۱۴۴۵ھ مطابق ۳۰/ اکتوبر ۲۰۲۳ء روز سوموار

شخصی ارتقاء

پرسنالٹی ڈیولپمنٹ ان دنوں ایک فن بن گیا ہے اوراس کی تربیت کے لیے بار بار پروگرام کرائے جاتے ہیں، اس بات سے کوئی انکارنہیں کرسکتا کہ ہر آدمی شخصی ارتقاء کا متمنی ہوتا ہے اور وہ اپنی شخصیت کی تشکیل کر کے اپنے ہم عصروں میں ممتاز بننا چاہتا ہے، یہ ایک فطری خواہش ہے، خواہش اور خواب اسی وقت حقیقت بنتے ہیں، جب آدمی اس کے لیے جدو جہد کرتا ہے، اے پی جے عبدالکلام کا مشہور قول ہے کہ خواب وہ نہیں جو آپ سوتے ہوئے دیکھتے ہیں، خواب وہ ہوتے ہیں، جس کو حاصل کرنے کے لیے آپ کی نینداڑ جاتی ہے، کوشش جب اس انداز کی ہوتی ہے، تب شخصیت کا ارتقاء ہوتا ہے، یقیناً مقدرات بھی اٹل ہیں، لیکن ہمیں اس کا پتہ نہیں، اس لیے ہم تو کوشش کے پابند ہیں اور قرآن کریم کی آیت جس میں کہا گیا ہے کہ انسان کے لیے وہی کچھ ہے، جس کے لیے وہ کوشاں ہوتا ہے، الٰہی مژدہ ہے، جو ہمیں جہد مسلسل پر ابھارتا ہے۔

ہر آدمی کے اندر اللہ تعالیٰ نے بہت ساری صلاحیتیں رکھی ہیں، یہ صلاحیتیں محنت کے نتیجے میں باہر آتی ہیں، اگر آپ محنت نہ کریں تو یہ صلاحیتیں سو جاتی ہیں، اور جس طرح زمین پر محنت نہ کی جائے تو وہ بنجر ہو جاتی ہے اور اس کی زرخیزی کا خاتمہ ہو جاتا ہے، ویسے ہی صلاحیتیں بروئے کار نہ لائی جائیں تو دھیرے دھیرے وہ صلاحیتیں ختم ہوکر رہ جاتی ہیں، دم توڑ دیتی ہیں، اس لیے اگر شخصیت کا ارتقاء چاہتے ہیں تو سب سے پہلا کام یہ کرنا چاہئے کہ اپنی خفیہ صلاحیتوں کا ادراک اور منصوبہ بندی میں وسائل کی کمی کے باوجود اچھے نتائج کے حصول کا خیال رکھئے، واقعہ یہ ہے کہ جتنی صلاحیتیں آپ کام میں لا رہے ہیں، اس سے بہت زیادہ بے توجہی کی وجہ سے معطل پڑی ہوتی ہیں، تعطل دور کرتے ہی آپ محسوس کریں گے کہ آپ کے سامنے ترقی کا بڑا وسیع میدان ہے، آپ زندگی کی رونق اپنے باہر تلاش کر رہے تھے، حالانکہ وہ تو آپ کی ذات کے اندر قدرت نے محفوظ کر رکھا تھا، منصوبہ بنانے اور اس پر عمل درآمد کرنے میں غلطیوں سے مت گھبرایئے، غلطیوں کے بعد ہی آگے کا راستہ کھلتا ہے، غلطیوں سے ہمیں بہت کچھ سیکھ ملتی ہے، ہم جب آگے بڑھنا چاہتے ہیں تو ڈر، خوف، جھجک اور شرم ہمارے راستے میں دیوار بن کر کھڑے ہوتے ہیں، کچھ جاننے کی خواہش میں ان چیزوں کو حائل نہ ہونے دیجئے، بے شرمی بُری بات ہے، لیکن معلومات کے حصول میں شرم کرنا علم کے دروازے بند کرتا ہے، اسی لیے سوال کو آدھا علم کہا گیا ہے، اگر آپ کے ذہن میں سوالات کھڑے ہوتے ہیں تو ان سوالات کے جوابات کی تلاش میں شرم بالکل مت کیجئے، علم کے جتنے ذرائع ہیں اس کو بروئے کار لایئے، جاننے والوں سے پوچھ کر اپنے علم میں اضافہ کیجئے، پھر اس اضافہ شدہ علم کو تجربات کی کسوٹی پر جانچئے، پرکھئے، دوسروں نے جو کہہ دیا اس پر آمنا وصدقنا کہنا ضروری نہیں ہے، قرآن کریم میں بار بار غور وفکر کی تلقین کی گئی ہے، غور وفکر کی عادت ڈالئے، دل ودماغ کے فیصلے پر عقل کو پاسبان بنایئے، اسے جذبات کی رَو میں تنہا مت چھوڑیئے، جوش کے بجائے ہوش سے کام لیجئے، اہداف اور منزل کی تعیین کیجئے، وقت کی قدر کیجئے اور اس کا صحیح استعمال کیجئے، آج کل نیٹ اور سوشل میڈیا نے ہمارے اوقات پر شب خون مارا ہے اور بہت سارا وقت غیر ضروری میسج کے پڑھنے اور جواب دینے میں گذر جاتا ہے، اوقات کی تقسیم کر لیجئے، نظام الاوقات بنایئے، آپ دیکھیں گے کہ آپ کے کام میں برکت ہو رہی ہے، ہر کام وقت پر کرنے کی عادت ڈالنے کی وجہ سے سارا کام وقت پر ہوگا اور ٹائم پاس کرنے کی نوبت نہیں آئے گی، یقین جانئے، سب سے بہتر دوست بھی آپ کے اندر رہتا ہے اور سب سے بدترین دشمن بھی آپ کے اندر جانشیں ہے، یہ آپ کی قوت ارادی کا کمال ہوگا کہ آپ اپنے اندر کے دوست سے کام لیتے ہیں یا آپ کے اندر کا دشمن آپ پر سوار ہو جاتا ہے۔ ہر حال میں خوش رہنے کی عادت ڈالیے، خوش رہنے والا شخص خوشیاں بانٹنے کا کام کرتا ہے، اپنے بھائیوں سے خوش خلقی سے پیش آنا اسلامی اور ایمانی تقاضہ ہے، چہرے کا ہلکا سا تبسم آپ کو دوستوں میں مقبول کر دے گا۔

آپ خوب جانتے ہیں کہ اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہوتا ہے، اوپر والا ہاتھ دینے والا ہوتا ہے، سماج کو کچھ دیتے رہئے، لینے کا مزاج نہ بنے تو بہتر ہے، حالات میں بڑی تبدیلی کے باوجود ایثار وقربانی کا ہتھیار ہر دور میں دوسرے اسلحوں پر غالب آتا رہا ہے۔ اگر آپ دینے والے بن گئے تو لوگ آج بھی آپ کو ہاتھوں میں لینے کو تیار ہوں گے۔ آپ کی صلاحیت کا صحیح مصرف بھی ہوگا اور کامیابی بھی آپ کے قدم چومے گی۔ ان راستوں پر چلنے کا عزم کیجئے آپ محسوس کریں گے کہ آپ کی شخصیت کا ارتقاء ہو گیا ہے اور آپ کو پرسنالٹی ڈیولپ کرنے کے لیے کسی لکچر کی ضرورت نہیں ہے۔

راہنمائی

راہنمائی دنیا کے عظیم ترین کاموں میں سے ایک ہے، اس کے لیے مختلف طریق کار استعمال کیے جاتے رہے ہیں، اس کے پیچھے ہر دور میں اہم شخصیات کار فرما رہی ہیں اور ان کی جدو جہد کوشش، لگن اور جذبۂ خیر خواہی سے ملک وسماج اور انسان پر اس کے گہرے اثرات مرتب ہوتے رہے ہیں، یہ کام انتہائی تحمل، برداشت اور صبر کا متقاضی ہوتا ہے، دلوں کی نرمی اور جذباتیت سے دوری کے بغیر اس کام کو کرنا عملاً ممکن نہیں ہوتا، ملکوں کی تاریخ کے اوراق الٹیے تو بے شمار واقعات میرے اس خیال کی تائید کے لیے آپ کو مل جائیں گے۔

آج کل رہنمائی کے لیے مشین ایجاد ہو گئی ہے، آپ کو کہیں جانا ہے، راستہ نا معلوم ہے تو مشین میں اپنی منزل کا پتہ ڈال دیجئے اور بے فکر ہو کر اس کے بتائے ہوئے راستے پر گاڑی بڑھاتے جایئے، وہ راستے کے بارے میں نقشہ بھی دکھائے گا، ایگزٹ بھی بتائے گا، اگر آپ پڑھنا نہیں جانتے ہیں، نقشہ سمجھنے کی صلاحیت نہیں رکھتے تو وہ بول کر بھی آپ کو بتائے گا، کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ آپ نے اس کی ہدایت کو نہیں مانا اور اپنی دُھن میں آگے بڑھ گیے تو وہ آپ کو بڑا بھلا نہیں کہتا، گالیاں نہیں دیتا، یہ بھی نہیں کہتا کہ میری ہدایت نہیں ماننی ہے تو میری خدمت لیتے ہی کیوں ہو، جاؤ من مانی کرو اور گمراہ ہو جاؤ، راہنمائی کرنیوالی یہ مشین ایسا کچھ نہیں کرتی وہ آپ کو اگلا موڑ بتا دیتی ہے، جہاں سے آپ اپنی منزل کی طرف بڑھ سکتے ہیں، دوبارہ بھی آپ نے اسکی ہدایت کی ان دیکھی کر دی تو بھی وہ آپ سے خفا نہیں ہوتا، بلکہ اگلا راستہ بتاتا ہے جہاں سے آپ صحیح راہ پر چل کر منزل کو جا سکتے ہیں۔

انسان کے بنائے ہوئے مشین میں راہبری کے لیے یہ خاص وصف موجود ہے کہ وہ کسی حال میں آپے سے باہر نہیں ہوتا؛ بلکہ ہر بار بھٹکنے پر نئے راستے کی راہنمائی کرتا ہے، انسانوں کے لیے اس میں بڑا سبق ہے، وہ اگر راہنما ہے، راہ بری کرتا ہے، قائد ہے یا قیادت کرنا چاہتا ہے تو اسے لازم ہے کہ یہ صفت اپنے اندر پیدا کرے، راہنماؤں کا مزاج یہ بن گیا ہے کہ وہ ہدایت کی تھوڑی بہت ان دیکھی پر بھی چراغ پا ہو جاتے ہیں، مسلک ذات برادری، علاقایت کے داعیان اور اپنی اپنی برادری کے رہنماؤں میں اس سلسلے میں بڑی کمیاں پائی جاتی ہیں، جو خود کو راہ بر سمجھتے ہیں وہ دوسروں کو برا بھلا کہنے طعن وتشنیع کرنے بلکہ کافر اور مرتد تک کہنے سے گریز نہیں کرتے، یہ کام راہ بر کا نہیں ہے، راہ بر کا کام آخری وقت تک بغیر چراغ پا ہوئے راہنمائی کرنا ہے، اور انتہائی صبر کے ساتھ منزل تک پہونچنے کے لیے اگلا ایگزٹ (Exit) بتاتے رہنا ہے، اس کو کہتے ہیں متبادل کی تلاش، جن لوگوں کے درمیان راہ بری کارگر نہیں ہو پا رہی ہے، اس کو کس طرح منزل تک پہونچایا جائے یہ راہ بر کی ذمہ داری ہے، راہبر یہ کہہ کر اپنا دامن نہیں جھاڑ سکتا کہ لوگ اس کی نہیں سنتے، ان کے مزاج کا ٹھیک نہیں رہتا، وہ پل میں تولہ اور پل میں ماشہ ہوتے رہتے ہیں، یہ سب شیطانی وساوس اور عذر لنگ ہے جو راہبری کے فرض سے انسانوں کو دور کرتا ہے، یہاں معاملہ راہ زنوں سے گلہ کا نہیں، سوال راہ بر کی رہبری کا ہے، ہم اپنی ساری ناکامی دوسروں کے سر ڈال کر مطمئن ہو جاتے ہیں، یہ اطمینان ہمیں اپنے مقصد سے بھی دور کرتا ہے اور راہ بر کی جدو جہد کو ناکامی تک پہونچا دیتا ہے۔

راہ بر کی حیثیت خواص کی ہوتی ہے، لوگوں کی بھیڑ میں وہ لوگوں سے کچھ الگ تھلگ اور ممتاز ہوتا ہے، وہ سماج کی روح اور جان ہوتا ہے، اسے کسی بھی حال میں نہ تو بھیڑ کا حصہ بننا ہے اور نہ ہی اس سے کٹ کر زندگی گذارنی ہے، اس لیے کہ عوام کی بھیڑ ہی خواص کے لیے جسم ہے، اگر یہ جسم اس سے الگ ہو جائے تو روح اس دنیا میں رواں نہیں رہ سکتی، اس کا مقام یا تو علیین ہوگا یا سجین، روح کو رواں ہونے کے لیے جسم کی ضرورت ہوتی ہے، اس لیے خواص کو اگر کچھ کرنا ہے تو جسم یعنی عوام کو ساتھ لے کر چلنا ہوگا، اسی طرح عوام کو بھی اپنی قیادت اور راہنماؤں سے بدظن نہیں ہونا چاہیے، اس لیے کہ اگر عوام نے اپنا رشتہ خواص اور قائد سے کاٹ لیا تو وہ جسم بغیر جان کے ہو جائیں گے اور بغیر روح کے جو جسم ہوتا ہے اس کا مقام منوں مٹی تلے قبرستان ہے۔

ذیابطیس

انسانی جسم کو جو امراض لاحق ہوتے ہیں، ان میں سے کئی بیماریوں کے علاج تک انسانی عقل وشعور اور سائنس کی رسائی اب تک نہیں ہو سکی ہے، کینسر، ایڈز وغیرہ کا شمار ایسے ہی امراض میں ہوتا ہے، جس میں علاج ومعالجہ اکثر وبیشتر صورت میں کامیاب نہیں ہو رہا ہے، اور زندگی کو اختتام تک پہونچا دیتا ہے۔

ذیابطیس یعنی شوگر کا مرض بھی لاعلاج بنتا جا رہا ہے، یہ ٹھیک ہونے کا نام نہیں لیتا، غذا پرہیز اور دواؤں کے ذریعہ اسے معتدل سطح پر رکھا جا سکتا ہے، لیکن یہ ایسا مرض ہے جو ختم نہیں ہوتا، عالمی ادارہ صحت (WHO) کے مطابق پوری دنیا میں ذیابطیس کے مریضوں کی تعداد ۴۲ کروڑ سے زائد ہو گئی ہے، فی صد کے اعتبار سے دنیا کی ۶۵ فی صد آبادی اس مرض کا شکار ہے، گذشتہ پینتیس سالوں میں اس مرض میں چار گنا اضافہ ہو گیا ہے۔ ۱۹۸۰ء میں اس مرض کے بالغ مریضوں کی تعداد دس کروڑ اسی لاکھ تھی، ۲۰۱۴ء میں یہ تعداد بڑھ کر بیالیس کروڑ بیس لاکھ ہو گئی، ایک اندازے کے مطابق پوری دنیا میں شوگر کے مریضوں کی نصف تعداد چین، ہندوستان، امریکہ، برازیل اور انڈونیشیا میں پائی جاتی ہے، چین اور ہندوستان کے اعداد وشمار دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ ان دونوں ملکوں میں شوگر کے مریض زیادہ تر مرد ہیں، اور ان کی تعداد میں تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے، لاطینی امریکہ کے ممالک میں بھی یہ مرض تیزی سے بڑھ رہا ہے۔

طبی ماہرین کے مطابق اس مرض کی وجہ سے اعضاء رئیسہ متاثر ہوتا ہے، دل کی بیماریاں اور ہارٹ اٹیک کے خطرات بڑھ جاتے ہیں، اس لئے ضروری ہے کہ خون کے دباؤ اور کولیسٹرول کی سطح پر دھیان رکھا جائے، جسمانی تگ ودو اور پیدل چلنے کو معمول کا حصہ بنایا جائے، مرغن غذاؤں سے پرہیز کیا جائے اور بغیر چھانے آٹے کی روٹی، سبزیاں پھل وغیرہ کو غذا کا حصہ بنایا جائے، بلڈ پریشر اور وزن پر بھی نگاہ رکھی جائے، ذیابطیس کے اتار چڑھاؤ اور کولیسٹرول کی سطح کی جانچ معمولاً کرائی جائے، احتیاط، بہر صورت دواؤں کے استعمال سے بہتر ہے، بہت سارے مریض اس لیے دوا لینے سے کتراتے ہیں کہ پھر پوری زندگی دوا کھانی ہوگی، ظاہر ہے یہ بدعقلی ہے کہ اعضاء رئیسہ کمزور ہوتے جائیں اور ہم دوا سے گریز کریں، عقل مندی یہ ہے کہ دوا ڈاکٹر کے مشورے سے لیں اور پرہیز واحتیاط کو بھی اپنے ہاتھ سے نہ جانے دیں، ہمارا صحت مند رہنا اس لیے بھی ضروری ہے کہ قوی مؤمن کو اچھا کہا گیا ہے، صحت مند جسم میں صحت مند دماغ پایا جاتا ہے اور سارے کام دماغ کی صحت پر ہی موقوف ہیں، سائنس داں دماغی موت کو زندگی کا خاتمہ قرار دیتے ہیں۔

بہت سارے لوگ جب دوا علاج اور احتیاط وتدبیر کی بات آتی ہے تو کہتے ہیں کہ موت ایک ہی بار نہ آئے گی اور جس حال میں مقدر ہے اسی طرح آئے گی، اس لیے احتیاط وتدابیر اور دوا علاج کا کیا فائدہ ہے؟ ایسے لوگوں کو یہ بات جان لینی چاہیے کہ ہر مرض کی دوا ہوتی ہے، ہمارا دماغ اور کھوج وہاں تک نہ پہونچ پائے، یہ دوسری بات ہے، اسی طرح ہمیں احتیاط اور پرہیز کی بھی ہدایت کی گئی ہے اور اپنی جان کو ہلاکت میں ڈالنے سے منع کیا گیا ہے، ہم چونکہ مقدرات سے واقف نہیں ہیں، اس لیے احتیاط وتدابیر کو اپنے معمول کا حصہ بنانا چاہیے اور غیر ضروری منطق کا سہارا لے کر اپنی زندگی کو خطرے میں نہیں ڈالنا چاہیے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اپنے کو ہلاکت میں مت ڈالو۔

Scanned with CamScanner

یادوں کے چراغ

قلم: مولانا رضوان احمد ندوی

حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندویؒ - ایک منفرد قائد و مجاہد

ماہ رمضان المبارک کی مبارک ساعتیں تھیں، ظہر کی نماز ادا کرنے کے بعد تھوڑی دیر کے لئے ذکر و تلاوت میں مصروف ہوگیا، نہ جانے کیوں دل پر طمانیت کا احساس اور غنودگی کا سایہ دراز ہونے لگا، بحر نوم میں غوطہ زن ہوا چاہ رہا تھا کہ دفعۃً کسی انجانے نمبر سے میرے موبائل کی گھنٹی بجنی شروع ہوگئی- بے خودی میں فون ریسیو کیا- رضوان بھائی - کچھ معلوم ہوا- ہم سب کے مربی و محسن مرشد الامت بین الاقوامی شخصیت حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی (2023-1929) بن سید رشید احمد حسنی - اب اس دنیا میں نہیں رہے، انا للہ وانا الیہ راجعون، اس غم ناک خبر سن کر دل پر زور کا جھٹکا سا لگا، حواس باختہ ہوگیا، آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں- دل کو تسلی دیتا رہا کہ کون ہے جو دنیا میں سدا رہا ہو اور کون ہے جسے یہاں سے جانا نہیں۔ مگر ہاں، اللہ کے کچھ مخصوص بندے ایسے پیدا ہوتے رہے ہیں جن کی زندگی کے نقوش گہرے اور انمٹ ہوتے ہیں، ان کے دنیا سے چلے جانے کے بعد بھی ان کے نقوش و تاثرات سے ان کی زندگی کا شبہ ہوتا رہتا ہے، کیونکہ میں نے آٹھ سال تک طالب علمانہ زندگی حضرت کے دامن تربیت اور سایہ شفقت میں گذارا اور اس کے بعد 30 سال تک آپ کی قیادت و سیادت میں آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کی تحریکی سرگرمیوں میں خادمانہ شریک کارواں رہا اس طرح شاگردی سے ملازمت تک تقریباً 38 سال سے عقیدت و محبت کے لطیف رشتوں سے وابستہ رہا جن کی منتشر یادیں میری زندگی کا ایک قیمتی سرمایہ ہیں۔ دراصل حضرتؒ سے سب سے پہلی زیارت 1980 میں پٹنہ میں ہوئی، اس سے پہلے آپ کے علمی و ادبی اور تحقیقی کمالات کا تذکرہ اپنے اساتذہ کرام سے سنا کرتا تھا جس سے یک گونہ غائبانہ طور پر انس و محبت پیدا ہوگیا تھا، ہاں جب 1982ء میں دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ میں داخل درس ہوا تو آپ سے باضابطہ استفادہ اور ادب عربی کی متعدد کتابیں پڑھنے کا موقع ملا۔ پھر جب 1992ء میں امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ و جھارکھنڈ سے وابستہ ہوا اور ہفتہ وار نقیب کی مجلس ادارت کی ذمہ داری سپرد ہوئی تو مضمون نویسی اور اڈیٹنگ کے ساتھ حضرت مولانا سید نظام الدین صاحب جنرل سکریٹری بورڈ نے بورڈ کے کاموں کو بھی میرے سپرد کیا اور ساتھ ہی بورڈ کے اسفار میں رفیق سفر کی حیثیت سے اپنے ساتھ رکھا۔ اس لحاظ سے سات سال تک مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ کے عہد صدارت میں بورڈ کے کاموں کو انجام دیا اس عہد میں بھی حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی سے گاہے بگاہے ملاقاتیں ہوجایا کرتیں، جہاں ان کی شفقتوں اور عنایتوں کا سایہ دراز ہوتا رہا، لیکن جب آپ 2002ء میں شہر حیدرآباد میں بورڈ کے چوتھے صدر منتخب ہوئے جو کہ ایک تاریخی انتخاب تھا، اس کے بعد بیس سال تک آپ کی رہنمائی اور رہبری میں کام کرنے کا موقع ملا، ہر جگہ گرد کارواں کی طرح شریک کارواں رہا اور کہنے کو آج بھی خادمانہ آپ کے سامنے حاضر ہے۔ لیکن اب حالات بدل گئے ہیں، پرانی بساطیں آہستہ آہستہ سمٹتی اور عظمت رفتہ قصہ پارینہ بنتی جارہی ہیں۔ جن اکابر ملت کی دیدار سے آنکھیں تر رہا کرتی تھیں اب سب سراب معلوم پڑتا ہے، مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی، فقیہ ملت حضرت مولانا قاضی مجاہد الاسلام قاسمی، حضرت مولانا ابوسعود احمد، حضرت مولانا محمد محمد الحسنی، حضرت مولانا سراج الحسن، حضرت مولانا محمد سالم قاسمی، حضرت مولانا اسعد مدنی، حضرت مولانا سید نظام الدین، جناب عبد الرحیم قریشی، حضرت مولانا سید محمد ولی رحمانی، مولانا عبدالکریم پاریکھ رحمۃ اللہ علیہم رحمۃ واسعۃ اور حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندویؒ یہ پرانے نقوش جب یاد آتے ہیں تو ایسا لگتا ہے کہ سامنے کھڑے ہیں۔

فروغ شمع تو باقی رہے گا صبح محشر تک
مگر محفل تو پروانوں سے خالی ہوتی جاتی ہے

تاہم آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ آج کے تاریک دور میں بھی ہندوستانی مسلمانوں کے لئے امید کی سب سے زیادہ روشن کرن ہے اور تاریخ کے ہر دور میں اس نے کامیاب قیادت کی ہے اور ہر طوفان کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ خاص کر حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندویؒ کے عہد صدارت میں بورڈ نے ہندو پاک سے اٹھنے والے تمام فتنوں کا پوری پامردی سے مقابلہ کیا۔ چنانچہ آپ نے اپنے خطبہ صدارت میں بار بار اس نقطہ نظر کا اظہار کیا کہ، ہم اپنے دین و شریعت کے ایک نکتہ سے بھی دست بردار ہونے کے لئے تیار نہیں ہیں، خواہ اس کے لئے ہمیں اپنے دنیاوی مفادات میں کوئی قربانی ہی کیوں نہ دینی پڑے، کیونکہ ہماری شریعت اللہ کی دی ہوئی شریعت ہے، اس میں کسی انسان کا ہاتھ نہیں ہے، انسانوں کے بنائے ہوئے قانون بدل سکتے ہیں لیکن اللہ کا بنایا ہوا قانون انسان نہیں بدل سکتا، ہماری شریعت میں کوئی تبدیلی نہیں ہوسکتی، چنانچہ حضرتؒ اگر ایک طرف خارجی حملوں سے بورڈ کے تحفظ و بقاء کی جدو جہد کرتے رہے تو دوسری طرف مسلمانوں سے بھی قانون شریعت پر عمل کرنے کی ترغیب دیتے رہے کہ ہم دوسروں سے مطالبہ کریں کہ ہماری شریعت کا تم تحفظ کرو اور ہم خود شریعت کا تحفظ نہ کریں تو یہ کہاں کا انصاف ہے، اس لئے فرمایا کرتے کہ بھائیو، ہم اپنی زندگی میں شریعت کو نافذ کریں تاکہ ہم میں یہ کہنے کی ہمت ہو کہ ہماری شریعت میں تم مداخلت نہ کرو۔ اس سیدھے سادھے جملوں میں آپ نے مسلمانوں کو ان کی ذمہ داریاں اور فرائض بھی بتلادیں، مجھے یاد پڑتا ہے کہ بورڈ کے 24 ویں اجلاس جے پور میں فرمایا کہ مسلمانوں کو زندگی کے تین پہلوؤں کا اہتمام رکھنا چاہیے۔ ایک تو یہ کہ وہ اپنی زندگی کو اپنے رب کی ناپسندیدگی سے بچاتے رہیں۔ دوسرے یہ کہ زندگی کے تغیرات اور ملکی حالات پر بصیرت کی نگاہ رکھیں۔ اور تیسرے یہ کہ اپنی اس خصوصیت کو بھی پیش نظر رکھیں کہ ان کو اللہ تعالی نے قائدانہ امت کا مقام و مرتبہ عطا کیا ہے، لہٰذا ان کا عمل ان کے مقام کے مطابق ہونا چاہیے۔ اور چونکہ مسلمان اس ملک میں اقلیت میں ہیں اور جو اقلیت میں ہوتا ہے اس کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ وہ اکثریت کے مقابلہ میں زیادہ توجہ و فکرمندی سے کام کرے اور یہ حقیقت ہے کہ زیادہ توجہ و فکرمندی اختیار کرنے پر اقلیت اکثریت کے مقابلہ زیادہ اچھا نتیجہ حاصل کرتی ہے۔ اسی طرح آپ کے قائدانہ و فکر انگیز خطابات سے بورڈ کو اور پوری ملت کو روشنی ملتی رہی۔ اس لئے آپ کے عہد صدارت میں بورڈ نے کئی اہم فیصلے لئے جس سے بورڈ کے کاموں کا دائرہ وسیع ہوا، نظام قضا اور تحریک اصلاح معاشرہ میں نئی قوت و توانائی پیدا ہوئی، سوشل میڈیا ڈیسک کے ذریعہ عوامی رابطوں کو مضبوط کیا گیا، مسلم پرسنل لا سے متعلق زیر سماعت مقدمات کی پیروی کے لئے ملک کے تجربہ کار قانون دانوں سے مدد لی گئی۔ ہندوستان کی تاریخ میں بابری مسجد کا انہدام ایک بدترین واقعہ ہے جس نے جمہوریت کو بے آبرو کردیا اور سیکولرزم کو خاک میں ملا دیا چنانچہ اس مسئلہ میں بورڈ نے یہ موقف اختیار کیا کہ مسلمان عدالت کے فیصلہ کو قبول کریں گے اس درمیان بہت سے نشیب و فراز آئے بورڈ عدالتوں میں حقیت کے مقدمہ کو پوری قوت سے لڑتا رہا۔ سپریم کورٹ کے ریمارک سے امیدیں بندھتی رہیں مگر حقیت پر عقیدہ و آستھا کا غلبہ ہوگیا اور قانون کی بالا دستی پر گہری ضرب پڑگئی، اس کے باوجود صدر بورڈ نے ارکان بورڈ سے ہمت و حوصلہ سے آگے بڑھنے اور اپنے مشن کو قوت بخشنے کی سعی کرنے کی ترغیب دیتے رہے اور فرمایا کرتے تھے زندہ اور بیدار ملت پر اس طرح کے حالات پیش آتے ہیں ہم کو نہ تو حالات سے مایوس ہونا ہے اور نہ ہی اپنے مقصد سے پیچھے ہٹنا ہے۔ یقین مانئے کہ ایسے ملی درد رکھنے والے قائد اور علم و اخلاق کے پیکر کے اٹھ جانے سے تاریخ کا ایک باب ختم ہوگیا۔ کیونکہ حضرتؒ جیسے ثقہ اور مخلص قائد و رہنما روز روز پیدا نہیں ہوتے، وہ ایک طرف علم و فضل کا کوہ گراں تھے تو دوسری طرف نیکوکاری اور تقویٰ کا نور ان کے چہرے سے جھلکتا تھا، رہنا سہنا سادہ، لباس معمولی اور چال ڈھال کتنی باوقار اور نستعلیق تھی کہ سوچتا ہوں تو دل غم سے بیٹھنے لگتا ہے۔ رحمة الله و ابرد الله مضجعه و نوره قبره

اللہ ان کی مغفرت فرمائے کہ حضرت کی شخصیت کی مختلف جہتیں تھیں، ان میں ایک نمایاں وصف علمی و فکری گہرائی، اور حکمت و تدبر اور دور اندیشی کے ساتھ ملی مسائل کے حل کی تدبیر کرنا ہے، (بقیہ صفحہ: ۱۴ پر)

کتابوں کی دنیا

قلم: مولانا رضوان احمد ندوی

(تبصرہ کے لئے کتابوں کے دو نسخے آنے ضروری ہیں)

آفتاب: جو غروب ہوگیا

دبستان ویشالی (بہار) کے ممتاز عالم دین، کامیاب معلم و مدرس اور مدرسہ احمدیہ ابا بکر پور کے سابق پرنسپل حضرت مولانا آفتاب عالم مفتاحی ۱۱/ اکتوبر ۲۰۱۹ء کو رب ذوالجلال سے جا ملے، مولانا مرحوم کا وطن کواتھ روہتاس تھا، لیکن انہوں نے مدرسہ احمدیہ کو علم نبوت کی نشر و اشاعت کے لئے مرکز بنایا جہاں مختلف علوم و فنون کی معیاری کتابیں پڑھائیں اور اپنی علمی و فکری صلاحیت اور انتظامی خصوصیت سے ترقی کرتے ہوئے اعلیٰ عہدے پر فائز ہوئے، اور اپنی گونا گوں خوبیوں اور صلاحیتوں کا لوہا منوایا، گو کہ ان کی شہرت عام نہ تھی، لیکن خطابت و امامت کے باعث ضلع ویشالی میں ہر دل عزیز رہے، جس کا اہل نظر کو بھی اعتراف تھا، ایسے متحرک اور دردمند شخصیت کا دور قحط الرجال میں اٹھ جانا ایک نعمت خداوندی سے محروم ہوجانا ہے، گرچہ میں حضرت مولانا کی زیارت سے محروم رہا تاہم ان کے احباب و معاصرین اور تلامذہ کی زبانی ان کے ذکر خیر سے کان آشنا ضرور تھا، جو کمی رہ گئی اس کو زیر تبصرہ کتاب "آفتاب جو غروب ہوگیا" نے پوری کردی، جس کو علوم اسلامیہ کے فاضل جلیل مولانا مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی نائب ناظم امارت شرعیہ نے مرتب کی ہے، لائق مرتب صاحب تصانیف کثیرہ ہیں، حدیث اور اصول حدیث، تاریخ و سیر اور ادب و تنقید پر ان کی متعدد کتابیں معروف و مقبول ہیں، ہفتہ وار جریدہ نقیب کے ایڈیٹر ہونے کی وجہ سے ان میں ان کی تحریریں برابر چھپتی رہتی ہیں، جو باذوق قارئین کے لئے نشاط روح کا سامان فراہم کرتی ہیں، پیش نظر کتاب بھی ان کی کاوش کا عکس جمیل ہے، دراصل مولانا مرحوم کے صاحبزادے جناب محمد احمد کی تحریک پر مفتی صاحب آمادہ ہوئے اور مولانا مرحوم کے احباب و متعلقین اور شاگردوں سے نگارشات کے لئے رابطہ کیا، مراسلات و فون کے ذریعہ متوجہ کرتے رہے، حتی المقدور اہل قلم کا قلمی تعاون حاصل کرلیا۔ اس طرح یہ مجموعہ مقالات "آفتاب جو غروب ہوگیا" منظر عام پر آگیا۔

مرتب نے اس کتاب کے مضامین کو چار عنوانات کے تحت شامل کیا ہے۔ پہلا عنوان احوال و آثار، اوصاف و کمالات رکھا، جس کے تحت 24 اصحاب قلم نے اپنے تاثرات و انطباعات کا اظہار کیا، ان میں مولانا سید مظاہر عالم قمر شمسی، مفتی محمد سراج الہدیٰ ندوی ازہری، جناب انوار الحسن وسطوی، شاہد محمود پوری، مولانا محمد قمر عالم ندوی، مفتی ظفر الہدیٰ قاسمی، محمد الغزالی، ڈاکٹر حسین اور خود مرتب کتاب کے رشحات قلم شامل ہیں۔ باب دوم میں مولانا کی نثری تحریریں ہیں، جنہیں مولانا مرحوم نے وقت اور حالات کے تناظر میں سپرد قلم فرمایا، ان میں اکبر اور اسکا دین الٰہی، باکردار انسان، عبدالمغنی صدیقی یاد ماضی، شاید کہ اتر جائے ترے دل میں میری بات، جیسے عناوین پر اظہار خیال کیا۔ باب سوم میں ڈائری کے چند اوراق کے تحت خسر محترم کے انتقال پر دلی صدمے کا اظہار اور جمشید پور کے سفرنامے کی روداد وغیرہ شامل ہیں، اور آخری باب چہارم میں مولانا کی نظموں اور غزلوں کو شامل کیا گیا ہے، ان کی شاعری پڑھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ ان کو زبان و بیان پر قدرت حاصل تھا۔ اس طرح یہ کتاب معلوماتی مضامین کا مجموعہ اور مولانا مرحوم کے اوصاف و کمالات کا حسین گلدستہ ہے، کتاب کی طباعت دیدہ زیب ہے اور کاغذ بھی ہر اعتبار سے مناسب ہے، میں اس کتاب کی اشاعت پر نور اردو لائبریری حسن پور گنگھٹی بکساماں ویشالی کو دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ امید ہے کہ قارئین اس کو پسندیدگی کی نظروں سے دیکھیں گے۔ 182 صفحات پر مشتمل اس کتاب کی قیمت ایک سو روپے ہے، سیرت و سوانح سے دلچسپی رکھنے والے اصحاب ذوق کو یہ کتاب ضرور مطالعہ کرنا چاہیے۔ ضرورت مند حضرات بک امپوریم سبزی باغ پٹنہ سے خرید سکتے ہیں، یا براہ راست مرتب کتاب کے موبائل نمبر 9431003131 پر رابطہ کرسکتے ہیں۔

Scanned with CamScanner

حکایات اہل دل

مولانا رضوان احمد ندوی

ایک بوجھ تھا، جو اتر گیا! قرن اولیٰ کی معروف صوفی شخصیت حضرت رابعہ بصریہ رحمۃ اللہ علیہا اپنے والدین کی چوتھی بیٹی، انتہائی غریب لیکن معزز گھرانے میں پیدا ہوئیں جو بانجھ تھیں، خاوند کا جوانی میں انتقال ہوگیا، جوانی ہی میں بیوہ ہوگئیں، ان کا روز کا دستور تھا رات کو نہانا، کپڑے بدلنا اور خاوند کے پاس آجانا اور عرض کرنا میری خدمت کی ضرورت وہ کہتے نہیں! مجھے اجازت؟ شوہر کہتے اجازت پھر مصلیٰ ہوتا اور رابعہ ہوتی تھی، رب ہوتا اور رابعہ ہوتی، ساری رات مصلے پر کٹ جاتی تھی، جب خاوند کا انتقال ہوا تو حسن بصری جیسے خوبصورت، عالم، محدث مفسر اور مجاہد خود چل کر آئے اور پیغام دیا کہ میں آپ سے شادی کرنا چاہتا ہوں، حضرت بصریہ نے تین سوالات کہلوائے کہ اس کا جواب دے دو تو شادی کرلونگی: (۱) جب نامہ اعمال دیا جائے گا تو میرے کس ہاتھ میں آئے گا؟ حسن بصری نے کہا اس بارے میں کیا بتاؤں (۲) جب نیکی اور بدی تولی جائے گی تو میرے گناہ بڑھیں گے یا نیکیاں؟ حسن بصری نے کہا میں کچھ نہیں جانتا (۳) جب لوگ پل صراط سے گذریں گے تو میں گر جاؤں گی یا پار ہوجاؤں گی؟ حسن بصری نے کہا مجھے کیا معلوم! حضرت رابعہ نے کہا پھر جائیے میں فارغ نہیں مجھے تیاری کر لینے دیجئے!

جب انتقال کا وقت قریب آیا تو اپنی خادمہ سے فرمایا جب میرا انتقال ہو تو کسی کو خبر نہ کرو پڑوسیوں کو بلاؤ اور میری اس گدڑی میں جس میں میں نے ساری زندگی اپنے رب کو راتوں میں اٹھ کر یاد کیا اس کو میرا کفن بنا دینا اس میں دفن کردینا اور صبح کو لوگوں کو بتا دینا کہ زمین پر ایک بوجھ تھا جو اتر گیا۔

مثنوی کی حکایت: مولانا رومؒ نے مثنوی میں ایک حکایت لکھی ہے، کہ ایک شخص نے ایک گودنے والے سے کہا، میری پیٹھ پر شیر کی تصویر بنادو، تاکہ کمر میں قوت رہے، وہ تصویر بنانے بیٹھا اور سوئی چبھوئی، اس نے ایک آہ کی، اور پوچھا کہ کیا بناتے ہو؟ اس نے کہا دُم بناتا ہوں، آپ بولے کے دُم نہ بناؤ یہ کوئی مکھیاں تھوڑا اڑائے گا، اس نے دُم چھوڑ کر دوسری طرف سوئی چبھوئی، پھر آہ کی اور پوچھا اب کیا کرتے ہو؟ اس نے کہا کہ سر بناتا ہوں، آپ نے کہا، یہ کوئی دیکھے گا تھوڑا ہی، ایسا ہی رہنے دو، پھر اس نے پیٹ بنانا چاہا تو آپ کہتے ہیں کہ کوئی کھائے گا تھوڑا ہی، غرض جس عضو کو بناتا تھا آپ یہی کہتے تھے کہ اس کو کیوں بناتے ہو؟ اس پر بنانے والے نے سوئی پھینکدی اور کہا ؎

شیر بے گوش وسر وشکم کہ دید　　ایں چنیں شیر خدا ہم نافرید

ترجمہ: شیر بغیر کان اور سر، پیٹ کا کس نے دیکھا ہے، ایسا شیر تو خدا نے بھی نہیں بنایا، میں کیا بناؤں گا؟ آگے مولانا فرماتے ہیں: ؎

چوں نداری طاقت سوزن زدن　　از چنیں شیر زباں بس دم مزن

یعنی اگر تمہارے اندر اتنی بھی طاقت نہیں کہ سوئی کو برداشت کرسکو تو شیر کا نام بھی مت لو

توکل کی تعلیم: ایک بزرگ نے اپنے بچہ کو شروع ہی سے توکل کی عملی تعلیم اس طرح دی تھی کہ اس کی ماں سے کہدیا کہ اس کو روٹی کپڑا تم خود مت دیا کرو، جب یہ کھانا مانگے، اس سے کہدو کہ بھائی خدا سے مانگو، ہم بھی اسی سے مانگتے ہیں اور ایک الماری مقرر کردی تھی جس میں کھانا پہلے سے رکھدیا جاتا تھا اور لڑکے سے کہدیا اب وہاں جاکر خدا سے دعا کرو پھر الماری کھولو جو کچھ تیری قسمت میں مل جائے گا، بچہ وہاں جاتا اور دعا کرتا اور روزانہ وہاں سے کھانا لے لیتا

ایک دن اس کی ماں کھانا رکھنا بھول گئی، بچہ اپنے معمول کے موافق الماری پر گیا اور خدا سے دعا کی کہ اے اللہ! مجھے کھانا دے دے، پھر الماری کھولا تو وہاں موجود تھا، اس کی ماں نے یہ واقعہ ان بزرگ صاحب سے بیان کیا انہوں نے سجدۂ شکر ادا کیا اور بیوی سے کہا کہ بس اب تم وہاں کھانا مت رکھا کرو، اب غیب سے امداد شروع ہوگئی اور بچہ کھانے پینے کی فکر سے چھوٹ گیا۔

فائدہ: دنیا میں بڑی فکر اسی کی ہوتی ہے، اگر اسی طرح ہم بھی طلبہ کی روحانی تربیت کریں اور از خود ان کی خدمت کرتے رہا کریں تو ان میں استغناء کی شان پیدا ہوجائے گی۔

ایک بزرگ کا قصہ: ایک بزرگ تھے جن کو ان کی بیوی بہت ستاتی تھی یہاں تک کہ لوگوں کو بھی معلوم ہوگیا کہ بیوی ان کو بہت دق کرتی ہے، بعض لوگوں نے عرض کیا کہ حضرت ایسی بیوی کو طلاق دے دنیا چاہئے، فرمایا طلاق تو میرے بس میں ہے مگر یہ تو سوچو کہ اگر اس نے کسی اور سے نکاح نہ کیا تب تو یہ تکلیف اٹھائے گی اور اگر کسی اور سے نکاح کیا تو اس مسلمان کو تکلیف پہونچے گی، اس سے اچھا یہ ہے کہ میں ہی تکلیف اٹھالوں اور مسلمانوں کا وقایہ بن جاؤں کہ جب تک میں موجود ہوں کسی دوسرے مسلمان کو تکلیف کیوں پہونچے؟

غرض عورتوں میں تو بدزبانی کا بڑا عیب ہے، مگر اس کے ساتھ منت بھی ہے کہ ان کم بختی ماریوں کے دل میں خاوند کی محبت بے حد ہوتی ہے جو موقع پر ظاہر ہوتی ہے۔

دل جوئی اور نرمی: حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب کے وعظ میں ایک شخص آیا جس کا پائجامہ ٹخنوں سے نیچا تھا، جب وعظ ختم ہو چکا تو آپ نے اس شخص کو ٹھہرالیا وہ ڈرا کہ اب میری خبر لی جائے گی، مگر مولانا تو ایسے پردہ پوش تھے کہ ایک بار آپ کے درس حدیث میں ایک معقولی طالب علم جنابت کی حالت میں بدون غسل چلا آیا، آپ کو کشف سے معلوم ہوگیا کہ یہ جنبی ہے، فوراً آپ نے درس بند کر کے اس سے فرمایا کہ بھائی وہاں ہی ٹھہرو، آج تو جمنا کی سیر کو دل چاہتا ہے، آپ اور سبھی طلباء تیار ہوگئے اور وہاں جاکر غسل کیا، اس نے بھی غسل کیا، پھر فرمایا لاؤ کچھ پڑھ لو، ناغہ کیوں کیا جاوے، تو مولانا کسی کی کیا خبر لیتے، چنانچہ اس شخص کو ٹھہرا کر فرمایا کہ بھائی مجھ میں ایک عیب ہے کہ میرا پائجامہ ٹخنوں سے نیچے لٹک جاتا ہے اور حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص ٹخنوں سے نیچا پائجامہ پہنے گا وہ جہنم میں جلے گا تو میں ڈرتا ہوں کہ کہیں میں ان عذاب میں گرفتار نہ ہوں، ذرا دیکھنا میرا پائجامہ ٹخنوں سے نیچا تو نہیں وہ شخص قدموں میں گر پڑا کہ حضرت خدانخواستہ آپ میں یہ عیب کیوں ہوتا، یہ عیب تو میرے اندر ہے، میں آج سے توبہ کرتا ہوں پھر ایسا کبھی نہ کروں گا۔

فائدہ: یہ تھی ہمارے بزرگوں کی نرمی اور دل جوئی۔

حضرت حاجی صاحبؒ کی تواضع: حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکی صاحبؒ جب ہجرت کر کے مکہ تشریف لے گئے تو اول اول ایک رباط (سرائے) میں قیام فرمایا، ایک دن کوئی شخص رباط میں رہنے والوں کو ایک ایک دوانی تقسیم کرتا پھر رہا تھا، جب وہ حضرت کے حجرہ پر پہنچا تو یہاں شاہانہ دربار تھا، حق تعالیٰ نے حضرت کو لطیف طبیعت عطا فرمائی تھی، اس لئے سب صاف ستھرا سامان رہتا تھا، وہ یہ دیکھ کر رکا اور حضرت کو دوانی نہ دی تو آپ خود فرماتے ہیں کہ بھائی تم نے ہمارا حصہ نہ دیا، وہ کہنے لگا حضرت آپ کی خدمت میں ایسی حقیر چیز پیش کرنا خلاف ادب ہے، فرمایا، سبحان اللہ! اگر ہر شخص یہی سمجھتا تو پھر یہ سامان کہاں سے ہوتا کیا تم مجھے زمرۂ فقراء سے خارج سمجھتے ہو، بھائی میں تو فقیر ہی ہوں اور فقیر سمجھ کر ہی لوگ کچھ دے دلا جاتے ہیں، اسی سے یہ سامان اکٹھا ہوگیا جو تم دیکھ رہے ہو، لاؤ تم میرا حصہ لاؤ، یہ سن کر وہ شخص باغ باغ ہوگیا کہ اللہ اکبر! میرے کہاں نصیب کہ حضرت خود مانگیں اور خوشی خوشی ایک دوانی پیش کردی۔

فائدہ: یہ تو شانِ تواضع تھی کہ ایک دوانی کے لئے بھی اپنی احتیاج ظاہر فرمائی۔

شانِ استغناء: ایک دفعہ حضرت حاجی صاحبؒ پر کئی دن کا فاقہ تھا، ایک میمن نے صورت سے پہچان لیا کہ حضرت فاقہ سے ہیں، وہ حضرت کی لنگی مانگ کر لے گیا اور اس میں دوسو ریال باندھ کر لایا، اس وقت حضرت نماز یا ذکر میں مشغول تھے، وہ پاس رکھ کر چلا گیا، اب استغناء کی یہ کیفیت دیکھئے کہ حضرت نے جب لنگی اٹھائی تو اس کا وہم بھی نہیں ہوا کہ یہ ریال مجھے اس نے دیئے ہیں، بلکہ یہ سمجھے کہ امانت رکھا گیا ہے، اٹھا کر احتیاط سے امانت کی جگہ رکھ دیا، دوسرے وقت پھر فاقہ سے رہے، اس میمن نے جب دوسرے وقت بھی اسی حال میں دیکھا تو آکر عرض کیا کہ آپ نے وہ ریال خرچ کیوں نہ کر لئے، آپ نے فرمایا کہ بھائی امانت کو کیسے خرچ کرلوں؟ کہا: حضرت! وہ امانت نہ تھی، بلکہ وہ تو ہدیۂ دے گیا تھا، فرمایا: ہدیہ اس طرح دیا کرتے ہیں کہ پاس رکھ کر چلے گئے، کچھ کہا نہ سنا، اس نے غلطی کی معافی چاہی تب آپ نے ان کو خرچ کیا۔

فائدہ: شانِ استغناء یہ تھی کہ دوسو ریال پر (جو کہ چار سو روپے سے زیادہ ہوتے ہیں) ضرورت وحاجت کے وقت بھی ہدیہ کا گمان نہ ہوا بلکہ امانت ہی سمجھتے رہے، ہم جیسے ہوتے تو نہ معلوم خود ہی کتنی تاویلیں کر کے اس کو ہدیہ بنا لیتے اور کوئی دوانی لاکر دیتا تو اس کو سناتے کہ ہم کیا غریب محتاج ہیں، تجھ کو آنکھوں سے نظر نہیں آتا، بس دونیاں بانٹنے چلے تو جو سامنے آیا اس کو غریب سمجھ کر ایک دوانی دے دی، یہ کوئی آدمیت ہے؟ ان حضرات میں استغناء بھی تواضع کے ساتھ تھا، اس لئے اگر کسی وقت استغناء سے دوسرے کی ذلت ہوتی تو وہاں یہ حضرات صورت استغناء کو چھوڑ کر تواضع کی صورت اختیار کر لیتے تھے، جیسا حضرت حاتم اصم نے کیا کہ اپنی عزت کو مسلمان کی عزت پر نثار کر کے انکار کے بعد بھی اس کا ہدیہ قبول کرلیا۔

جائیں تو جائیں کہاں: حضرت سعدیؒ نے ایک بزرگ کا قصہ بیان فرمایا ہے کہ ایک رات وہ تہجد کے لئے اٹھے تو ندا آئی کہ تو کچھ بھی کرتا رہ یہاں کچھ قبول نہیں اور ندا بھی اس زور سے آئی کہ ان بزرگ کے ایک مرید نے بھی سن لی، خیر اس رات تو نماز پڑھ کر لیٹ رہے، اگلی رات ہوئی تو پھر وہ اپنا بوریہ بدھنا لیکر اٹھے، مرید نے کہا کہ حضرت ایسی بھی کیا بے غیرتی ہے کہ وہاں تو کچھ قبول نہیں ہوتا اور آپ پھر پیچھے پڑے ہوئے ہیں، شیخ نے جواب دیا کہ برخوردار یہ تو سب کچھ ہے کہ میرا عمل وہاں قبول نہیں، مگر تم مجھے بتلا دو کہ اس در کو چھوڑ کر جاؤں کہاں کوئی اور در بھی تو نہیں جہاں چلا جاؤں میں تو اسی در پر پڑا رہوں گا قبول نا قبول سے مجھے کیا بحث۔

فائدہ: اس جواب پر جس میں عبدیت بھری ہوئی تھی رحمت کو جوش ہوا اور ندا آئی ؎

قبول است گرچہ ہنر نیست　　کہ جز ماپناہ دگر نیست

محبوب خدا کو ستانے کا انجام: ایک بزرگ اللہ والے کہیں جارہے تھے، سردی کا موسم تھا، بارش بھی ہورہی تھی سامنے سے میاں بیوی آرہے تھے، ان بزرگ کے جوتے سے ایک دو چھینٹیں اڑیں اور عورت کے کپڑوں پر جاگریں، جب خاوند نے دیکھا تو اسے بڑا غصہ آیا، کہنے لگا تو اندھا ہے، تجھے نظر نہیں آتا، تو نے میری بیوی کے کپڑے خراب کر ڈالے، غصے میں آکر اس نے اس اللہ والے کو ایک تھپڑ لگا دیا، بیوی خوش ہوئی کہ تم نے میری طرف سے بدلہ لے لیا، پھر خوشی خوشی دونوں گھر چلے گئے، تھوڑی دور آگے گئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک حلوائی کی دکان ہے، حلوائی نے سوچا تھا کہ آج سردی ہے، لہذا آج مجھے اللہ کا جو بھی بندہ سب سے پہلے نظر آیا میں اس کو اللہ کے لئے گرم دودھ کا ایک پیالہ ضرور پلاؤں گا، اب وہ انتظار میں تھا، یہ بزرگ جب اس کے قریب سے گزرے تو اس نے بلایا، بٹھایا اور گرم گرم دودھ کا پیالہ پیش کیا، سردی تو تھی ہی، انہوں نے گرم دودھ کا پیالہ پیا اور اللہ کا شکر ادا کیا، دکان سے باہر نکل کر آسمان کی طرف دیکھا اور کہا واہ اللہ! تیری شان بھی کتنی عجیب ہے، کہیں تو مجھے تھپڑ لگواتا ہے اور کہیں مجھے گرم دودھ کے پیالے پلواتا ہے، اتنے میں وہ میاں بیوی گھر کے قریب پہنچ چکے تھے، خاوند سیڑھیوں پر چڑھ رہا تھا کہ اس کا پاؤں اٹکا اور وہ گردن کے بل گرا اور وہیں اس کی موت واقع ہوگئی، بیوی نے کہا کہ تھوڑی دیر پہلے ایک واقعہ پیش آیا تھا، اس بوڑھے نے کہیں اس کیلئے بددعا تو نہیں کردی، لوگ ان کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ اس نے ایک تھپڑ ہی مارا تھا، آپ معاف کردیتے، آپ نے اس کے لئے بددعا کردی، انہوں نے کہا کہ میں نے کوئی بددعا نہیں کی، بات درحقیقت یہ ہے کہ اس کو بیوی سے محبت تھی، جب بیوی کو تکلیف پہنچی تو اس نے بدلہ لیا، مجھ سے میرے پروردگار کو محبت تھی، جب مجھے تکلیف پہنچی تو میرے پروردگار نے بدلہ لے لیا، تو جب انسان اپنا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بدلہ لے لیا کرتا ہے۔ (خطبات ذوالفقار: ۵/۵۹)

Scanned with CamScanner

نشہ خوری ایک سماجی جرم!

مولانا کبیر الدین فاران مظاہری

انسانوں کی صحت مند زندگی کے لئے اللہ نے ان گنت نعمتیں اور چیزیں پیدا کی ہیں، اسی طرح ایسی اشیا بھی پیدا کی ہیں جو انسان کی زندگی کے لیے تباہ کن اور اخلاقی بربادی کا سبب ہیں ان کی بھی نشاندہی فرمائی ان میں نشہ کرنے والی چیزیں جو انسان کی صحت کے لیے زہر ہلاہل ہیں اور ان نشہ آور اشیاء میں جو انسان کیلئے سب سے زیادہ مہلک ہے وہ شراب ہے جس کو اللہ نے ام الخبائث یعنی تمام برائیوں کی جڑ قرار دیا ہے، شراب کے نشہ میں اللہ اور اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات سے غافل انسان کو، بڑے چھوٹے کا فرق، اچھے برے کی تمیز نہیں رہتی، اس کے استعمال سے انسان کا دماغ بالکل مفلوج اور تمام اعضاء ست پڑ جاتے ہیں اور انسان اس حد تک پہنچ جاتا ہے اور ایسی حرکتیں اس سے صادر ہو جاتی ہیں کہ شیطان بھی اس سے شرمانے لگتا ہے۔قرآن پاک میں اللہ کا ارشاد ہے۔ یا ایھا الذین آمنو انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطان فاجتنبوہ الخ (پارہ ۷ آیت ۹۰) اے ایمان والو بیشک شراب، جوا اور فال بازی گندی چیزیں ہیں اور شیطان کا کام ہے اس لئے اس سے بچو تاکہ بھلا ہو اور شیطان شراب و جوا کے ذریعہ مسلمانوں کے درمیان بغض وعداوت لڑائی جھگڑا کرواتا ہے اور نماز سے روکتا ہے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو چیز نشہ لائے وہ حرام ہے خواہ مقدار میں کم ہو یا زیادہ آپ نے کہا کہ نشہ کی حالت میں انسان کا ایمان رخصت ہو جاتا ہے اس حالت میں اگر مر جائے تو اس کا حشر اور انجام برا ہوگا، شراب کے بارے میں حدیث میں ہے کہ اللہ دس لوگوں پر لعنت بھیجتے ہیں (۱) بنانے والے پر (۲) بنوانے والے پر (۳) پینے والے پر (۴) ادھر سے ادھر لے جانے والے پر (۵) جس کیلئے ادھر ادھر کیا گیا اس پر (۶) پلانے والے پر (۷) بیچنے والے پر (۸) اس کی قیمت کھانے والے پر (۹) خریدنے والے پر (۱۰) جس کے لئے خریدی گئی اس پر۔ (ترمذی شریف ج ا ص ۲۴۲)

(۳) اللہ کے نبی نے فرمایا جو آدمی نشہ کی حالت میں مرتا ہے نشہ ہی کی حالت میں قیامت کے دن اٹھایا جائے گا اور دوزخ کے بیچ ایک پہاڑ ہے جس کا نام سکران ہے اس میں ایک چشمہ ہے جس میں خون پیپ پس کی نہر جاری ہے شرابیوں کو اس سے کھلایا اور پلایا جائے گا (دلائل الترغیب والترہیب للیافعی ۲۷۱)، شرابی کا حشر آخرت میں یہ ہوگا، حدیث میں ہے کہ جب انسان شراب پیتا ہے جب تک نشہ میں رہتا ہے اس کا ایمان اس کے اندر سے نکل کر سایہ کی طرح لٹکتا رہتا ہے۔ (مشکوۃ شریف صفحہ نمبر ۱۷/ ۱۸)، حضرت عبداللہ بن عمر راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص شراب پیتا ہے اور توبہ نہیں کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ چالیس دن تک اس کی نماز قبول نہیں کرتا۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم علیہ التحیہ و التسلیم نے ارشاد فرمایا: زانی زنا کے وقت چور چوری کے وقت شرابی شراب پیتے وقت مومن نہیں رہتا یعنی ان افعال قبیحہ کے ارتکاب کے وقت ایمان نکل کر سایہ کی طرح اوپر ہو جاتا ہے اور جب ان افعال کے مرتکب فارغ ہو جاتے ہیں تو پھر ایمان لوٹ آتا ہے۔ (مشکوۃ شریف جلد نمبر ا صفحہ نمبر ۱۷/ ۱۸) حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نشہ کرنے والے کے ساتھ اللہ کا معاملہ مرنے کے بعد بڑا سخت ہوگا انھیں جہنمیوں کا پیپ اور لہو جو جہنمیوں کے زخموں سے بہتا ہوگا اسے بطور سزا پلایا جائے گا، اسی طرح شراب اور ان جیسی دوسری نشہ آور چیزوں کے استعمال سے جہاں انسان اپنے آپ کو مالی، جسمانی اور ذہنی اعتبار سے کمزور کرتا ہے اور اپنے کو امراض قلب کینسر جیسی جان لیوا بیماری کے حوالہ کرتا ہے وہیں وہ ملک، سماج، نسل و خاندان کے ساتھ گھٹیا اور شرمناک طریقہ بھی اپناتا ہے۔

برطانیہ میں شائع ہونے والی ایک ریسرچ رپورٹ میں لاکھوں افراد سستی اور کاہلی کے نتیجہ میں پیدا ہونے والے امراض سے ہلاک ہوئے۔ رپورٹ کے مطابق ہر سال سگریٹ نوشی کی وجہ سے دنیا بھر میں ۵۰ لاکھ افراد لقمہ اجل بن جاتے ہیں۔ ہارورڈ میڈیکل اسکول کے پروفیسر اور حالیہ ریسرچ رپورٹ تیار کرنے والے ڈاکٹر آئی جن کی نے کہا ہے کہ جسمانی طور پرستی کا مظاہرہ کرنے سے صحت پر گہرے منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ ایسے ہی جیسے سگریٹ نوشی خطرناک بیماریوں کا باعث بنتی ہے۔

(۱) شراب کے استعمال سے معدہ کی جھلی میں ورم اور سوزش بڑھ جاتی ہے (۲) جگر کے افعال میں کمزوری آجاتی ہے (۳) حرکت قلب میں اضافہ ہو جاتا ہے (۴) خون کی نالیوں کا پھیلاؤ زیادہ ہو جاتا ہے کبھی کبھی بول و براز اعصابی کنٹرول سے بے قابو ہو جاتے ہیں (۵) شراب نوشی کی وجہ سے پھیپھڑے اور زبان کی سڑن بھی لاحق ہو جاتی ہے، سگریٹ، حقہ بیڑی وغیرہ میں کچھ نہ کچھ نشہ ضرور ہے، ایک خرابی جو ان سب میں مشترکہ طور پر پائی جاتی ہے وہ اسراف اور فضول خرچی ہے، نیکی کے کام میں جتنا بھی ہو فضول خرچی کے زمرہ میں نہیں آتا لیکن اگر ناجائز طریقہ سے ایک پائی بھی خرچ کی جائے، وہ فضول خرچی ہوگی۔

عورتوں پر بھی اللہ کے احکامات کی خلاف ورزی کرنے والوں کی ہدایت کیلئے پند ونصائح کرنا فرض ہے، اس لئے عورتوں کو بھی چاہیے کہ وہ نشہ خوری کے خلاف خاموش تحریک چلائیں کیونکہ عورت ذات ہی سب سے زیادہ شرابی شوہر کے ظلم وستم، گالی گلوچ اور رذیل حرکتوں کا شکار ہوتی ہے جس سے اس کی ہر شام مسرت، شام غم میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ لوگ نشہ کی لت کا شکار ہو کر دھیرے دھیرے ایک دردناک انجام کی طرف بڑھ رہے ہیں، ان میں سے ہر سال 80، 90 کے قریب افراد جان کی بازی ہار جاتے ہیں۔ عصری تعلیمی اداروں اور ماڈل طبقہ میں اس کا بڑھتا رجحان تشویش ناک امر ہے۔ کیا یہ حیرت انگیز انکشاف نہیں ہے کہ ہندوستان میں نشہ کے عادی افراد میں 77 فیصد، 11 سے 18 برس کی عمر کے بچے ہیں۔ ایک سروے میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ 75.5 فیصد نشہ کرنے کی عادت 16 برس کی عمر میں پڑتی ہے۔ جس کیلئے عموما کالج اور ہاسٹل کی آزادانہ زندگی کو ذمہ دار قرار دیا گیا ہے، اس صورت حال سے نمٹنے کیلئے 2003 میں بنے قانون کی رو سے تعلیمی اداروں کے اردگرد 100 میٹر کی دوری تک کسی بھی طرح کی نشیلی اشیاء کی خرید وفروخت ممنوع قرار دی گئی تھی۔ اس کے علاوہ مرکزی وازارت برائے سماجی حقوق و انصاف 86-1985 سے اس کیلئے بظاہر فکرمند نظر آتی رہی ہے، وزارت کی طرف سے تقریباً سات سو مراکز اور تنظیمیں اس کی انسداد کیلئے سرگرم ہیں لیکن نتیجہ صفر، بلکہ نشہ کے عادی افراد کی تعداد کم ہونے کے بجائے ہر سال بڑھتی ہی جارہی ہے، منشیات کا استعمال صرف جسمانی اذیت و بربادی کا ہی باعث نہیں، بلکہ اس کی وجہ سے نسلیں تباہ ہو رہی ہیں، قدریں پامال ہو رہی ہیں، گھر بکھر رہے ہیں، خاندان اجڑ رہے ہیں، رشتے ناتے ٹوٹ رہے ہیں، جرائم بڑھ رہے ہیں، حادثات میں اضافہ ہو رہا ہے، غیر طبعی موتیں واقع ہو رہی ہیں، انسانی جان بے قیمت ہو رہی ہے، کام کاج کے قابل لوگ معذور اور ناکارہ ہوتے جارہے ہیں اور انسانیت سسکیاں لے رہی ہے۔

افسوس ناک بات تو یہ ہے کہ خود مسلم نوجوان طبقہ شراب خوری اور منشیات کے استعمال میں مصروف نظر آنے لگا ہے، حالانکہ مذہب اسلام میں عمل شیطان قرار دیکر اس سے مکمل طور پر بچنے کی تاکید فرمائی گئی ہے قرآنی آیات کے علاوہ احادیث نبویہ میں بھی اس کی حرمت اور نقصان پر صراحت موجود ہے چنانچہ حضرت انسؓ کی روایت ہے کہ ابوطلحہ انصاریؓ نے اس کی حرمت سے کچھ پہلے ہی اپنی سرپرستی میں رہنے والے یتیموں کیلئے شراب خریدی تھی پھر جب حرمت کا حکم آ گیا تو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت فرمایا کہ اب اس شراب کا کیا کیا جائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شراب کو بہادو اور پھینک دو اور جن مٹکوں میں وہ ہے ان کو بھی توڑ دو، مسلم شریف میں حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نشہ آور چیز حرام ہے اور جو کوئی شراب پینے اور اس حال میں مرے کہ برابر شراب پیتا ہو اور اس نے اس سے توبہ نہ کی ہو تو آخرت میں جنت کی شراب طہور سے محروم رہے گا۔ مسلم شریف ہی میں حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک خاص قسم کی شراب کے بارے میں سوال کیا جو اس علاقہ میں پی جاتی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص سے پوچھا کیا وہ نشہ پیدا کرتی ہے اس نے کہا کہ ہاں اس سے نشہ پیدا ہوتا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔ مزید آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کے پینے والے کیلئے اللہ کا وعدہ ہے جس کا پورا کرنا اس نے اپنے اوپر لازم کرلیا ہے کہ وہ آخرت میں اس کو "طینۃ الخبال" ضرور پلائے گا، لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ "طینۃ الخبال" کیا چیز ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دوزخیوں کے جسم سے نکلنے والا پسینہ یا یہ فرمایا کہ دوزخیوں کے جسم سے نکلنے والا لہو و پیپ۔

اسی مفہوم کی دوسری حدیث مسند احمد میں حضرت ابو امامہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میرے رب عزوجل نے یہ قسم کھائی ہے کہ میری عزت وجلال کی قسم میرے بندوں میں سے جو بندہ شراب کا ایک گھونٹ بھی پئے گا تو میں آخرت میں اس کو اتنا ہی لہو اور پیپ ضرور پلاؤں گا اور جو بندہ میرے خوف سے شراب کو چھوڑ دے گا اور اس سے باز رہے گا تو میں آخرت کے قدسی حوضوں کی شراب طہور اپنے اس بندہ کو ضرور نوش کراؤں گا۔ اب فیصلہ مسلم معاشرہ کو کرنا ہے کہ وہ آخرت میں جہنمیوں کا پیپ اور لہو پینا چاہتا ہے یا خدا کے خوف سے اسے چھوڑ کر جنت کی وہ مزیدار شراب پینا چاہتا ہے جس کا وعدہ اللہ نے فرمایا ہے، ترمذی شریف میں حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب سے تعلق رکھنے والے دس آدمیوں پر لعنت کی۔ منجملہ ان میں سے شراب بنانے والے، پینے والے اس کے کاروبار کرنے والے اور پہنچانے والے کو بھی بیان فرمایا۔ یہاں یہ بھی واضح رہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس لعنت کا مطلب ہے خدا کی رحمت اور اس کی نگاہ کرم سے محرومی کی بد دعاء۔ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایسا شخص خدا کی رحمت اور اس کی نگاہ کرم سے دور ہوگا۔ قریب قریب اسی مضمون کی حدیث مسند احمد اور سنن ابی داؤد میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے بھی مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قسم کے ارشادات نے صحابہ کرام کو شراب کے معاملہ میں اتنا حساس بنا دیا تھا کہ حضرت سعد بن وقاص نے اپنے ایک معتمد محافظ اور باغبان کو صرف اس لئے ملازمت سے برطرف کر دیا تھا کہ اس نے ان کے باغ کے انگور سے شیرہ حاصل کر کے اس کو محفوظ کرنے کے حیلہ کے بارے میں سوچا تھا جس سے شراب بنائی جاسکتی ہے۔

ضروری ہے کہ اپنی مصروفیات میں سے کچھ وقت نکال کر انفرادی یا اجتماعی طور پر قدم بڑھاتے ہوئے اولا اپنے گرد وپیش میں رہنے والے ان ماڈل نوجوانوں کو نشہ کی علت کا شکار ہونے سے بچانے کی فکر کی جائے جو اب تک اس سے بچے ہوئے ہیں اور ثانیاً: قدم بڑھا کر ان بدقسمتوں کو منشیات کی دلدل سے کھینچ نکالا جائے جو عقل وشعور رکھنے اور کچھ کرنے کی پوزیشن میں ہونے کے باوجود مجرمانہ غفلت، لاپرواہی اور چشم پوشی کا شکار ہو کر اس میں آگرے ہیں۔ ورنہ اگر اسی طرح منشیات کا رجحان بڑھتا گیا، اور نوجوان نسل کسی نہ کسی سبب سے ان کا شکار ہوتی رہی تو وہ دن دور نہیں جب یہ نئی نسل ناکارہ ہو جائے گی، جو نہ ملک کے کام کی ہوگی اور نہ ملت کے کام کی، اس کی بنیادی وجہ عصری اداروں میں اخلاقیات کا فقدان اور اخلاقی مضامین سے مکمل طور پر ناشناسی ہے۔ لہذا اخلاقی تعلیم کو بھی ان اداروں میں بطور مضمون فروغ دیا جائے۔ نصاب تعلیم پر از سر نو غور ہو اور کوئی ایسا انتظام ہو کہ کم از کم اچھی بری چیزوں کی تمیز ہو سکے۔ یونیورسٹیوں کا نظام تعلیم تبدیلی کا تقاضہ کرتا ہے اور نصاب تعلیم سنجیدگی سے غور وفکر کا، اخلاقیات سے عاری نصاب سے بنا تو سب کچھ جاسکتا ہے لیکن ایک مہذب انسان نہیں۔

ان حقائق کے باوجود ایک طرف تو سرکار نشہ روکنے کی اسکیمیں بناتی ہے اور دوسری طرف اس کے لیے لائسنس بھی جاری کر کے مہلک اور جان لیوا چیزوں کے چلن کی سرپرستی کا ارتکاب بھی کرتی ہے جو بڑی قابل فکر بات ہے، اس لئے سرکار کو ہر اس طریقہ سے پرہیز کرنا چاہئے جو ملک کے باشندوں کی روح اور جسم کے لیے نقصان دہ ہو اور اسے فوراً نشہ آور اشیاء پر پابندی عائد کرنی چاہئے۔ ملک کے باشعور مذہبی، سیاسی اور سماجی رہنماؤں کو بھی انسانیت کو نشہ آور اشیاء سے بچانے کے لیے باوزن تحریک چلانی چاہئے، کہ انسانی جسم اللہ کی عطا کردہ ایک بیش بہا امانت ہے جس کا ضیاع ناقابل تلافی جرم اور اللہ کی نعمت کی ناقدری ہے۔

Scanned with CamScanner

فروغِ اسلام میں خواتین کا کردار

مفتی محمد خالد حسین نیموی قاسمی

خواتین نوعِ انسانی کا نصف حصہ ہیں؛ وہ انسانی معاشرے کا ایک لازمی اور قابل احترام کردار ہیں۔ اسلام نے خواتین کے لیے اجر وثواب اور خدمات وطاعت کے وہ مواقع رکھے ہیں؛ جو مردوں کے لیے ہیں۔ قرآن کریم کا اعلان ہے: مَنْ عَمِلَ صَالِحاً مِن ذَكَرٍ أَوْ أُنثَى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهُ حَيَاةً طَيِّبَةً وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَجْرَهُم بِأَحْسَنِ مَا كَانُواْ يَعْمَلُونَ ۔ (النحل: ۹۷) یعنی جس نے نیک عمل کیا؛ چاہے وہ مرد ہو یا عورت، اس حال میں کہ وہ مومن ہو، تو ہم اسے پاکیزہ زندگی عطا کریں گے اور ہم انھیں ان کے اعمال کا بہترین بدلہ دیں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دعوتی وتبلیغی جدو جہد کا مرکز جس طرح مردوں کو بنایا، اسی طرح عورتوں کو بھی بنایا۔ آپ کی تعلیم وتربیت کے نتیجے میں جس طرح خداپرستی کا مثالی جذبہ مردوں میں پیدا ہوا اسی طرح خواتین میں بھی انقلابی روح پیدا ہوئی۔ رسول اللہ سے تربیت جس طرح صحابہؓ نے پائی اس طرح صحابیاتؓ بھی رسول اللہ کے فیض صحبت اور ان کی مثالی تربیت کے زیور سے آراستہ پیراستہ ہوکر دیگر خواتین کے لیے نجوم ہدایت بن گئیں؛ اگر ہماری عورتوں کے سامنے اسلام کی ان برگزیدہ خواتین کا نمونہ پیش کردیا جائے؛ تو ان کی فطری لچک ان سے اور زیادہ متاثر ہو سکے گی اور موجودہ دور کے مؤثرات سے بے نیاز ہوکر خالص اسلامی اخلاق، اسلامی معاشرت اور اسلامی تمدن کا نمونہ بن جائے گی۔ آج جب کہ زمانہ بدل رہا ہے، یورپی تمدن اور مغربی طرز معاشرت سے ہمارے جدید تعلیم یافتہ لوگ بھی بے زاری کا اظہار کررہے ہیں۔ ایسے حالات میں اسلام کی قدیم تاریخ مسلمان عورت کا بہترین اور اصلی نمونہ پیش کرتی ہے۔ فروغ اسلام میں خواتین کا ہمیشہ معیاری اور شاندار کردار رہا ہے۔ تاریخی حقائق کی روشنی میں اس کردار کو ذیل کی سطور میں نمایاں کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔

قبول اسلام میں سبقت ۔ کفار میں ہمیں بہت سے اشقیاء کا نام معلوم ہے جنھوں نے ہزاروں کوششوں کے بعد بھی اللہ تعالی کے آگے سر نہیں جھکایا؛ لیکن صحابہ کرامؓ میں سیکڑوں ایسے بزرگ ہیں؛ جو توحید کی آواز سننے کے ساتھ ہی اسلام کے حلقہ میں داخل ہوگئے۔ صحابہ کے ساتھ صحابیات اس فضیلت میں برابر کی شریک ہیں اور نہ صرف شریک ہیں؛ بلکہ بعض جہات سے ان پر ترجیح بھی رکھتی ہیں؛ چنانچہ یہ شرف تمام لوگوں میں ام المومنین سیدہ خدیجہ الکبریٰؓ کو حاصل ہے کہ وہ سب سے پہلے اور بغیر کسی کدوکاوش اور بغیر کسی جبر واکراہ کے اسلام قبول کرنے اور نبی کریم کے بعد امت میں سب سے پہلے خداوند قدوس کے سامنے سر جھکانے والی بن گئیں۔ تاریخ ابن خمیس میں سیدنا رافع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں دوشنبہ کے دن مبعوث ہوا اور خدیجہؓ نے اس دن کے آخر کی نماز پڑھی، اور علیؓ نے دوسرے دن نماز پڑھی۔ اس کے بعد ابوبکرؓ صدیق اور زید بن حارثہ شریک نماز ہوئے۔ (۲۸۶) اسلام میں سب سے بڑی فضیلت تقدم فی الاسلام (پہلے اسلام لانا) ہے۔ اور حضرت ابوبکرؓ کے فضائل میں یہ سب سے بڑی فضیلت ہے؛ لیکن اس میں بھی تین صحابیات شریک ہیں۔ حضرت خدیجہؓ، حضرت سمیہؓ حضرت ام ایمنؓ، تقدم فی الاسلام کے بعد سب سے بڑا شرف تقدم فی الہجرہ (پہلے ہجرت کرنا) ہے۔ اس میں صحابہ کرامؓ کے ساتھ ہجرت کرنے والی تمام مہاجرات خواتین صحابیات، مہاجر صحابہؓ کی شریک ہیں؛ اسلام میں سب سے پہلی ہجرت ہجرت حبشہ ہے اور اس ہجرت میں ایک صحابیہ حضرت اسماء بنت عمیسؓ کو وہ شرف حاصل ہوا کہ جس پر تمام صحابہ رشک کرتے تھے، خلاصہ یہ کہ آفتاب رسالت سے پہلے دن جو شعاع افق عالم پر چمکی وہ ایک رقیق القلب خاتون کے سینہ پرنور سے چھن کر نکلی۔

اعلان اسلام: ابتدائے اسلام میں اسلام قبول کرنے سے زیادہ اظہار اسلام کے لیے ہمت شجاعت اور جسارت کی ضرورت تھی۔ کفار کے روک ٹوک اور ظلم وستم کے باوجود صحابہ کے ساتھ صحابیات نے بھی پوری جرأت کے ساتھ اپنے اسلام کا اظہار کیا؛ چنانچہ ابتدا میں جن سات بزرگوں نے اپنے اسلام کا اعلان کیا تھا؛ ان میں خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت ابوبکرؓ، حضرت بلال، حضرت خباب، حضرت صہیب، حضرت عمار رضی اللہ عنہم کے ساتھ ساتویں ایک غریب صحابیہ حضرت سمیہؓ بھی شامل ہیں۔

تحمل شدائد: صحابۂ کرامؓ کے ساتھ صحابیاتؓ نے بھی اسلام کی راہ میں ہر قسم کی تکالیف کو برداشت کیا، مختلف سختیوں اور آزمائشوں کا انھیں شکار بننا پڑا؛ لیکن ان کے ایمان میں ذرہ برابر بھی تزلزل واقع نہیں ہوا۔ صحابیاتؓ کی یہ سب سے بڑی فضیلت ہے کہ سب سے پہلے ایک صحابیہ نے اسلام بھی قبول کیا اور سب سے پہلے ایک صحابیہ نے شرف شہادت بھی حاصل کی۔ حضرت سمیہؓ کو ملعون ابوجہل نے برچھی مار کر شہید کردیا، سیدنا عمر بن خطابؓ کی بہن نے جب اسلام قبول کیا اور عمر کو ان کا حال معلوم ہوا تو ان کو اس قدر مارا کہ لہولہان ہوگئیں؛ لیکن انھوں نے صاف کہہ دیا جو کچھ کرنا ہے کرلو میں تو اسلام لاچکی (اسد الغابۃ تذکرۃ عمر)

حضرت لبینہؓ اور زنیرہ، اور نہدیہ (جو باندی تھیں) کو بھی کفار سخت تکلیفیں دیتے اور سختیاں کرتے؛ لیکن وہ سب اسلام پر جمی رہیں۔ سیدہ فکیہہ ایک صحابیہ تھیں۔ سیدنا عمر اپنے اسلام سے قبل اس کو مارتے مارتے تھک جاتے تو چھوڑ دیتے اور کہتے کہ میں رحم کھا کر تجھ کو نہیں چھوڑا؛ بلکہ اس لیے چھوڑا ہے کہ تھک گیا ہوں۔ وہ نہایت استقلال سے جواب دیتیں۔ عمر! اگر تم مسلمان نہ ہوگے تو اللہ تم سے ان بے رحمیوں کا انتقام لے گا۔ (مسلمان عورتوں کی بہادری)

ایمان لانے کے بعد سارے رشتے ناطے منقطع ہوجاتے ہیں؛ شوہر بیوی سے جدا ہوجاتی ہے۔ یہ بڑا صبر آزما مرحلہ ہوتا ہے۔ عورت کی زندگی کا دارومدار عام طور پر شوہر اور رشتہ داروں کی اعانت پر ہوتا ہے؛ لیکن صحابیات نے اس تکلیف کو بھی اسلام کی سربلندی اور رب کی رضا کے لیے برداشت کرلیا۔

توحید پر استقامت: کفار نے صحابیات کو طرح طرح کی تکلیفیں دیں؛ لیکن ان کی زبان سے توحید کے علاوہ کچھ نہیں نکلا۔ سیدہ ام شریکؓ ایمان لائیں؛ تو ان کے اعزہ واقرباء نے ان کو دھوپ میں لے جا کر کھڑا کردیا۔ اس حالت میں جب کہ وہ دھوپ میں جل رہی تھیں تین دن گذر گئے؛ تو ظالموں نے کہا کہ جس دین پر تم ہو اب اس کو چھوڑ دو۔ وہ اس قدر بدحواس ہوچکی تھیں کہ ان جملوں کا مطلب نہ سمجھ سکیں۔ جب انھوں نے آسمان کی طرف اشارہ کیا تو وہ سمجھیں کہ یہ ظالم ہم سے توحید کا انکار کروانا چاہتے ہیں تو ام شریکؓ کہنے لگیں خدا کی قسم میں اب بھی اسی پر قائم ہوں۔ (طبقات ابن سعد۔ تذکرہ ام شریک)

شرک سے علیحدگی: مختلف اسباب کی وجہ سے عورتیں قدیم رسم ورواج اور قدیم عقائد کی پابند ہوتی ہیں، عرب میں مشرکانہ عقائد ونظریات اور باطل رسم ورواج پھیل کر قلوب میں راسخ ہوگئے تھے؛ لیکن صحابیاتؓ نے اسلام قبول کرنے کے ساتھ ہی شدت سے ان عقائد کا انکار کیا۔ اہل عرب کا خیال تھا کہ جو بتوں کی برائی بیان کرتا ہے، وہ مختلف بیماریوں اور آفتوں میں مبتلا ہوجاتا ہے؛ اس لیے جب سیدہ زنیرہؓ اسلام لانے کے بعد طبعاً نابینا ہوگئیں، تو کفار نے یہ کہنا شروع کیا کہ ان کو لات اور عزی نے اندھا کردیا ہے؛ لیکن انھوں نے صاف صاف کہہ دیا کہ لات وعزی خود مجبور ہیں انھیں اپنے پوجنے والوں کی کیا خبر۔ (اسد الغابہ، تذکرہ زنیرہ)، عرب میں شرک کا اصلی مرکز بت تھے، جو گھر گھر میں نصب تھے؛ لیکن صحابیات نے ہر حال میں ان سے تبرا ظاہر کی۔ سیدنا ابوطلحہؓ نے جب سیدہ ام سلیمؓ سے نکاح کی خواہش ظاہر کی، تو انھوں نے کہا ابوطلحہ کیا تمھیں خبر نہیں کہ جن مورتیوں کو تم پوجتے ہو وہ لکڑی کی ہے، جو زمین سے اگتی ہے۔ پھر کہنے لگیں تم کافر ہو اور میں مسلمان۔ آپس میں نکاح کیوں کر ہوسکتا ہے؟ اگر تم اسلام قبول کرلو، تو وہی میرا مہر ہوگا اس کے سوا تم سے کچھ نہیں مانگوں گی؛ چنانچہ وہ مسلمان ہوگئے اور اسلام لانا ہی ان کا مہر مقرر ہوا۔ (اسد الغابہ، تذکرہ زید بن سہل بن اسود)

شجاعت وبہادری: غزوات میں صحابہ کرامؓ کی بہادری کے انمٹ نقوش سے تاریخ کے صفحات پُر ہیں؛ لیکن اس میدان میں بھی صحابیات پیچھے نہیں ہیں۔ صحابہ نے جس طرح داد شجاعت دی صحابیاتؓ کے بہادرانہ کارنامے اس سے بھی حیرت انگیز ہیں۔ غزوۂ حنین میں کفار نے اس زور شور سے حملہ کیا تھا کہ صحابہ کے قدم اکھڑ گئے اور میدان جنگ لرز اٹھا تھا؛ لیکن حضرت ام سلیمؓ کی شجاعت کا یہ حال تھا کہ ہاتھ میں خنجر لیے ہوئے منتظر تھیں کہ کوئی کافر سامنے آئے تو اس کا کام تمام کردیں۔ حضرت طلحہ نے ان سے پوچھا یہ کیا؟ کہنے لگیں: میں چاہتی ہوں کہ کوئی کافر قریب آئے تو اس کا پیٹ پھاڑ دوں۔ (ابوداؤد، کتاب الجہاد)

غزوۂ خندق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام عورتوں کو ایک قلعہ میں محفوظ کردیا تھا ایک یہودی آیا اور قلعہ کے گرد چکر لگانے لگا حضرت صفیہؓ نے دیکھا تو حسان بن ثابتؓ سے کہا کہ یہ دشمن کا جاسوس معلوم ہوتا ہے، اس کو ٹھکانے لگادو، بولے کہ تمھیں تو معلوم ہی ہے کہ میں اس میدان کا آدمی نہیں ہوں۔ اب حضرت صفیہ خود اتریں اور خیمہ کی ایک میخ اکھاڑ کر اس زور سے اس دشمن کو مارا کہ وہ وہیں ٹھنڈا ہوگیا۔ (اسد الغابۃ، تذکرۃ سمیہ بنت عبد المطلب) مورخ ابن اثیر لکھتے ہیں کہ یہ پہلی بہادری تھی جو ایک مسلمان عورت سے ظاہر ہوئی۔ (اسد الغابہ)

سیدہ ام عمارہؓ ایک مشہور صحابیہ ہیں، قبل از ہجرت جب مقام عقبہ پر مدینہ کے نیک لوگوں نے کفار قریش سے چھپ کر اسلام کی اشاعت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امداد کے لیے رسول اللہ کے ہاتھوں پر بیعت کی تھی، تو اس مختصر سی جماعت میں سیدہ ام عمارہؓ بھی شریک تھیں؛ اسی طرح جنگ احد میں عین اس وقت جب مسلمانوں کے قدم اکھڑ رہے تھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر کفار بڑھ بڑھ کر حملے کررہے تھے اور جان نثار آگے آکر آکر اپنی جانیں قربان کررہے تھے یہ بہادر خاتون بھی تیغ بدست حملہ آوروں کو مار مار کر پیچھے ہٹا رہی تھیں۔ اس دن کئی زخم ان کے دست وبازو میں آئے تھے۔ دیگر غزوات میں بھی ان سے بے مثال بہادری کے کارنامے ظہور میں آئے۔ صدیق اکبر کے زمانے میں جنگِ یمامہ میں بھی انھوں نے بے مثال شجاعت کا مظاہرہ کیا اور جب تک ان کا ہاتھ بری طرح زخمی نہ ہوگیا اس وقت تک لڑتی رہیں (فتوحات اسلام، سید دحلان ص ۴۶)

سن ۶ ہجری میں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کے اردہ سے مکہ مکرمہ کا ارادہ کیا، اور تحقیق حال کے لیے حضرت عثمانؓ کو مکہ بھیجا ان کے بارے میں یہ افواہ پھیل گئی کہ حضرت عثمانؓ کو قریش نے شہید کردیا ہے، اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تقریبا تمام صحابہ سے کفار قریش سے لڑنے مرنے پر بیعت لی، جو اسلامی تاریخ میں "بیعتِ رضوان" سے مشہور ہے، موت پر بیعت کرنے والیوں میں حضرت ام عمارہؓ بھی شامل تھیں۔

ام زیاد اشجعیہؓ اور دوسری پانچ عورتوں نے غزوۂ خیبر میں چرخہ کات کر مسلمانوں کی مدد کی وہ میدان سے تیر اٹھا کر لاتی تھیں اور سپاہیوں کو ستو پلاتی تھیں۔ (مسلم ج ۲ ص ۱۰۵) ام عطیہؓ نے سات غزوات میں صحابہ کرامؓ کے لیے کھانا پکایا (طبری ج ۶، ۲۳۱۶)، حضرت فاروق اعظمؓ کے زمانے میں جنگِ قادسیہ اسلام اور کفر کے درمیان ہونے والا زبردست اور فیصلہ کن معرکہ تھا۔ اس جنگ میں عرب کی مشہور شاعرہ حضرت خنساءؓ بھی شریک تھیں۔ حضرت خنساء کے ساتھ ان کے چاروں بیٹے بھی شریک تھے، شب کے ابتدائی حصہ میں جب ہر سپاہی صبح کے ہولناک منظر پر غور کررہا تھا؛ آتش بیان شاعرہ نے اپنے بیٹوں کو یوں جوش دلانا شروع کیا۔

(ترجمہ اشعار) پیارے بیٹو! تم اپنی خواہش سے مسلمان ہوئے اور تم نے ہجرت بھی کی خدائے وحدہ لاشریک لہ کی قسم جس طرح تم ایک ماں کے بیٹے ہو۔ ایک باپ کے بیٹے بھی ہو۔ میں نے تمہارے باپ سے خیانت نہیں کی اور نہ تمہارے ماموں کو رسوا کیا اور نہ تمہارے حسب ونسب میں داغ لگایا۔ جو ثواب عظیم اللہ تعالی نے کافروں سے لڑنے میں مسلمانوں کے لیے رکھا ہے۔ تم اس کو خود جانتے ہو خوب سمجھ لو کہ آخرت جو ہمیشہ رہنے والی ہے اس دار فانی سے بہتر ہے۔ اللہ فرماتا ہے: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ اصْبِرُواْ وَصَابِرُواْ وَرَابِطُواْ وَاتَّقُواْ اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۔ (آل عمران: ۲۰۰) مسلمانو صبر کرو اور استقلال سے کام لو اور اللہ سے ڈرتے رہو؛ تاکہ تم کامیاب ہوسکو۔ کل جب خیریت سے صبح کرو ان شاء اللہ تو تجربہ کاری کے ساتھ اللہ سے مدد مانگتے ہوئے تم دشمن پر جھپٹ پڑنا اور جب دیکھنا کہ لڑائی زوروں پر ہے تو خاص طور پر تم جنگ کی بھٹی کی طرف رخ کرنا اور جب دیکھنا کہ فوج غصہ سے آگ ہو رہی ہے تو غنیم کے سپہ سالاروں پر ٹوٹ پڑنا۔ اللہ کرے کہ تم دنیا میں مال غنیمت اور عقبی میں عزت پاؤ۔ (اسد الغابہ)، صبح کو جنگ چھڑتے ہی سیدہ خنساءؓ کے چاروں بیٹے یک بارگی دشمنوں پر جھپٹ پڑے اور آخر کار بڑی بہادری سے چاروں لڑ کر شہید ہوگئے۔ سیدہ خنساء کو جب یہ خبر پہنچی تو انھوں نے کہا: اس اللہ کا شکر ہے جس نے بیٹوں کی شہادت کا مجھے شرف بخشا۔

مورخ طبری نے جنگ یرموک میں سیدہ ام حکیم بنت حارث کا نام خصوصیت سے لیا ہے۔ ابن اثیر جزری نے لکھا کہ معاذ بن جبلؓ کی پھوپھی زاد بہن اسماء بنت عمیس نے تنہا نو رومیوں کو مار ڈالا۔ کہا جاسکتا ہے کہ یرموک کی جنگ میں اگر خواتین تلوار سونت کر رومیوں پر نہ پل پڑتیں تو شاید فتح نہ ہو پاتی۔ اس طرح خواتین اسلام نے دین و شریعت کو بچانے کے لئے جان ومال کی قربانیاں پیش کیں اور امت کی ماؤں کے لئے مثال نمونہ بنیں۔

Scanned with CamScanner

اخبارِ جہاں

محمد اسعداللہ قاسمی

بنگلہ دیش میں دوٹرینوں کے درمیان خوفناک ٹکر، 13 افراد ہلاک

بنگلہ دیش میں ٹرین کا بڑا حادثہ پیش آیا ہے، بنگلہ دیش میں پیر کو دوٹرینوں کے درمیان خوفناک ٹکر میں کم از کم 13 /افراد ہلاک اور متعدد زخمی ہو گئے ہیں، پولیس کا کہنا ہے کہ ہلاکتوں میں مزید اضافہ ہوسکتا ہے، ٹرین حادثہ اس وقت پیش آیا جب دارالحکومت ڈھاکہ سے تقریباً 80 /کلومیٹر (50 میل) کے فاصلے پر بھیراب کے مقام پر مسافر ٹرین ایک مال ٹرین سے ٹکرا گئی جس سے کہرام مچ گیا، مقامی پولیس افسر سراج الاسلام نے کہا کہ امدادی کارروائیاں جاری ہے، لیکن اس حادثہ میں ہلاکتوں کی تعداد میں اضافہ ہوسکتا ہے، خبر رساں ادارے اے پی کے مطابق اس حادثے میں اب تک 13 /افراد ہلاک ہو چکے ہیں جب کہ بنگلہ دیشی میڈیا کے مطابق ہلاکتوں کی تعداد 20 سے تجاوز کر گئی ہے (ایجنسی)

سعودی عرب اور جنوبی کوریا کا جنگ بندی اور فلسطین کے سیاسی حل پر زور

جنوبی کوریا کے صدر سعودی عرب پہنچے اور ولی عہد شہزادہ محمد بن سلمان سے ملاقات میں تجارتی و اقتصادی تعاون سمیت غزہ کی صورت حال پر تبادلہ خیال کیا، عرب میڈیا کے مطابق ریاض میں ہونے والی سعودی ولی عہد محمد بن سلمان اور جنوبی کوریا کے صدر یون سک یول کی ملاقات کے بعد مشترکہ اعلامیہ جاری کیا گیا، اعلامیہ میں کہا گیا ہے کہ دونوں رہنماؤں نے غزہ سمیت مشرق وسطی کی تازہ ترین صورت حال اور بین الاقوامی پیش رفت کے علاوہ دوطرفہ تعاون اور تجارتی تعلقات کو بڑھانے کے طریقوں پر تبادلہ خیال کیا، دونوں رہنماؤں نے غزہ میں شہریوں کو نشانہ بنانے پر تشویش کا اظہار کیا اور بین الاقوامی انسانی قانون کے مطابق شہریوں کے تحفظ کی اہمیت پر زور دیا، اعلامیہ کے مطابق دونوں رہنماؤں نے غزہ میں شہریوں کو فوری اور بغیر کسی رکاوٹ کے انسانی امداد کی فراہمی کے لیے بین الاقوامی برادری کے ساتھ مل کر کام کرنے پر بھی اتفاق کیا، ملاقات میں دونوں رہنماؤں کا کہنا تھا کہ جنگ کو مزید بڑھنے سے روکنے کے لیے کوششوں کو تیز کرنے کی ضرورت ہے، مسئلہ فلسطین کا سیاسی حل تلاش کیا جانا چاہیے (نیوز ایجنسی)

یورپی یونین اور وسطی ایشیائی ممالک 2024 میں سربراہ کانفرنس منعقد کریں گے

یورپی یونین (ای یو) اور وسطی ایشیائی ممالک 2024 کی پہلی ششماہی میں ایک سربراہی اجلاس منعقد کریں گے، یورپی یونین کے وزیر خارجہ جوزپ بوریل نے یہ اطلاع دی، بوریل نے لکسمبرگ میں یورپی یونین کی خارجی اموری کونسل کے بعد ایک نیوز کانفرنس میں کہا ''میں آج کی بحث کا خیر مقدم کرتا ہوں، اسے اگلے سال کی پہلی ششماہی میں منعقد ہونے والی یورپی یونین سینٹرل ایشیا سربراہ کانفرنس میں بھی جاری رکھا جائے گا''، انہوں نے بتایا کہ وسطی ایشیائی ممالک کے نمائندوں کے ساتھ یورپی وزراء کی میٹنگ بھی ہوئی، اسی دن یورپی یونین کی کونسل نے کہا کہ اجلاس کے شرکاء نے یورپی یونین اور وسطی ایشیا کے درمیان تعاون کو فروغ دینے پر اتفاق کیا، ای یو کی کونسل نے اپنے بیان میں کہا کہ ''ازبکستان کے سمرقند میں 18 /نومبر 2022ء کو منعقد ہونے والی یورپی یونین، سنٹرل ایشیا کنکٹیویٹی سمٹ میں اعلان کردہ منصوبوں کی بنیاد پر، شرکاء نے تجارت، ٹرانسپورٹ، توانائی، ڈیجیٹل اور عوام سے عوام کے رابطوں کے شعبے میں اور یوروپی یونین اور وسطی ایشیا کے درمیان پائیدار رابطے پر تعاون کو تیز کرنے کی ضرورت پر زور دیا، بیان کے مطابق اجلاس میں قزاقستان، کرغزستان، تاجکستان، ترکمانستان، ازبکستان اور یورپی یونین کے رکن ممالک کے وزرائے خارجہ کے ساتھ ساتھ یورپی یونین کی خارجہ پالیسی کے سربراہ نے بھی شرکت کی (ایجنسی)

ہم قرآن پر یقین رکھتے ہیں، آپ کو کوئی تکلیف نہیں ہوگی: حماس

''مجھے اغوا کرنے والے جنگجو موٹر سائیکل پر بٹھا کر لے گئے، ہمیں غزہ میں زیر زمین ایک سرنگ میں رکھا گیا جہاں ہم زمین پر بچھائے گئے گدوں پر سوتے تھے، وہاں گارڈز اور طبی عملہ موجود ہوتا تھا جب کہ ایک ڈاکٹر بھی ہر دوسرے، تیسرے دن یرغمالیوں کے چیک اپ کے لیے آتا تھا'' 85 سالہ یوشوید لیفشٹس ان دو خواتین یرغمالیوں میں شامل ہیں جنھیں حماس کی جانب سے رہا کیا گیا ہے، حماس کی قید کے دوران اُن پر کیا بیتی، عمر رسیدہ یوشوید اس کی تفصیل اپنی بیٹی کے ہمراہ تل ابیب میں کی جانے والی پریس کانفرنس میں بتا رہی تھیں، ''مجھے میرے گھر سے (سات اکتوبر کو) حماس کے بندوق بردار جنگجوؤں نے اغوا کیا اور موٹر سائیکل پر بٹھا کر غزہ لے گئے، اس سفر میں مجھے کئی جگہ چوٹیں بھی آئیں اور مجھ سے سانس بھی مشکل سے لیا جا رہا تھا''، حماس سے گذشتہ رات رہائی پانے کے بعد سے یوشوید تل ابیب کے ایک ہسپتال میں زیرِ علاج ہیں اور انھوں نے ہسپتال سے ہی پریس کانفرنس میں اپنی قید کے دنوں کی روداد سنائی، اس پریس کانفرنس میں ان کے ساتھ ان کی بیٹی بھی موجود رہیں جو اپنی والدہ کی باتوں کا ترجمہ کر رہی تھیں، یوشوید نے مزید بتایا کہ 'ہمیں سرنگوں میں رکھا گیا جہاں ہمیں کھانے کے لیے سفید پنیر اور ککڑی دی گئی اور یہ وہی کھانا تھا جو ہمیں اغوا کرنے والے جنگجو بھی کھاتے تھے'' واضح رہے کہ سات اکتوبر کو اسرائیلی شہروں پر حملے کے نتیجے میں جہاں 1400 کے لگ بھگ اسرائیلی ہلاک ہوئے وہیں اسرائیلی فوج کے مطابق جنگجو 200 سے زائد افراد کو یرغمال بنا کر اپنے ساتھ غزہ بھی لے گئے تھے، حماس کے حملوں کے جواب میں اسرائیلی فضائیہ کی کارروائیوں کے نتیجے میں اب تک 5800 فلسطینی ہلاک ہو چکے ہیں جن میں ایک بڑی تعداد بچوں اور عورتوں کی بھی ہے (بی بی سی)

اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل میں امریکہ کی جانب سے پیش قرارداد کی مخالفت

25 اکتوبر کو اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کے اجلاس میں غزہ سے متعلق امریکہ کی جانب سے پیش کی گئی قرارداد پر چین، روس اور متحدہ عرب امارات کی جانب سے مخالفت کی گئی جب کہ برازیل اور موزمبیق غیر حاضر رہے، وہیں روس کی جانب سے پیش کی گئی قرارداد کے مسودے کی چین، روس، امارات اور گبون نے حمایت کی جب کہ امریکہ اور برطانیہ نے مخالفت کی، امریکی قرارداد میں اسرائیل کو دفاع کا حق ہونے پر زور دیا گیا تھا جب کہ روس کی جانب سے پیش مسودے میں مطالبہ کیا گیا تھا کہ اسرائیلی فوج غزہ کے شہریوں کو شمال سے بے دخل کرنے کا مطالبہ منسوخ کرے (ایجنسی)

UCEED، 2024CEED کے لئے 31 /اکتوبر تک درخواست دیں

انڈین انسٹی ٹیوٹ آف ٹیکنالوجی، بمبئی کامن انٹرنس امتحان برائے ڈیزائن (2024CEED) اور انڈر گریجویٹ کامن انٹرنس امتحان برائے ڈیزائن (2024UCEED) کے لیے آن لائن درخواست کا عمل فی الحال جاری ہے، امیدواروں کو 31 /اکتوبر 2023 تک اپلائی کرنے کا موقع ملے گا، امیدوار UCEED، 2024CEED کے لیے سرکاری ویب سائٹس uceed.iitb.ac.in اور ceed.iitb.ac.in کے ذریعے درخواست دے سکتے ہیں، UCEED اور CEED امتحان 2024 کے لیے لیٹ فیس کے ساتھ آن لائن درخواست فارم 8 /نومبر 2023 تک پُر کیا جا سکتا ہے، ایگزام اتھارٹی 5 جنوری 2023 کو 2024CEED,UCEED ایڈمٹ کارڈ جاری کرے گی۔

CEED 2024 کے لئے تعلیمی لیاقت: ☆بارہویں کے بعد تین سال کا پی جی پروگرام ☆وہ امیدوار اہل ہوں گے جو جولائی 2024 تک ان کورسز کے فائنل امتحان میں شرکت کریں گے یا جولائی 2024 تک جی ڈی آرٹس ڈپلومہ (5+10 لیول) پروگرام پاس کر چکے ہیں ☆سائنس، کامرس، آرٹس اور ہیومینٹیز سمیت تمام اسٹریمز کے طلباء UG ڈیزائن داخلہ کے لیے درخواست دے سکتے ہیں ☆12 ویں جماعت یا اس کے مساوی امتحان پاس کیا ہو یا 2024 میں پہلی بار کوالیفائنگ امتحان میں شامل ہوں۔

امتحان جنوری میں ہوگا: UCEED اور CEED کے امتحانات 21 جنوری کو صبح 9 بجے سے دوپہر 12 بجے تک ہوں گے۔ 2024CEED امتحان کا نتیجہ 6 مارچ کو جاری کیا جائے گا اور 2024UCEED امتحان کا نتیجہ 8 مارچ کو جاری کیا جائے گا۔

اس طرح درخواست دیں: سرکاری ویب سائٹس ceed.iitb.ac.in اور uceed.iitb.ac.in دیکھیں، UCEED، 2024CEED کے لیے رجسٹریشن لنک پر کلک کریں، اسکرین پر ایک نئی لاگ ان ونڈو ظاہر ہوگی، دیے گئے پیٹرن میں متعلقہ دستاویزات اپ لوڈ کریں، رجسٹریشن فیس آن لائن ادا کریں۔

دہلی پولیس کانسٹیبل کا امتحان 14 نومبر سے، جی ڈی کانسٹیبل کا امتحان 20 فروری سے

ایس ایس سی کانسٹیبل امتحانات 2024 نے آسام رائفلز میں دہلی پولیس کانسٹیبل (ایگزیکٹیو) (مرد وخواتین) امتحان 2023 اور سی اے پی ایف ایس ایس ایف کانسٹیبل (جی ڈی) اور رائفل مین اور این سی بی کانسٹیبل بھرتی امتحان 2024 کی تاریخوں کا اعلان کیا ہے، اس کے ساتھ ہی سی اے پی ایف (بی ایس ایف سی آر پی ایف آئی ٹی بی پی سی آئی ایس ایف ایس ایس بی) اور ایس ایس ایف میں کانسٹیبل (جی ڈی)، آسام رائفلز میں رائفل مین (جی ڈی) اور این سی بی میں کانسٹیبل بھرتی امتحان 2024 کی تاریخوں کا بھی اعلان کیا گیا ہے (ہندوستان)

وسطانیہ، فوقانیہ مولوی امتحانات 2024 کے پرائیویٹ پرمیشن اور رجسٹریشن کی تاریخ میں توسیع

ڈاکٹر محمد نور اسلام، کنٹرولر آف اکزامنیشن، بہار اسٹیٹ مدرسہ ایجوکیشن بورڈ، پٹنہ نے بحکم جناب سلیم پرویز چیئرمین مدرسہ بورڈ نے طلبا و طالبات وگارجین حضرات کو اطلاع دی ہے کہ درجہ وسطانیہ، فوقانیہ اور مولوی امتحانات 2024 کیلئے پرائیویٹ پرمیشن حاصل کرنے کی تاریخ میں 05 نومبر اور رجسٹریشن فارم و درجہ وسطانیہ کیلئے رجسٹریشن مع ایویلوشن فارم کی تاریخ میں 10 نومبر تک توسیع کی گئی ہے، ڈاکٹر محمد نور اسلام نے تمام متعلقین، طلبا و طالبات وگارجین حضرات کو مطلع کیا ہے کہ جنہوں نے ابھی تک درجہ فوقانیہ اور مولوی 2024 کے امتحانات کیلئے رجسٹریشن نہیں کرایا ہے وہ جلد از جلد اپنا رجسٹریشن مقررہ تاریخ 10 نومبر تک لازمی طور پر کرائیں، مزید انہوں نے بتایا کہ فوقانیہ مولوی کے امیدوار جنہوں نے اپنا رجسٹریشن کرالیا ہے وہ مورخہ 30 اکتوبر سے 25 نومبر تک امتحان فارم بھر سکتے ہیں، امتحان فارم کا لنک بھی قبل از وقت ویب سائٹ پر موصول کرادیا جائیگا، ڈاکٹر محمد نور اسلام نے بتایا ہے کہ جناب سلیم پرویز چیئرمین مدرسہ بورڈ نے خصوصی طور پر ریاست بہار کے تمام علاقوں سے موصول ہونے والی متعلقین کی گذارشات پر پرائیویٹ پرمیشن اور رجسٹریشن کی تاریخ میں توسیع کی ہے ساتھ ہی انہوں نے مطلع کیا ہے کہ فوقانیہ و مولوی امتحانات 2024 کی متوقع تاریخ۔ 16.01.2024 مقرر کی جاچکی ہے۔

اساتذہ کی تقرری سے متعلق بی پی ایس سی کا اہم اعلان

سیکنڈ ٹیچر کی تقرری اور پسماندہ طبقے اور انتہائی پسماندہ طبقے کے بہبود کے محکمہ کے تحت ٹیچر/ پرنسپل مقابلہ جاتی امتحان سے متعلق امیدواروں کو مطلع کیا جاتا ہے کہ مڈل اسکول (کلاس 06 سے 08)، سیکنڈری (کلاس 09 سے 10) اور ہائر سیکنڈری (کلاس 11 سے 12) اور پسماندہ طبقے اور انتہائی پسماندہ طبقے کے بہبود کے محکمے کے تحت ایلیمنٹری ٹیچر (تربیت یافتہ)، سیکنڈری ٹیچر (گریجویٹ تربیت یافتہ) اور ہائر سیکنڈری ٹیچر (پوسٹ گریجویٹ تربیت یافتہ) ہیڈ ماسٹر سے متعلق آن لائن درخواست کا عمل 03-11-2023 سے 14-11-2023 تک ممکن ہے، مذکورہ امتحان 07-12-2023 سے 10-12-2023 تک منعقد کیے جانے کا امکان ہے، ان تاریخوں میں تبدیلی کا بھی امکان ہے۔

پٹنہ گاندھی میدان میں امارت شرعیہ کا بک اسٹال

پٹنہ گاندھی میدان میں ہر سال بک فیئر منعقد ہوتا ہے، جہاں ملک بھر کے ناشران و تاجران کتب اپنی مطبوعات کی نمائش کرتے ہیں اور کتابیں فروخت کرتے ہیں، امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ و جھارکھنڈ کے شعبۂ نشر و اشاعت کے ذریعہ مختلف دینی و مذہبی موضوعات پر کتابیں اور رسالے شائع ہوتی رہتی ہیں، اس لئے اس شعبہ کا بھی پٹنہ کے بک فیئر میں اسٹال لگایا گیا ہے؛ تا کہ علم دوست حضرات یہاں کی مطبوعات سے استفادہ کریں، اس موقع پر امارت شرعیہ کے قائم مقام ناظم مولانا محمد شبلی القاسمی نے رفاہی و فلاحی نقطۂ نظر سے میلہ کے صدر دروازہ پر سبیل بھی لگانے کا فیصلہ کیا ہے تا کہ تشنگانِ آب سیراب ہوسکیں۔

Scanned with CamScanner

ملی سرگرمیاں

مفتی محمد سہراب ندوی

شہر کٹیہار میں اجلاس نقباء ۹/دسمبر کو

اجلاس کی تیاریوں کے لئے میٹنگ کا انعقاد اور استقبالیہ کی تشکیل

امارت شرعیہ کے زیر اہتمام ۹/دسمبر ۲۰۲۳ء کو شہر کٹیہار میں ضلع کٹیہار کے نقباء و نائبین نقباء امارت شرعیہ، علماء و ائمہ کرام، مدارس کے ذمہ داران، دانشوران، سماجی کارکنان اور خواص کا ایک اجلاس ہونا طے پایا ہے، امیر شریعت مفکر ملت حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی مدظلہ نے تاریخ کی منظوری عنایت کردی ہے، چنانچہ اس اجلاس کو کامیاب اور بامقصد بنانے کے لئے مورخہ ۲۱/اکتوبر کو دفتر دارالقضاء امارت شرعیہ گاندھی نگر رامپاڑہ کٹیہار میں شہر کٹیہار اور مختلف بلاک کے نمائندگان کی ایک اہم میٹنگ زیر صدارت جناب مولانا مفتی محمد سہراب ندوی نائب ناظم امارت شرعیہ منعقد ہوئی، میٹنگ کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا، صدر مجلس مفتی محمد سہراب ندوی صاحب نے اجلاس کے مقاصد اور اس کی ضروری تیاریوں کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی اور حاضرین سے رائے طلب کی، تمام حاضرین نے حضرت امیر شریعت کی آمد کو باعث سعادت سمجھتے ہوئے بیک زبان اجلاس کو کامیاب بنانے کا عزم دھرایا، اس موقع پر مجلس استقبالیہ کی بھی تشکیل عمل میں آئی، اتفاق رائے سے الحاج عبدالعزیز صاحب رامپاڑہ کو صدر اور جناب افتخار احمد بی ایڈ کالج کٹیہار کو سکریٹری نامزد کیا گیا، اس کے علاوہ ارکان منتخب ہوئے، قاضی اسرار احمد صاحب قاضی شریعت بارسوئی کی سربراہی میں اعظم نگر، کدوا، بارسوئی اور بلرام پور، جناب مولانا عزرائیل صاحب ناظم مدرسہ اصلاح المسلمین پھلکا کی سربراہی میں پھلکا، کوڑھا اور سمیلی اور کورسیلا بلاک اور مولانا ذاکر صاحب کی سربراہی میں آمدآباد اور منیہاری بلاک کے لئے چند افراد پر مشتمل کمیٹی تشکیل دی گئی، استقبالیہ کی اگلی میٹنگ ۲۴/اکتوبر کو ہوگی، میٹنگ میں اچھی تعداد میں شہر اور علاقے کے ذمہ داروں نے شرکت کی، اس میٹنگ میں جن حضرات نے اظہار خیال فرمایا ان میں قاضی شریعت مولانا اسرار احمد، مفتی شمس الدین، مفتی شہباز، مفتی عفیف،، مولانا عزرائیل، مولانا ظفر، ڈاکٹر محمد ہاشم، مولانا ذاکر، الحاج انور، مولانا نسیم، مولانا شاہنواز، مفتی عمران، عمران کاظمی، مولانا شبیر، ڈاکٹر گلاب، الحاج زین العابدین وغیرہ کے نام شامل ہیں، میٹنگ کو کامیاب بنانے میں مولانا عبدالحق قاسمی معاون قاضی شریعت دارالقضاء امارت شرعیہ کٹیہار، مولانا سعود اللہ رحمانی صاحب، مولانا مجاہدالاسلام رحمانی صاحب مبلغین امارت شرعیہ نے اہم رول ادا کیا، میٹنگ کا اختتام جناب مولانا بدرالدجی صاحب کی رقت آمیز دعا پر ہوئی۔

تعمیر ملت کی جدوجہد کرنا ایک اہم ملی فریضہ

ضلع کشن گنج کے نقباء وخواص کا اجلاس 10دسمبر کو

امارت شرعیہ ملک کی ایک منفرد دینی، ملی وفلاحی تنظیم ہے، جو بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ اور بنگال جیسی ریاستوں میں اپنے تنظیمی ڈھانچے کے ساتھ مختلف جہتوں سے ملی خدمات انجام دے رہی ہے، اس ادارہ کے ذریعہ ملت کے اندر اتحاد، شریعت اسلامی کے نفاذ، اعلی اور معیاری تعلیم کی ترویج اور معاشرتی اصلاح کی کوششیں مسلسل جاری رہتی ہیں، چنانچہ ایسے ہی مقاصد کو سامنے رکھتے ہوئے دسمبر کی 10 تاریخ کو ضلع کشن گنج کے نقباء امارت شرعیہ اور خواص کا ایک اجلاس منعقد ہونے جارہا ہے، جس کی صدارت مفکر ملت حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی مدظلہ فرمائیں گے، اس اجلاس کو کامیاب اور بامقصد بنانے اور اس کی تیاری کے لئے لائحہ عمل مرتب کرنے کی غرض سے مورخہ 22 اکتوبر 2023ء کو ضلع کشن گنج کے علماء، ائمہ، نقباء، دانشوران، مدارس کے ذمہ داران اور خواص کی ایک میٹنگ مدرسہ انجمن اسلامیہ کشن گنج کی جامع مسجد میں منعقد ہوئی، جس کی صدارت امارت شرعیہ کے نائب ناظم جناب مولانا مفتی محمد سہراب ندوی نے کی، جناب مفتی صاحب نے اپنے ابتدائی اور اختتامی خطاب میں اجلاس کے مقاصد پر روشنی ڈالی اور کہا کہ موجودہ عالمی اور ملکی حالات کے پس منظر میں پورے شعور وآگہی کے ساتھ مشکلات کو سمجھنا اور اس کے حل کے لئے جدوجہد کرنا ایک دینی فریضہ ہے، انہوں نے کہا کہ اس اجلاس میں ضلع کشن گنج کے نقباء امارت شرعیہ، علماء، دانشوران، سماجی کارکنان اور خواص کو جوڑا جائے گا اور امارت شرعیہ کے اس تنظیمی ڈھانچے کے استحکام اور مختلف دینی وملی مشکلات کے حل پر غور وخوض کیا جائے گا، میٹنگ میں شریک تمام حاضرین نے پورے جذبہ ایمانی کے ساتھ اس اجلاس کو کامیاب بنانے کا عہد کیا، اور امارت شرعیہ کی اس کوشش کو وقت کی ضرورت بتایا، اس میٹنگ میں جن حضرات نے اظہار خیال کیا، ان میں مولانا مفتی وصی احمد صاحب قاضی شریعت ٹیڑھا گاچھ، جناب زاہد الرحمٰن، بلند اختر ہاشمی، حاجی مظہر الحق، مولانا زبیر، مولانا فیض الرحمٰن، مفتی مناظر، ماسٹر زاہد الرحمٰن، شمو بھائی، قاری مشکور، مفتی شمس الحق، مولانا تنویر، شاہد ربانی، مسلم بھائی، محمد رضا، مزمل حسین، تجمل حسین، قاری الیاس مخلص، مولانا معین الدین اور مولانا فردوس وغیرہ کے نام قابل ذکر ہیں، اجلاس کی ابتداء قرآن پاک کی تلاوت سے ہوئی، نظامت کی ذمہ داری قاضی شریعت مولانا ارشد قاسمی نے نبھائی، جناب مولانا ظہیر الحسن، مولانا رئیس اعظم، مولانا منظر مبلغین امارت شرعیہ اور مولانا طارق انور رحمانی وحافظ عفان صاحب نے میٹنگ کو کامیاب بنانے میں خصوصی حصہ لیا۔ صدر مجلس کی دعا پر میٹنگ اختتام پذیر ہوئی۔

ذات شماری اور پانچ ریاستوں کا چناؤ

ٹی ایم ضیاء الحق

الیکشن کمیشن نے ملک کی پانچ ریاستوں میں چناؤ کا اعلان کردیا ہے جہاں انتخاب ہونے ہیں اس میں راجستھان، مدھیہ پردیش، چھتیس گڑھ، تیلنگانہ اور میزورم ہے۔ الیکشن کمشن کے اعلان کے بعد سیاسی پارا گرام ہوگیا ہے۔

راجستھان میں مسلمانوں کی آبادی 07.9 فیصد ہے 2018 میں 8 ایم ایل اے جیتے، مدھیہ پردیش 57.6 مسلمان ہیں اور 2018 میں صرف 2 مسلم ایم یل اے، چھتیس گڑھ 02.2 فیصد مسلمان ہیں اور ایک ایم یل اے، تیلنگانہ میں 70.12 فیصد مسلمان ہیں اور 8 ایم ایل اے جیتے اور میزورم میں 35.1 فیصد ہے جہاں مسلم ایک بھی رکن اسمبلی نہیں ہیں۔

ان پانچ ریاستوں میں سے صرف چھتیس گڑھ میں دو دن پولنگ ہوگی 7 اور 17 نومبر کو جہاں 90 سیٹوں کے لئے انتخاب ہوگا۔ 7 نومبر کو ہی میزورم کی 40 سیٹوں والی اسمبلی کے لئے بھی انتخاب ہوگا۔ مدھیہ پردیش کی 230 سیٹوں والی اسمبلی کے لئے ایک ہی مرحلے میں 17 نومبر کو پولنگ ہوگی جبکہ راجستھان میں 23 نومبر کو ووٹ ڈالے جائیں گے جہاں اسمبلی کی 200 سیٹیں ہیں اور سب سے آخر میں تلنگانہ میں 30 نومبر کو پولنگ ہوگی جہاں 119 سیٹیں ہیں۔ ان پانچ میں سے دو ریاستوں راجستھان اور چھتیس گڑھ میں کانگریس کی حکومت ہے جبکہ تلنگانہ میں ٹی آر ایس کی حکومت ہے وہیں مدھیہ پردیش میں بی جے پی اور میزورم میں میزو نیشنل فرنٹ کی سرکار ہے۔

بہار میں ہوئے ذات پر مبنی مردم شماری کا اثر اب دیکھنے کو مل رہا ہے چیف الیکشن کمشنر کی انتخاب کے اعلان کے کچھ ہی دیر کے بعد کانگریس کے سینئر لیڈر راہل گاندھی نے پارٹی کے چار وزیر اعلیٰ کے ساتھ پریس کانفرنس کی اور یہ اعلان کیا کہ کانگریس کے زیر اقتدار ریاستوں میں بھی کاسٹ پر مبنی سروے کرایا جائے گا۔ بلکہ انہوں نے ایک قدم آگے بڑھتے ہوئے یہ بھی کہہ دیا کہ دراصل مکمل مردم شماری میں ہی کاسٹ کو شامل کیا جانا چاہئے تاکہ ملک کی آبادی میں مختلف ذاتوں کا تناسب سامنے آسکے اور اس کے اعتبار سے ترقیاتی وانتظامی فیصلے کئے جاسکیں۔ ان کا کہنا تھا کہ ملک کی اس بڑی آبادی کو اقتدار اور ترقیات میں حصہ ملنا چاہئے۔ راہل گاندھی نے گذشتہ دنوں پارلیمنٹ میں بھی یہ معاملہ اٹھایا تھا اس طرح آپ کہہ سکتے ہیں کے بھاجپا کے دھرم کی سیاست کو اب ذات کی سیاست سے اکھاڑنے کی کوشش کی جاری ہے۔ یاد کریں تو ایسا ہی معاملہ تب سامنے آیا تھا جب 1990 میں وزیر اعظم وی پی سنگھ نے منڈل کمیشن کا نفاذ کیا تھا۔ ریزرویشن کے معاملہ کو اعلیٰ ذاتوں کی طرف سے زبردست مخالفت کا سامنا کرنا پڑا تھا اور بھارت میں ذات پات کی لڑائی شروع ہوگئی تھی۔

بھاجپا نے اس وقت لال کرشن آڈوانی کی قیادت میں رتھ یاترا نکالا اور ذات کی لڑائی کو ہندو مسلم کی لڑائی میں بدل دیا بالآخر 1992 میں بابری مسجد شہید کردی گئی اور آج وہاں رام مندر کا نرمان ہورہا ہے مطلب خراج آخر میں مسلمانوں کو ہی ادا کرنا پڑا گویا بھارت میں ایک مسئلہ کا حل دوسرے مسئلہ سے نکالنے کی روایت شروع سے ہی رہی اور وہ اب تک جاری وساری ہے۔

نریندر مودی کی حکومت وکاس کے نام پر آئی تھی۔ جس میں وہ اس نے منموہن سرکار کے دور کی بدعنوانیوں کو خوب اجاگر کیا اور عوام کو اپنی ترقی کے لیے ایک نئی سرکار کو منتخب کرنے کا موقع ملا۔ پورے آب وتاب کے ساتھ نریندر مودی سرتاج بنے، لوگوں کی امیدیں ان سے وابستہ تھیں اور عوام کو اس کا شدید انتظار تھا کہ کب ان کے اچھے دن آئیں گے لیکن سرکار پھر اسی رویہ اور اسی روایت کی طرف لوٹ گئی، یعنی مذہب کی سیاست۔ اور پھر اس حکومت کو ہٹانے کے لیے ذات کی طرف لوٹنا اپوزیشن پارٹی کے لیے مجبوری ہے اس طرح ہندوستان میں کبھی دھرم کی سیاست کا پلڑا بھاری ہوتا ہے تو کبھی ذات کی سیاست کا اور اس طرح ہمارا وطن دنیا کے ترقی یافتہ ممالک کی قطار میں کھڑا ہونے سے محروم رہ جاتا ہے، مودی حکومت میں ترقی ہوئی کی نہیں یہ الگ بحث کا موضوع ہے مگر ہاں ایک بات تو پکی ہے چناوی سبھا میں جس طرح وزیر اعظم ذات شماری کی مخالفت کررہے ہیں اس سے پتہ چلتا ہے کی پانچ ریاستی چناؤ میں اس کا اثر پڑ رہا ہے، جہاں تک ہندی پٹی ریاستوں کے سماجی تانا بانا کا سوال ہے تو ہندی پٹی ریاستوں میں ذات پات کی سیاست کی زنجیر بہت سخت رہی ہے۔ جاگیردارانہ ذہنیت سے ہندی پٹی ریاست اب تک اوپر نہیں اٹھ سکا سکا ہے۔ بہار میں لالو یادو کی حکومت اتر پردیش میں ملائم سنگھ سے قبل کانگریس کی ہی حکومت رہی ہے۔ بھاگلپور فساد کے وقت ستیندر نارائن سنگھ کی حکومت تھی اور اس سے قبل بہار اتر پردیش میں کانگریس ہی حکومت میں آتی رہی۔ ساتھ ہی ساتھ فسادات کا سلسلہ بھی جاری رہا۔ لالو یادو اور ملائم سنگھ یادو کے حکومت میں آنے کے بعد یہ سلسلہ ختم ہوا ابھی کہیں چھٹ پٹ واقعات ہوئے مگر اس میں شدت نہیں تھی۔ لالو یادو اور ملائم سنگھ نے دھرم کی سیاست کی کاٹ ذات کی سیاست میں نکالی۔

بہار میں ہوئی ذات شماری مسلمانوں کی آنکھیں کھولنے والا بھی ہے۔ اگر مسلم قوم کی قوت بصارت کام کرگئی تو شاید مسلمانوں کا سیاسی بنواس بھی ختم ہوجائے گا۔ ڈاٹا کے مطابق بہار میں سب سے بڑی آبادی یادوؤں کی ہے یعنی پوری آبادی کا 2 .14 فیصد جبکہ کرمی کا فیصد تناسب 5.3 ہے۔ یعنی پسماندہ کی تعداد تقریباً 60 فیصد ہے واضح ہو کہ نتیش اس کمیونٹی سے آتے ہیں تو یہاں یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ اگر ذات پات کی خالص سیاست ہوتی تو پھر نتیش کا وزیر اعلیٰ بننا حیران کن ہی ہے مگر اسی ذات پات کی سیاست میں اندرونی ذات پات کی سیاست بھی کارفرما ہے۔ اعلیٰ ذات میں برہمنوں کی تعداد 6.4 سے زیادہ ہے جبکہ بھومیہار دوسری پوزیشن میں ہیں۔ مگر جب ذات پات کی سیاست سمٹی ہوئی تھی تب کم تعداد ہونے کے باوجود اعلیٰ ذات ہی حکمراں رہے۔ اس سے صاف ہے کہ ذات پات کی سیاست سے ادنیٰ طبقہ کی سیاسی گرفت مضبوط ہوئی ہے۔

ڈاٹا نے مسلمانوں کی تعداد کو بھی واضح کیا ہے۔ اگر مسلمانوں میں ذات پات کے معاملہ کو ہٹا کر دیکھیں تو بہار کی آبادی کا 17 .4 فیصد حصہ مسلمانوں کا ہے۔ مگر چوں کہ مسلمانوں کے اندر بھی ذات پات پوری طرح سرایت کرچکی ہے، اس لیے اسے صرف ایک تعداد کی طرح ہی دیکھنا چاہیے۔ اگر مسلمان متحد ہوجائیں تو کم سے کم نائب وزیر اعلیٰ تو مسلمان بن ہی سکتا ہے، ہم اکیسویں صدی میں جی رہے ہیں اور آزادی کے 75 سال بعد بھی ہندوستان کی عوام تک بنیادی سہولت نہیں پہنچی ہے ابھی بھی لوگ اس امید پر جی رہے ہیں کی برادری کی ترقی سے ہی سماج میں بدلاؤ آئیگا۔ مسلمانوں کو بھی اپنا اتحاد دیکھنا ہوگا جس سے ترقیات کی راہ ہموار ہوسکے۔

Scanned with CamScanner

موسم سرما کی دستک

محمد شبیر انور قاسمی، نائب قاضی شریعت بیگوسرائے

ریاست بہار سے مانسون رخصت ہو چکا ہے، سردی کی آمد آمد ہے، موسم اب سبک پائی کے ساتھ اپنا رنگ اور مزاج بدل رہا ہے، اب اس وقت صبح و شام سردی محسوس ہونے لگی ہے، سورج ڈھلنے کے بعد جیسے جیسے رات بھیگتی ہے، درجہ حرارت گرتا جاتا ہے، صبح کے وقت ہلکی دھند بھی چھانے لگی ہے، شب میں پنکھے کی یاری کھلنے لگی ہے، جو چند روز قبل تک تن من کے سکون کا باعث تھے، رات گئے تو چادر اور ہلکے کمبلوں کی حاجت بھی ستانے لگی ہے، محکمہ موسمیات پٹنہ کی تازہ اطلاعات کے مطابق گزشتہ 24 گھنٹوں کے اندر بہار کے 24 اضلاع میں درجہ حرارت میں کمی درج کی گئی ہے اور آنے والے دنوں میں درجہ حرارت میں مزید کمی دیکھنے کو ملے گی اور لوگ سردی محسوس کریں گے۔

اس سے معلوم ہوا کہ دنیا کی فطرت تغیر و تبدل سے عبارت ہے، تغیر و تبدل جمود کے منافی اور ضد ہے، جمود میں برکت اور ترقی نہیں، شاید اسی لئے یہ فقرہ مشہور ہے کہ حرکت میں برکت ہے۔ اور تنوع میں دنیا کا حسن ہے، موسم کی تبدیلی میں بھی حسن ہے، ہر برس چار موسم آتے ہیں؛ گرمی، سردی، بہار اور خزاں، ہر کوئی ان موسموں کی قدرتی خوبصورتی سے لطف اندوز ہوتا ہے، موسموں کی تبدیلی سے مقصد خداوندی اپنے بندوں خصوصا مومنوں کو ایسے مواقع فراہم کرنا ہے، جنھیں غنیمت جان کر، ان سے مستفید ہو کر ایک مومن اپنی دنیا و آخرت سنوار سکے۔

موسموں کا سامنا کرنے کے لئے لوگ دنیوی اور مادی لحاظ سے تیاری کرتے ہیں، جیسا موسم آنے والا ہوتا ہے، اس کے تقاضوں کے مطابق لوگ اپنی پوشاک، غذا اور معمولات میں تبدیلی لاتے ہیں، موسم باراں کے آنے پر بارش سے بچاؤ کے اپائے کئے جاتے ہیں، موسم گرما آنے سے قبل اس کے موافق لباس تیار کئے جاتے ہیں، رہائش گاہوں کو ٹھنڈا رکھنے کے آلات چست درست کئے جاتے ہیں، اسی طرح جب سردی شروع ہوتی ہے، تو لوگ سردی سے بچنے کے انتظامات کرتے ہیں، گرم لباس اور گرم بستروں کی تیاری زور شور سے ہوتی ہے، غرض یہ کہ سردی کی آمد کے ساتھ لوگ خود کو موسم کے موافق ڈھالنے کی تیاری کرتے ہیں۔ اسی طرح نبی رحمت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا میں سرزمین پر نئے بدلتے موسم میں اہل ایمان کو اپنے دینی و اخروی فوائد کے پہلو تلاش کرنے کی طرف توجہ دلائی ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''سردی کا موسم اہل ایمان کے لیے موسم بہار ہے، اس کے دن چھوٹے ہوتے ہیں، جن میں وہ روزے رکھ لیتا ہے، اور اس کی راتیں لمبی ہوتی ہیں، جن میں وہ قیام (تہجد ادا) کرلیتا ہے۔'' (بیہقی کبری) نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ''سردیوں کے روزے رکھنا مفت اجر کمانا ہے۔'' (طبرانی صغری) اور خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: ''سردی کا موسم عبادت کرنے والوں کے لئے نیکیوں کے لوٹنے کا موسم ہے۔'' ان احادیث و روایات سے معلوم ہوا کہ دینی اعتبار سے موسم سرما کی اپنی اہمیت ہے، اخروی زاد راہ جمع کرنے کے لحاظ سے موسم سرما مومنوں کے لئے موسم بہار ہے۔

ہم جانتے ہیں کہ موسم بہار میں ماحول خوشگوار اور فضا معتدل اور سازگار ہوتی ہے، پیڑ پودوں پر من موہن رونق چھائی ہوتی ہے، کھیت میں فصلوں کی سبز چادریں بچھی ہوتی ہیں، ہر سو رنگ برنگے پھول کھلے ہوتے ہیں، پرندے نغمے گاتے اور تتلی اور بھنورے ناچ رہے ہوتے ہیں اور کائنات کا حسن اپنے شباب پر ہوتا ہے، اسی طرح سردی کا موسم ایک مومن بندہ کے لیے نیک اعمال خصوصا روزے اور تہجد بہار سے کم نہیں، اہل ایمان چاہیں تو روزے اور تہجد جیسی عبادات سے اپنے گلشن عمل کو معطر کر سکتے ہیں، نیکیوں کی بہار سے قلب و روح کے چمن کو پر بہار اور خوشگوار بنا سکتے ہیں۔

موسم سرما نیکیوں کے لوٹنے کا موسم بہار ہے، غربا، مساکین، حاجت مندوں کی ضروریات پوری کر کے، سردی سے کپکپاتے افراد کو گرم کپڑے، سوئٹر، شال اور کمبل مہیا کر کے، البتہ سردی کے حوالے سے دو عبادات: روزہ اور تہجد کا بطور خاص اوپر ذکر آیا، جو شخصی اعمال سے جڑے ہیں، اور ان دونوں عبادات کی فضیلت، اہمیت اور افادیت اہل ایمان سے پوشیدہ نہیں ہے، حدیث قدسی میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ''اللہ تعالی فرماتا ہے کہ انسان کے تمام اعمال اس کی اپنی ذات کے لئے ہیں سوائے روزے کے جو میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا اجر دوں گا۔" اس کے علاوہ رب کائنات نے روزے کو جہنم سے ڈھال اور جنت کا راستہ بتایا اور روزے دار کے دعا کی قبولیت کا وعدہ ہے۔ تو نیکیوں کا طالب مومن موسم سرما میں روزہ کے بے شمار فضائل کو بہ آسانی حاصل کر سکتا ہے، کیوں کہ سردی کے موسم میں دن چھوٹا اور سرد ہوتا ہے، اس کی وجہ سے روزہ دار کو بھوک اور پیاس کا احساس نہیں ہوتا اور آسانی سے روزہ مکمل ہو جاتا ہے، اسی پہلو کی جانب توجہ دلاتے ہوئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''سردی کی غنیمت یہ ہے کہ اس موسم میں روزہ رکھا جائے۔'' (ترمذی) جس طرح بغیر جنگ لڑے مال ملنے پر بہت خوشی اور ایسے اموال کے حصول کی رغبت ہوتی ہے، (بقیہ: صفحہ ۱۲ ر پر)

انڈیا اور کینیڈا سفارتی کشیدگی

ایک سکھ علیحدگی پسند رہنما کے قتل کے بعد انڈیا اور کینیڈا میں پیدا ہونے والا سفارتی تنازع بڑھتا ہی جا رہا ہے اور اب امریکہ اور برطانیہ نے بھی انڈیا کو اس ضمن میں تنبیہ کی ہے، امریکہ اور برطانیہ دونوں نے کہا ہے کہ انڈیا کو اس بات پر اصرار نہیں کرنا چاہیے کہ کینیڈا انڈیا میں اپنے سفارتکاروں کی تعداد کم کرے، کینیڈا میں سکھ علیحدگی پسند رہنما ہردیپ سنگھ نجر کے قتل کے بعد کینیڈا کے وزیراعظم جسٹس ٹروڈو نے اس کے پیچھے انڈین خفیہ ایجنسیوں کے ملوث ہونے کے شبہ کا اظہار کیا تھا؛ اگرچہ انڈیا نے کسی بھی طرح اس معاملے میں ملوث ہونے کی تردید کی تھی تاہم کینیڈین وزیراعظم کے اس بیان کے بعد انڈیا اور کینیڈا کے درمیان کشیدگی بڑھنے لگی اور رواں ہفتے معاملہ اس نہج پر پہنچ گیا کہ کینیڈا کو انڈیا میں تعینات اپنے 41 سفارتکاروں کو واپس بلانا پڑا، انڈین نژاد کینیڈین شہری ہردیپ سنگھ نجر کو رواں سال جون میں کینیڈا کے شہر وینکوور میں قتل کر دیا گیا تھا، انڈیا نجر کو جو کہ سکھوں کے لیے علیحدہ وطن یعنی خالصتان تحریک کا چہرہ تھے ''دہشت گرد'' قرار دیتا ہے، انڈیا نے جسٹن ٹروڈو کے الزامات کو یکسر مسترد کرتے ہوئے کینیڈا سے مطالبہ کیا تھا کہ وہ کینیڈا میں خالصتان کی حامی سرگرمیاں بند کروائے۔

امریکہ اور برطانیہ نے کیا کہا؟: امریکی محکمہ خارجہ کے ترجمان میتھیو ملر نے کہا ہے کہ ''انڈین حکومت نے کینیڈا سے کہا تھا کہ وہ انڈیا میں اپنے سفارتکاروں کی موجودگی کو کم کرے، اس کی درخواست پر کینیڈا نے سفارتکاروں کو واپس بلا لیا ہے، ہمیں انڈیا سے کینیڈین سفارتکاروں کی واپسی پر تشویش ہے''۔

امریکہ نے کہا کہ وہ کینیڈا کی طرف سے انڈیا پر لگائے گئے الزامات پر سنجیدہ ہے، وزارت خارجہ نے اپنے بیان میں کہا کہ ''باہمی اختلافات کو دور کرنے کے لیے سفارتکاروں کا موجود رہنا انتہائی ضروری ہے، ہم نے انڈین حکومت سے کہا ہے کہ اسے اس خیال پر قائم نہیں رہنا چاہیے کہ کینیڈا کو انڈیا میں اپنے سفارتکاروں کی موجودگی کو کم کرنا چاہیے، انڈیا کو اس معاملے میں کینیڈا کی تحقیقات میں تعاون کرنا چاہیے، ہمیں امید ہے کہ انڈیا سفارتی تعلقات پر 1961 کے ویانا کنونشن کی پاسداری کرے گا اور وہ سہولیات اور سفارتی استثنٰی فراہم کرے گا جس کے کینیڈا کے سفارتی مشن کے ممبران حقدار ہیں''۔

اس حوالے سے برطانیہ کی وزارت خارجہ نے بھی ایک بیان جاری کیا ہے، برطانوی وزارت کا بیان کسی حد تک امریکی بیان سے ملتا جلتا ہے، برطانیہ نے کہا ہے کہ ''باہمی اختلافات کو دور کرنے کے لیے ضروری ہے کہ دونوں ممالک کے دارالحکومتوں میں سفارتکار موجود رہیں اور دونوں کے درمیان بات چیت جاری رہنی چاہئے، ہم انڈین حکومت کے اس فیصلے سے اتفاق نہیں کرتے جس کی وجہ سے بہت سے کینیڈین سفارتکاروں کو انڈیا چھوڑنا پڑا ہے، ہم امید کرتے ہیں کہ دونوں فریق 1961 کے ویانا کنونشن برائے سفارتی تعلقات کے تحت اپنے وعدوں کی پاسداری کریں گے، برطانیہ نے کہا ہے کہ ''ہم انڈیا کو ہردیپ سنگھ نجر کے قتل کی آزادانہ تحقیقات میں کینیڈا کے ساتھ رابطے میں رہنے کی ترغیب دیتے رہیں گے''۔

بین الاقوامی قوانین کی خلاف ورزی: انڈیا کے اس قدم کے بعد وزیراعظم جسٹن ٹروڈو نے انڈیا پر شدید تنقید کی، انھوں نے کہا کہ اس سے کینیڈا میں تعلیم حاصل کرنے والے انڈین طلبا کے لیے مسائل پیدا ہوں گے اور انھیں سفر اور کاروبار سے متعلق معاملات میں بھی مسائل کا سامنا کرنا پڑے گا، ایک ٹیلی ویژن پیغام میں انھوں نے کہا کہ ''انڈین حکومت نے کینیڈا اور انڈیا میں رہنے والے کروڑوں لوگوں کی زندگی کو غیر معمولی طور پر مشکل بنا دیا ہے''، انھوں نے اسے سفارتکاری کے بنیادی اصولوں اور ویانا معاہدے کی خلاف ورزی قرار دیا اور کہا کہ انڈیا بین الاقوامی سفارتکاری کے انتہائی بنیادی اصول کی خلاف ورزی کرتے ہوئے ایسا کر رہا ہے، خبر رساں ادارے اے ایف پی کے مطابق انھوں نے کہا کہ مجھے کینیڈا میں رہنے والے ان لاکھوں لوگوں کی خوشی اور بھلائی کی فکر ہے جن کی جڑیں برصغیر سے جڑی ہوئی ہیں، قبل ازیں کینیڈا کی وزیر خارجہ میلونی جولی نے 41 کینیڈین سفارتکاروں کے انڈیا چھوڑنے کی اطلاع دی تھی، انھوں نے کہا تھا کہ انڈیا نے کہا تھا کہ 21 سفارتکاروں کے علاوہ باقی تمام سفارتکاروں کی سفارتی سکیورٹی 20 اکتوبر تک ختم کر دی جائے گی، 21 سفارتکار اب بھی انڈیا میں ہیں، اس صورتحال کے باعث اب کینیڈا کو انڈیا میں اپنی خدمات کو محدود کرنا پڑے گا، انھوں نے بتایا کہ اس کی وجہ سے بنگلورو، ممبئی اور چندی گڑھ میں کچھ قونصل خانوں کا کام روکنا پڑے گا، اس کے جواب میں انڈین وزارت خارجہ نے ایک بیان جاری کرتے ہوئے کہا کہ انڈیا کسی بھی طرح ویانا کنونشن کی خلاف ورزی نہیں کر رہا ہے اور انڈیا میں کینیڈا کے سفارتکاروں کی تعداد ضرورت سے زیادہ ہے، انڈین وزارت خارجہ نے کہا کہ ''دوطرفہ تعلقات کے لحاظ سے انڈیا میں کینیڈین سفارتکاروں کی تعداد اور ملک کے اندرونی معاملات میں ان کی مسلسل مداخلت کی وجہ سے انڈیا اور کینیڈا میں سفارتکاروں کی موجودگی میں برابری کا ہونا ضروری تھا'' ویانا کنونشن کے آرٹیکل 11.1 کا حوالہ دیتے ہوئے وزارت خارجہ نے کہا کہ سفارتکاروں کی تعداد میں برابری کا یہ مطالبہ معاہدے کے مطابق ہے۔

معاملہ کیا ہے؟: 18/جون کو علیحدگی پسند رہنما ہردیپ سنگھ نجر کو کینیڈا میں قتل کر دیا گیا تھا، اس قتل کے تین ماہ بعد 18 ستمبر کو کینیڈا کے وزیراعظم جسٹن ٹروڈو نے پارلیمنٹ میں کہا کہ کینیڈین ایجنسیوں نے تصدیق کی ہے کہ کینیڈا کی سرزمین پر ایک کینیڈین شہری کے قتل کے پیچھے انڈین حکومت کا ہاتھ ہو سکتا ہے، اس تقریر کے فوراً بعد کینیڈا نے انڈیا کے اعلیٰ سفارتکار کو ملک بدر کر دیا، جس کے بعد دونوں ممالک کے تعلقات کشیدہ ہونے لگے، جوابی کارروائی میں انڈیا نے بھی کینیڈا کے اعلیٰ سفارتکار کو پانچ دن کے اندر انڈیا چھوڑنے کا حکم دیا، اس کے علاوہ، کینیڈا میں انڈین سفارت خانے نے ویزا خدمات بند کر دیں، انڈیا نے کینیڈا کے الزامات کی تردید کرتے ہوئے کہا کہ اس قتل کیس میں کینیڈا کے ساتھ اس معاملات کو دیکھنے کے لیے تیار ہے، دو ہفتے قبل انڈیا نے سفارتکاروں کی تعداد میں برابری کا مطالبہ کرتے ہوئے کینیڈا سے کہا تھا کہ وہ دہلی میں اپنے ہائی کمیشن سے درجنوں ملازمین کو واپس بلائے، بصورت دیگر انھیں دیا گیا سفارتی استثنٰی واپس لے لیا جائے گا، غیر ملکی سفارتکاروں کو دی جانے والی مراعات کو سفارتی استثنٰی کہا جاتا ہے جس میں مقامی ملکی قوانین سے استثنٰی بھی شامل ہے، اس کے بعد کینیڈا نے بتایا کہ کینیڈا کے 41 سفارتکار اور ان کے اہل خانہ انڈیا چھوڑ چکے ہیں، کینیڈا کے تعلیمی اداروں میں غیر ملکی طلبا کی سب سے زیادہ تعداد انڈیا سے ہے اور انڈین طلبا کے پاس کینیڈا کے جاری کردہ 40 فیصد سٹڈی پرمٹ ہیں۔ (بحوالہ بی بی سی اردو)

Scanned with CamScanner

ہندوستان اور مسلمانوں کا مستقبل

محمد فداء المصطفیٰ گیاویؔ

ہندوستان جیسی سرسبز و شاداب سرزمین میں جہاں بے شمار ثقافتیں، زبانیں اور عقائد آپس میں ملتے ہیں، مسلم کمیونٹی ملکی تاریخ کے تانے بانے میں ایک اٹوٹ دھاگے کے طور پر کھڑی رہتی ہے۔ ہندوستان میں مسلمانوں کا بیانیہ لچک، تخلیقی صلاحیتوں اور فرقہ وارانہ ہم آہنگی سے منسوب ہے۔ جیسا کہ ہم ایک نئے دور کی دہلیز پر کھڑے ہیں، یہ ضروری ہے کہ آگے بڑھنے کے لیے ایک ایسا نصاب ترتیب دیا جائے جو مسلم کمیونٹی کو بااختیار بنائے، شمولیت، سماجی و اقتصادی ترقی اور بین المذاہب افہام و تفہیم کو فروغ دے۔ تعلیم کو ترجیح دے کر، سماجی و اقتصادی تفاوتوں کو دور کر کے، ثقافتی انضمام کو فروغ دے کر اور سیاسی مشغولیت کو تقویت دے کر ملکِ ہندوستان اپنے مسلم شہریوں کے لیے زیادہ مساوی اور ہم آہنگ مستقبل کی طرف ایک راستہ روشن کر سکتا ہے۔ میرے نظریے کے مطابق پورے ہندوستان میں مسلمانوں کی حالت بدلنے کے لیے پانچ مراحل عمل میں لائے جا سکتے ہیں۔

1): **تعلیم کے ذریعے تمام تر مسلمانوں کو بااختیار بنانا:** تعلیم کو طویل عرصے سے ترقی اور بااختیار بنانے کا سنگ بنیاد تسلیم کیا جاتا رہا ہے۔ مسلم کمیونٹی کو آگے بڑھانے کے لیے، خاص طور پر پسماندہ علاقوں میں تعلیمی مواقع کو بڑھانے کے لیے ٹھوس کوششیں کی جانی چاہیے۔ ایسے تعلیمی اداروں کے قیام سے جو جدید تعلیم کو روایتی اقدار سے ہم آہنگ کرتے ہیں، مسلمان اپنے آپ کو تیزی سے ترقی کرتی ہوئی دنیا میں ترقی کی منازل طے کرنے کے لیے درکار مہارتوں اور علم سے آراستہ کر سکتے ہیں۔ اسکالرشپ پروگرام اور رہنمائی کے اقدامات اس خلا کو پر کر سکتے ہیں اور اس بات کو یقینی بنا سکتے ہیں کہ مالی رکاوٹیں فکری ترقی میں رکاوٹ نہ بنیں۔ تعلیم پر توجہ نہ صرف افراد کو ترقی دیتی ہے بلکہ قوم کی اجتماعی ترقی میں بھی حصہ ڈالتی ہے۔ اور تعلیم کے ذریعے مسلمانوں کو بااختیار بنانے میں کچھ اہم اقدامات عمل میں باآسانی لائے جا سکتے ہیں جیسے: ☆ سیکھنے اور سکھانے کے ذریعے بااختیار بنانا: تعلیم ہندوستانی مسلمانوں کے لیے راہیں روشن کرتی ہے۔ یہ ذاتی اور اجتماعی ترقی، بیانئے کو نئی شکل دینے اور بااختیار بنانے کا وعدہ کرتا ہے۔ یہ سفر لچک اور خواہش کی عکاسی کرتا ہے۔ تعلیم میں سرمایہ کاری تاریخی تفاوت کو ختم کرتی ہے، مساوات اور روشن خیالی کو فروغ دیتی ہے۔ مسلمان دانشورانہ صلاحیتوں کو کھول کر قوم کے لیے متحرک طور پر اپنا حصہ ڈالتے ہیں۔ ☆ مساوی رسائی، ڈیجیٹل خواندگی، اور شناخت: معیاری تعلیم رکاوٹوں کو عبور کرتی ہے۔ وظائف کامیابی کے لیے پسماندہ افراد تک رسائی کے آلات کی مدد کرتے ہیں۔ جدیدیت کو روایت کے ساتھ ملانے والے ادارے شناخت اور ہنر کو پروان چڑھاتے ہیں۔ ڈیجیٹل خواندگی کے اقدامات مسلمانوں کو ورچوئل دائرے میں بااختیار بناتے ہیں، تقسیم اور تفاوت کو ختم کرتے ہیں اور آسانی کے دروازے کھولتے ہیں۔ ☆ افہام و تفہیم اور اقتصادی ترقی کو فروغ دینا: تعلیم دقیانوسی تصورات کو توڑتی ہے، ہمدردی کو فروغ دیتی ہے۔ متنوع ساتھیوں کو شامل کرنے والے مسلمان طلباء، سماجی ہم آہنگی کو بڑھاتے ہیں۔ افزودہ نصاب رواداری سکھاتا ہے، شہریوں کو متنوع معاشروں کے لیے تیار کرتا ہے۔ اور معاشی بااختیاریت تعلیم کے بعد آتی ہے، کیونکہ پیشہ ورانہ تربیت نوجوانوں کو مستقبل کے لیے لیس کرتی ہے۔ انٹرپرینیورشپ خاندانوں اور برادریوں کو ترقی دیتی ہے۔ ☆ رہنمائی اور باہمی تعاون: سرپرست طلباء کی رہنمائی کرتے ہیں، تعلیم کی صلاحیت کو مجسم بناتے ہیں۔ سرپرستی کے پروگراموں کا قیام نوجوانوں کو کامیابی کی کہانیوں سے جوڑتا ہے۔ تعلیم کے ذریعے بااختیار بنانا محض ایک جملہ نہیں ہے بلکہ ایک جزء لاینفک ہے۔ یہ افراد، برادریوں اور معاشرے کی تشکیل کرتا ہے۔ اداروں، حکومت اور کمیونٹی کے درمیان تعاون ہندوستانی مسلمانوں کے لیے ایک تبدیلی کی تعلیمی قوت کو یقینی بناتا ہے، ہندوستان میں مسلم معاشرے کے لیے "تعلیم کے ذریعے بااختیار بنانا" محض ایک فقرہ نہیں ہے۔ یہ ایک متحرک قوت ہے جو افراد اور برادریوں کو خود کی دریافت، سماجی و اقتصادی ترقی اور بامعنی شراکت کی طرف بڑھاتی ہے۔ آگے بڑھنے کا راستہ، حکومت، تعلیمی اداروں اور خود کمیونٹی سے باہمی تعاون کا مطالبہ کرتا ہے تاکہ اس بات کو یقینی بنایا جا سکے کہ تعلیم ایک تبدیلی کی قوت بن جائے جو ہندوستان میں مسلمانوں کی تقدیر کو تشکیل دیتی ہے۔ جیسا کہ وہ تعلیم کے مواقع کو اپناتے ہیں، ہندوستان میں مسلمان ترقی یافتہ اور بااختیار بنانے کی داستان لکھ سکتے ہیں جو نسل در نسل گونجتی ہے۔

2): **سماجی و اقتصادی تفاوت کو ختم کرنا:** سماجی و اقتصادی تفاوت نے مسلم کمیونٹی کی ترقی کے لیے بڑی دشواریاں اور پریشانیاں پیدا کی ہیں۔ آگے بڑھنے کے لیے ان عدم مساوات کو دور کرنے کے لیے ایک جامع حکمت عملی کی ضرورت ہے۔ حکومتی پالیسیاں جن کا مقصد ہنرمندی، پیشہ ورانہ تربیت، اور انٹرپرینیورشپ ہے، معاشی آزادی کی راہیں کھول سکتی ہیں۔ مالیاتی ادارے قابل رسائی قرضہ فراہم کرنے کے لیے تعاون کر سکتے ہیں، جس سے مسلم کاروباریوں کو پھلنے پھولنے کی ترغیب دی جا سکتی ہے۔ کارپوریٹ انڈیا، بدلے میں، ایک جامع افرادی قوت کو اپنا کر، مساوی نمائندگی کو فروغ دے کر، اور کام کی جگہ کا ایک ایسا کلچر بنا کر جو مختلف روایات کا احترام کرتا ہو تنوع کو فروغ دے سکتا ہے۔ اقتصادی بااختیاریت انفرادی فوائد سے بالاتر ہے، جس کے نتیجے میں ایک مضبوط اور زیادہ مضبوط قومی معیشت بنتی ہے۔ سماجی و اقتصادی تفاوت کو ختم کرنے میں کچھ چیزوں کو سمجھنے کی ضرورت ہے جیسے: ☆ سماجی و اقتصادی تقسیم کو ختم کرنا: سماجی و اقتصادی تفاوت ہندوستان کی مسلم کمیونٹی کی صلاحیت میں رکاوٹ ہے۔ آگے کے راستے میں ان عدم مساوات پر قابو پانا اور پس منظر سے قطع نظر سب کے لیے مواقع تک مساوی رسائی کو یقینی بنانا شامل ہے۔ ☆ صلاحیت کا صحیح استعمال اور انٹرپرینیورشپ: ہنرمندی کی نشوونما اور انٹرپرینیورشپ کو عمل میں لانا بہت ضروری ہے۔ تیار کردہ پروگرام مسلمانوں کو جاب مارکیٹ کے لیے تیار کرتا ہے جو ملازمت کی حفاظت اور کاروبار کے مواقع پیش کرتا ہے۔ مالیاتی اداروں، حکومت اور کمیونٹیز کے درمیان تعاون معاشی رکاوٹوں کو ختم کرتا ہے، جس سے مائیکرو بزنسز کو پھلنے پھولنے کا موقع ملتا ہے۔ ☆ کارپوریٹ تنوع اور تعلیم: کارپوریٹ انڈیا افرادی قوت کے تنوع اور شفاف ترقیوں کو اپنا کر اپنا حصہ ڈال سکتا ہے۔ رہنمائی مسلمانوں کو پیشہ ورانہ طور پر آگے بڑھنے میں مدد کرتی ہے۔ تعلیم میں مثبت اقدام پسماندہ طلبا کو برابری کا میدان فراہم کرتا ہے۔ معیاری تعلیم غربت کے چکر کو توڑتی ہے۔ ☆ ہاؤسنگ، انفراسٹرکچر، اور کمیونٹی کے اقدامات: سستی رہائش اور بہتر انفراسٹرکچر سماجی و اقتصادی ترقی کے لیے کلیدی حیثیت رکھتے ہیں۔ پیشہ ورانہ مراکز، کیریئر کاؤنسلنگ، اور مالیاتی خواندگی کی ورکشاپس افراد کو بااختیار بناتے ہیں۔ باہمی تعاون کا کلچر پوری کمیونٹی کو ترقی دیتا ہے۔ ☆ بااختیار بنانے کے لیے جامع نقطہ نظر: ہندوستان کے مسلمانوں کو بااختیار بنانے کے لیے ایک جامع نقطہ نظر کی ضرورت ہے۔ انٹرپرینیورشپ کو فروغ دینا، مالی رکاوٹوں کو دور کرنا، تنوع کو فروغ دینا، تعلیم میں سرمایہ کاری کرنا، اور حالات زندگی کو بہتر بنانا ایک سے زیادہ مساوی معاشرے کی طرف لے جاتا ہے۔ یہ تبدیلی بااختیار بنانے اور مشترکہ پیش رفت کو ظاہر کرتی ہے۔

3): **بین المذاہب تفہیم کو فروغ دینا:** ہندوستان کے ثقافتی مراکز میں اس کے عقائد کی بھرپور ٹیپسٹری ہے۔ آگے بڑھنے کے لیے، مسلمان بین المذاہب مکالمے کی پرورش میں رہنمائی کر سکتے ہیں جو افہام و تفہیم، ہم آہنگی اور بقائے باہمی کو فروغ دیتا ہے۔ کراس فیتھ سیمینارز (Cross faith seminars)، ثقافتی تبادلوں اور فرقہ وارانہ تقریبات کے انعقاد سے، مسلمان ایسی گفتگو شروع کر سکتے ہیں جو ترقی کا جشن مناتے ہیں اور مشترکہ اقدار پر زور دیتے ہیں۔ ان تعاملات کے ذریعے مذہبی غلط فہمیوں کو دور کیا جا سکتا ہے، ہمدردی اور اتحاد کے رشتے کو قائم کیا جا سکتا ہے۔ بین المذاہب ہم آہنگی سے جڑا معاشرہ مشکلات کا مقابلہ کرنے اور اپنی صلاحیتوں کا ادراک کرنے کے لیے بہتر طور پر لیس ہوتا ہے۔ بین المذاہب افہام و تفہیم کو فروغ دینے میں کچھ چیزوں کو سمجھنے کی ضرورت ہے جیسے: ☆ ہندوستان میں بین المذاہب اتحاد: ہندوستان میں اتحاد کے لیے بین المذاہب تفہیم ضروری ہے۔ مسلم کمیونٹی مذہبی رکاوٹوں سے بالاتر ہو کر ہمدردی اور احترام کو فروغ دے کر رہنمائی کر سکتی ہے۔ ☆ مکالمہ اور ہمدردی: مکالمے کے پلیٹ فارم بنانا کلیدی حیثیت رکھتا ہے۔ کراس فیتھ سیمینارز (Cross faith seminars)، ورکشاپس، اور تبادلے مشترکہ اقدار کو اجاگر کرتے ہیں اور دقیانوسی تصورات کو توڑتے ہیں، متنوع تجربات کو انسان سمجھتے بھی ہیں۔ ☆ مستند عقیدہ پھیلانا: مستند اسلامی عقائد پیش کرنا غلط فہمیوں کو دور کرتا ہے۔ عوامی مباحثے اور تعلیم ایک باخبر معاشرہ تشکیل دیتے ہیں جو مذاہب کے درمیان مشترکہ عقائد کو تسلیم کرتا ہے۔ ☆ ثقافتی مشغولیت اور میڈیا: مسلمان تہواروں اور میڈیا کے ذریعے مشغول ہو سکتے ہیں۔ اسلامی تقریبات کے دوران کھلے گھر روایات کے بارے میں بصیرت فراہم کرتے ہیں۔ لٹریچر اور سوشل میڈیا کا فائدہ اٹھاتے ہوئے متنوع بیانیے کا اشتراک، تفہیم کو فروغ دینا۔ ☆ تعاون اور اتحاد: عقیدے پر مبنی تنظیموں کے ساتھ مشترکہ اقدامات میں فعال شمولیت سماجی چیلنجوں سے نمٹنے کے لیے باہمی تعاون کی کوششیں مذہبی خطوط سے بالاتر ہوتی ہیں، اتحاد کی صلاحیت پر زور دیتی ہیں۔ ☆ بین المذاہب افہام و تفہیم کے ذریعے تکثیریت کو فروغ دینا: ہندوستانی مسلمانوں کے لیے، بین المذاہب افہام و تفہیم کو فروغ دینا ملک کے رونق کو بڑھاتا ہے۔ مکالمہ، غلط فہمیوں کو دور کرنا، بین العقیدہ واقعات، میڈیا، اور مشترکہ اقدامات جامعیت، ہم آہنگی اور مشترکہ اقدار کو فروغ دیتے ہیں۔ یہ راستہ ایک تھوڑا مشکل ہے لیکن اس کے ذریعے پرامن ہندوستان میں تعاون کرتے ہوئے اتحاد کو مضبوط کیا جا سکتا ہے۔

4): **سیاسی مشغولیت اور نمائندگی:** سیاسی نمائندگی اس بات کو یقینی بنانے کے لیے بہت ضروری ہے کہ مسلم کمیونٹی کی امنگوں اور خدشات کو مناسب طریقے سے آواز دی جائے اور ان کا ازالہ کیا جائے۔ سیاسی عمل میں فعال شمولیت پالیسی میں تبدیلیوں کا باعث بن سکتی ہے جو کمیونٹی کے مفادات کی عکاسی کرتی ہے۔ مسلمانوں کو فیصلہ سازی کے عمل پر بامعنی اثر ڈالنے کے لیے مقامی سے لے کر قومی تک حکمرانی کی تمام سطحوں پر مشغول ہونے کی کوشش کرنی چاہیے۔ جمہوری طریقوں میں حصہ لے کر، مسلمان زیادہ جامع اور مساوی معاشرے کی تشکیل میں اپنا حصہ ڈال سکتے ہیں۔ سیاسی مصروفیت اور نمائندگی میں سمجھنے کے لیے کچھ چیزوں کا جاننا بہت ضروری ہے جیسے: ☆ مسلمانوں کی تشکیل جمہوریت: سیاسی مصروفیت، ہندوستانی مسلمانوں کو پالیسیوں اور جمہوریت کی شمولیت پر اثر انداز ہونے کا اختیار دیتی ہے۔ فعال شرکت حقوق، خواہشات اور مساوات کو یقینی بناتی ہے۔ ☆ ووٹنگ کی طاقت اور نمائندگی: ووٹ ڈالنا مسلمانوں کو پالیسی سازوں سے جوڑتا ہے جو ان کے خدشات کو دور کرتے ہیں۔ سیاسی دفتر کی تلاش براہ راست آواز، متنوع نمائندگی، اور تنوع میں اتحاد فراہم کرتی ہے۔ ☆ آواز اور وکالت کا معیار: مسلم رہنما مکالمے، اتحاد اور پالیسی انضمام کو فروغ دیتے ہیں۔ وکالت کے گروپ تعلیم، روزگار، اور مذہبی آزادی پر اثرات کو بڑھاتے ہیں، تبدیلی کو متحرک کرتے ہیں۔ ☆ جامع مستقبل کے معمار: سیاسی مصروفیت مسلمانوں کو اپنی تقدیر کی تشکیل کے لیے طاقت دیتی ہے۔ ایک منصفانہ معاشرہ تشکیل دینا اقلیتوں کے حقوق کا تحفظ کرتا ہے اور متحرک کمیونٹی انضمام کو فروغ دیتا ہے۔ ☆ مسلمان معمار جمہوریت: ہندوستانی مسلمانوں کے لیے مشغولیت اور نمائندگی بہت ضروری ہے۔ ان کی آوازیں جمہوریت کی بنیاد کو متاثر کرتی ہیں، جس سے ایک جامع اور مساوی ہندوستان کی تشکیل ہوتی ہے۔

5) **میڈیا اور آرٹس کی طاقت کا استعمال:** جدید دور میں میڈیا فنون بیانات اور تاثرات کی تشکیل میں کافی اثر و رسوخ رکھتے ہیں۔ ہندوستان کے مسلمان اپنی آواز کو بلند کرنے اور اپنے شاندار ثقافتی ورثے کو پیش کرنے کے لیے اس طاقت کو بروئے کار لا سکتے ہیں۔ ادب اور بصری فنون ثقافتی اظہار اور تعلیم کے لیے طاقتور ہتھیار ہو سکتے ہیں۔ مستند کہانیوں کا اشتراک کر کے جو مسلم زندگی کی رونق کو نمایاں کرتی ہیں، یہ ذرائع دقیانوسی تصورات کو چیلنج کر سکتے ہیں، افہام و تفہیم کو فروغ دے سکتے ہیں اور کمیونٹیز کے درمیان مضبوط رابطہ بنا سکتے ہیں۔ فنکارانہ اظہار کے ذریعے ثقافتی انضمام ایک زیادہ ہمدرد اور باہم جڑے ہوئے معاشرے کی تعمیر کی طرف ایک قدم ہے، یہ اقدام ہندوستان کے مسلم ورثے کے لیے دلچسپی اور تعریف کو دوبارہ زندہ کرنے کے لیے میڈیا اور فنون کے بااثر ذرائع سے فائدہ اٹھاتا ہے۔ دلکش بصری کہانی سنانے، انٹرایکٹو ورکشاپس (Interactice workshope)، اور فنکارانہ تعاون کے ذریعے، اس پروجیکٹ کا مقصد تاریخی اور ثقافتی اہمیت کو زندہ کرنا ہے۔ پیچیدہ کاریگری اور ثقافتی قدر جدید موافقت کو ظاہر کرتے ہوئے، یہ کوشش ایک ایسا متحرک پلیٹ فارم بنانے کی کوشش کرتی ہے جو کاریگروں، فنکاروں اور سامعین کو جوڑتا ہے، اور تانے بانے کی اس لازوال روایت میں نئی جان ڈالتا ہے۔

نتیجہ: ہندوستان میں مسلمانوں کے لیے آگے کا راستہ وہ ہے جس کے لیے اجتماعی کوشش، سمجھ بوجھ اور عزم کی ضرورت ہے۔ تعلیم کو ترجیح دینے، سماجی و اقتصادی تفاوتوں کو دور کرنے، بین المذاہب افہام و تفہیم کو فروغ دینے، سیاست میں مشغول ہونے اور فنون لطیفہ سے فائدہ اٹھانے کے ذریعے مسلم کمیونٹی ہندوستان کے جامع مستقبل کی تشکیل میں اہم کردار ادا کر سکتی ہے۔ آگے بڑھنے کا راستہ، آپسی تعاون، مشترکہ اقدار کے عزم اور ایک ایسی قوم کے وژن کے ذریعے نشان زد ہے جہاں ہر فرد چاہے اس کا عقیدہ کچھ بھی ہو، ترقی کی منازل طے کرتا ہے۔ جیسے ہی ایک ڈیموکریٹک اور سیکولر ہندوستان پر سورج طلوع ہوتا ہے، یہ ایک ایسے راستے کو روشن کرتا ہے جو مسلمانوں کو ملک کی ترقی میں فعال طور پر حصہ ڈالنے کا اشارہ کرتا ہے، اور اس کی ٹیپسٹری (Tapestry) کو ان کی منفرد اور انمول شراکت سے مالا مال کرتا ہے، ہم سب کو مل کر اپنی زندگی کے لئے کچھ نہ کچھ اقدامات میں عمل میں لانے کی اشد ضرورت ہے۔

Scanned with CamScanner

سادگی اور سادہ طرزِ زندگی

مفتی محمد نعیم

آج ہر طرف سامان دنیا کی ریل پیل ہے، ہر کوئی عیش کوشی کا متمنی، ہر ایک دنیوی زندگی سے زیادہ سے زیادہ استفادے کا خواہش مند، ہر شخص ساماں عیش وعشرت کا طلبگار، ہر کوئی دنیاوی آسائش میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کا خواہاں، امیر ہو کہ غریب ہر فرد اسی فکر میں مست اور مگن ہے کہ کیسے اسباب دنیا وسیع ہوں؟ نیز کیسے اس کی زندگی مادی وسائل کے اعتبار سے معیاری ومثالی بنے۔ اسی فکر دنیا میں عمر عزیز کٹ رہی ہے، اور ہم دن بہ دن جہانِ آخرت کے قریب تر ہو رہے ہیں، حالانکہ ایک مسلمان ہونے کے ناطے ہم پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ اسباب عیش وعشرت اختیار کرنے میں اپنے آقا سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے طرز عمل کو جانیں، اسوہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنانے کی کوشش کریں کہ کیسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسباب و وسائل کی وسعت پر قادر ہوتے ہوئے دنیوی عیش وعشرت سے اعراض کیا، بقدر زیست دنیا کا مال ومتاع استعمال کر کے اہل دنیا کے لئے انمٹ نقوش ثبت کر دیئے، جن میں اہل دنیا کے لئے راہ عمل ہے کہ جسے اپنا کر ایک مسلمان اپنی اخروی زندگی سدھار سکتا ہے۔ آج اگر ہم اپنے اردگرد لوگوں کا اور بحیثیت مجموعی اپنے معاشرے اور ماحول کا جائزہ لیں تو پتا چلاتا ہے کہ مال ومتاع اور جاہ وحشم کی حرص و ہوس نے فرد اور معاشرے کو بے اطمینانی اور بے سکونی کے اس عذاب میں مبتلا کر دیا ہے، جہاں کسی کو طمانیت، امن و عافیت، صبر وقرار اور سکون میسر نہیں۔ خواہشات کی غلامی اور حرص و ہوس نے تمام آسائشوں اور مادی وسائل کی دستیابی کے باوجود انسان سے ذہنی سکون اور قلبی اطمینان چھین لیا ہے۔ آج معاشرے میں ڈپریشن، بے اطمینانی اور مسائل کا انبار صرف اس لئے ہے کہ ہماری تمنائیں اور خواہشیں لامحدود ہوگئی ہیں۔ قناعت پسندی کا جذبہ مفقود ہے۔ عہدہ ومنصب اور مال ودولت کی حرص وہوس نے آدمی کو خواہشات کا غلام بنادیا ہے لیکن راحت اور سکون کوسوں دُور ہے۔ اس کی وجہ صرف اور صرف ایک ہے اور وہ ہے ''سادگی اور سادہ طرز زندگی'' سے گریز۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: دو بھوکے بھیڑیے جو بکریوں کے ریوڑ میں چھوڑ دیئے گئے ہوں، وہ ان بکریوں کو اتنا نقصان نہیں پہنچا سکتے، جتنا مال و جاہ کی حرص آدمی کے دین کو تباہ کرتی ہے۔ (ترمذی)

''سادہ طرز زندگی'' اسلام کا امتیاز اور بندہ مومن کا لازمی وصف ہے۔ ایک موقع پر رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''ایمان اور حرص ایک دل میں جمع نہیں ہو سکتے۔'' (سنن نسائی) دنیوی مال ومتاع کی خواہش، مال و جائیداد میں روز بروز اضافے کی تمنا اور سامان تعیش کی بکثرت فراہمی انسان کو خواہشات کا غلام بنا دیتی ہے۔ وہ حرص وہوس میں اندھا ہو جاتا ہے، یہی وہ مکروہ جذبہ ہے، جو انسان کی طبیعت میں کینہ، حسد اور بغض جیسی مکروہ صفات پیدا کرتا ہے۔ اسی بناء پر باہمی عداوت اور نفرت پیدا ہوتی ہے اور یہی وہ اسباب ہیں، جو اجتماعی طور پر معاشرے میں بے اطمینانی، بے سکونی اور بڑی حد تک بدامنی کا باعث بنتے ہیں۔ ایسی کیفیت میں آدمی دوسرے کے مال و جائیداد پر نگاہ رکھتا ہے اور چاہتا ہے کہ یہ سب کچھ یا تو اُسے مل جائے یا جو کچھ دوسرے کے پاس ہے، وہ سب کچھ اُس سے چھین جائے۔ ارشاد ربانی ہے: ''اور تم اس چیز کی تمنا نہ کیا کرو جس میں اللہ نے تم میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔'' (سورۃ النساء:۳۲)

معاشرے میں ایک دوسرے پر بڑائی کا اظہار کرنے، زیادہ سے زیادہ مال ومتاع حاصل کرنے، دولت و ثروت کے انبار لگانے، حرص وہوس اور بے جا تمناؤں کی تکمیل کا یہی وہ قابل مذمت عمل ہے، جو معاشرے میں بے اطمینانی، اعلیٰ انسانی اقدار اور مثالی تہذیبی اور اخلاقی روایات کے زوال کا باعث بنتا اور نفرت و عداوت کو پروان چڑھاتا ہے اور درحقیقت یہی وہ مکروہ جذبہ ہے، جو چوری، ڈکیتی قتل و غارت گری اور معاشرے میں دیگر جرائم کا سبب بنتا ہے، موجودہ دور میں انسانی سماج اور ہمارے معاشرے میں اضطراب، بے چینی، ڈپریشن اور مہلک بیماریوں کا بڑا سبب زیادہ سے زیادہ مال ودولت کی طلب اور حرص و ہوس کا وہ جذبہ ہے، جو انسان کو کسی پل اطمینان اور سکون سے نہیں رہنے دیتا۔ ہر وقت اس کے ذہن میں یہی سودا سمائے رہتا ہے کہ زیادہ سے زیادہ مال ودولت حاصل کرلوں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر فرمایا: ''حرص وطمع سے بچو کہ اس نے تم سے پہلوں کو برباد کیا، اسی نے انہیں آمادہ کیا کہ انہوں نے خون بہایا (قتل و غارت گری کی) اور حرام کو حلال سمجھا۔'' (صحیح مسلم) جب کہ ایک اور روایت ہے جس میں ارشاد فرمایا: ''حرص سے بچو، کیوں کہ اس نے اگلوں کو اس پر آمادہ کیا کہ اُنہوں نے (بے گناہوں کا) خون بہایا۔ اس نے انہیں اس بات پر آمادہ کیا کہ انہوں نے حرام کو حلال جانا۔'' (حاکم۔ المستدرک)

شیطان جن راستوں سے انسان کو غلط راہ پر ڈالتا اور گمراہی کی طرف لے جاتا ہے، ان میں حرص وہوس، بے جا تمناؤں اور خواہشات کی پیروی بھی شامل ہیں۔ قرآن کریم میں شیطان کا یہ انداز نقل کیا گیا: اور اس (شیطان) نے کہا تھا کہ میں تیرے بندوں سے ایک حصہ لے کر رہوں گا اور میں انہیں آرزوؤں اور تمناؤں میں اُلجھا کر رکھ دوں گا۔ (سورۃ النساء: 119) اللہ تعالیٰ نے بنی نوع آدم کو شیطان کے مکر وفریب سے ان الفاظ میں متنبہ کیا ہے: ''یہ شیطان انہیں (بنی نوع آدم کو) وعدوں کے سبز باغ دکھائے گا، انہیں تمناؤں اور آرزوؤں میں گرفتار کرے گا مگر شیطان کے یہ تمام وعدے دھوکے کے سوا کچھ نہیں۔'' (سورۃ النساء:۱۲۰)

اسلام سادگی اور سادہ طرز زندگی کا دین ہے۔ اسلامی ثقافت اور اسلامی طرز معاشرت میں سادگی اور سادہ طرزِ زندگی کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ اس حوالے سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جو اسوہ حسنہ ہمارے سامنے ہے، وہ یہ ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کھانے پینے، اوڑھنے، اٹھنے، بیٹھنے کسی چیز میں تکلف نہ تھا۔ کھانے میں جو سامنے آتا، تناول فرماتے، پہننے کو جو سادہ لباس مل جاتا، پہن لیتے۔ زمین پر، چٹائی پر فرش زمین پر جہاں جگہ ملتی، بیٹھ جاتے۔ (شمائل ترمذی، باب ما جاء فی تواضع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا فرماتے تھے کہ ''اے اللہ مجھے مسکینی کی حالت میں زندہ رکھ اور مسکینی کی حالت میں اُٹھا اور مسکینوں کے گروہ میں میرا حشر فرما۔ (ترمذی) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے میرے سامنے یہ بات رکھی کہ میرے لئے مکہ مکرمہ کے سنگ ریزوں کو سونا بنا دیا جائے، میں نے عرض کیا، پروردگار، میں یہ نہیں مانگتا، بلکہ یہ پسند کرتا ہوں کہ ایک دن پیٹ بھر کر کھاؤں اور ایک دن بھوکا رہوں، جب مجھے بھوک لگے تو آپ کو یاد کروں، اور آپ کے سامنے گڑگڑاؤں اور جب میرا پیٹ بھرے تو آپ کی حمد اور شکر ادا کروں''۔ (ترمذی)

حضرت ابن مسعودؓ بیان فرماتے ہیں، ایک دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی چٹائی پر آرام کیا جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک پر کچھ نشانات آگئے۔ ابن مسعودؓ سے رہا نہ گیا، وہ بول پڑے کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اجازت دیں تو میں نرم چٹائی بچھا دوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے لئے دنیا کی کیا ضرورت؟ میری اور دنیا کی مثال اس مسافر کی طرح ہے جو کسی منزل پر سفر کر رہا ہو، اس نے تھوڑی دیر کے لئے درخت کے سائے میں آرام کیا اور چل دیا۔ (مشکوۃ:۴۴۲) نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر کی کیفیت حضرت عائشہؓ یوں بیان فرماتی ہیں: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر چمڑے کا تھا، جس میں کھجور کے پتے بھر دیے جاتے تھے۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ نے ابو بردہؓ کو ایک موٹا سا جبہ اور ایک موٹا سا ازار نکال کر بتایا اور اس بات کی نشاندہی کر دی کہ یہی وہ دونوں کپڑے ہیں جن میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا سے پردہ فرما گئے۔ (الوفاء باحوال المصطفیٰ ۵۶۵۲) تکلفات سے احتراز کی بنیاد پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم عمدہ سے عمدہ لباس سے گریزاں تھے۔ ایک صحابیؓ نے ایک عمدہ لباس عطا کیا، جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ادا کی، اور نماز کے بعد فوراً اسے اتارا اور لوٹا دیا، دوسرا سادہ لباس زیب تن فرمایا اور ارشاد فرمایا: لے جاؤ، اس سے میری نماز میں خلل واقع ہوا۔ (الوفاء:۵۶۴)

ظاہری طور پر جسم انسانی کی بقاء کا ذریعہ غذا ہے، لیکن وہی غذا انسان کے لئے مفید ہے، جو اسے بندگی پر قائم رکھنے کا سبب بنے، اس لئے کہ مقصود اصلی اطاعت و بندگی ہے، جب مقصود اصلی سے صرف نظر کر کے غذا کے لئے دوڑ دھوپ ہوگی تو ظاہر ہے اس میں حرمت وحلت کے پہلو کو بھی نظر انداز کیا جائے گا، یہ غذا انسان کے لئے مفید ہونے کے بجائے مضر ہوگی، جس میں سادگی کے بجائے تنوعات وتکلفات شامل ہوں گی، جس میں فضول خرچی واسراف کی بہتات ہوگی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھانے میں انتہائی سادہ غذا اختیار کرتے تھے۔ اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کا بیان ہے کہ آلِ محمد، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والوں نے جو کی روٹی سے بھی دو دن متواتر پیٹ نہیں بھرا۔ یہاں تک کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا سے پردہ فرما گئے۔ (صحیح بخاری ومسلم)، حضرت عبداللہ ابن عباس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے طعام کی کیفیت کا تذکرہ اس طرح فرماتے ہیں: آپ صلی اللہ علیہ وسلم عموماً جو کی روٹی اور سرکہ استعمال کرتے۔ (الوفاء باحوال المصطفیٰ ۲/۵۹۸) اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا بھی فرماتے: اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ رِزْقَ آلِ مُحَمَّدٍ قُوْتًا۔ ''اے اللہ آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رزق کو بقدر زیست بنا۔ (مشکوۃ:۴۴۰)

سادہ طرز زندگی درحقیقت اسلام کا وہ پیغام ہے، جو انسان کی فلاح اور کامرانی کا ضامن ہے۔ اسلامی تعلیم یہ ہے کہ انسان کو زندہ رہنے اور اطمینان اور سکون سے زندگی بسر کرنے کے لئے جو کچھ میسر ہے، اُس پر قناعت کرنی چاہئے۔ اس لئے کہ جب انسان سادہ طرز زندگی کا راستہ چھوڑ دیتا ہے تو وہ حرص وہوس اور خواہشات کا غلام بن جاتا ہے۔ وہ بے جا تمناؤں کے نتیجے میں مزید کی جستجو اور زیادہ کی طلب میں اپنے آپ کو ہلکان کر بیٹھتا ہے۔ ''سورۃ التکاثر'' میں اللہ تعالیٰ نے اس حقیقت کو واضح فرمایا ہے کہ ''دنیوی مال و اسباب کی کثرت میں فخر نے تمہیں ہلاکت میں ڈال دیا، یہاں تک کہ تم قبر میں جا دیکھیں۔

بقیہ: موسم سرما کی دستک ....

اسی طرح موسم سرما کے روزے بغیر تعب اور مشقت کے رکھے جا سکتے ہیں اور یہ اس مال غنیمت کی مانند ہے جو بغیر جنگ کے ہاتھ آئے۔

دوسری عبادت جس کی طرف نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مومن کی توجہ دلائی ہے، وہ ہے نماز تہجد، تہجد کو قیام اللیل بھی کہا جاتا ہے، اس کی فضیلت قرآن وحدیث میں مختلف انداز سے آئی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہیں بطور خاص تہجد ادا کرنا چاہئے، کیوں کہ یہ تم سے پہلے صالحین کا طریقہ اور عادت تھی، یہ تمہارے لئے رب سے تقرب کا ذریعہ ہے، تمہاری برائیوں کو مٹانے والا اور گناہوں سے بچانے والا عمل ہے۔ (ترمذی) نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جنت میں ایسے شفاف کمرے ہیں جن کے اندر سے باہر کا اور باہر سے اندر کا نظارہ ہوتا ہے، یہ کمرے اللہ نے ان بندوں کے لئے تیار فرمائے ہیں، جو نرم لہجہ میں گفتگو کرتے ہیں، غریبوں کو کھانا کھلاتے ہیں، اکثر روزے رکھتے ہیں اور راتوں کو اٹھ کر تہجد کی نماز پڑھتے ہیں، جب کہ لوگ سو رہے ہوتے ہیں۔'' (ترمذی) امام شافعی رحمہ اللہ کا قول ہے کہ تہجد کے وقت کی دعا وہ تیر ہے جس کا نشانہ خطا ہی نہیں ہوتا۔

ہمارے بڑے بزرگ اس خاص عبادت کا بڑا اہتمام کرتے تھے اور اپنے رب سے راز ونیاز میں ہمہ تن گوش منہمک رہتے، یہاں تک کہ صبح صادق ہو جاتی؛ لیکن آج کل ہم نوجوانوں میں اس کے تئیں بڑی غفلت اور کوتاہی ہے، بلکہ نماز پنج گانہ کی پابندی سے بھی آزاد ہیں، تو سنن ونوافل کے اہتمام کا کیا پوچھنا؟ یہ صورت حال ہماری حرماں نصیبی کے سوا اور کچھ نہیں، کیوں کہ بے آہ سحر گاہی کچھ ہاتھ نہیں آتا۔ علامہ اقبال کی زبان میں کہہ لیجئے

عطار ہو، رومی ہو، رازی ہو، غزالی ہو
کچھ ہاتھ نہیں آتا، بے آہ سحر گاہی

Scanned with CamScanner

قوموں کی تعمیر و ترقی میں تعلیم کا کردار!

مولانا محمد قمر الزماں ندوی

انسان کے زندہ رہنے کے لئے کھانا، پانی اور ہوا یہ تینوں چیزیں ضروری اور لازمی ہیں۔اس کے بغیر ایک دو دن یا زیادہ سے زیادہ ایک آدھ ہفتہ تک انسان زندہ رہ سکتا ہے۔اس کے بعد زندہ رہنا تو ایک کرامت ہوگی۔تو جس قدر انسان کے زندہ رہنے کے لئے ان چیزوں (پانی۔خوارک اور ہوا) کا ہونا ضروری ہے۔اتنی ہی ضرورت انسان کے لئے تعلیم کی بھی ہے۔علم کے بغیر انسان کی شخصیت ناقص اور نامکمل ہے،اس کے بغیر انسان صحیح زندگی نہیں گزار سکتا۔ اپنے پیدا کرنے والے اور اپنے پیدا ہونے کے مقصد کو نہیں جان سکتا وہ خیر و شر اور صحیح اور غلط میں تمیز نہیں کر سکے گا۔ برصغیر کے ایک بلند پایہ عالم اور مفکر کی زبان سے نکلا یہ جملہ آج بھی حافظہ میں محفوظ ہے کہ انہوں فرمایا تھا کہ دنیا کی سب سے بڑی اور بری گالی یہ ہے کہ کسی کو یہ کہہ دیا جائے کہ تم جاہل ہو۔اس سے بڑھ کر کوئی گالی نہیں ہو سکتی۔اس کا مطلب یہ ہے کہ تمہارے اور جانور کے درمیان کوئی زیادہ فرق نہیں ہے۔جاہل اپنے جہل کی بنیاد پر کچھ بھی کر سکتا ہے کیونکہ اس کے اندر خیر و شر اور بھلے اور برے کی کوئی تمیز ہی نہیں ہوتی ہے۔

دنیا میں اسلام ہی وہ واحد مذہب ہے جس نے علم کو سب سے اعلیٰ اور ارفع مقام دیا اس کے دروازے کو سب کے لئے وا کیا۔اس کے لئے جتنی رکاوٹیں ہو سکتی تھیں سب کو دور کیا اور اس کے تصور کو اتنا وسیع اور عام کیا کہ ماں کی گود سے لحد تک اس کے سفر کو وسعت دی۔آپ غور کیجئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کس وقت اور کس ماحول میں ہوئی۔کون سی برائی اور بد عقیدگی اور ظلم و جہالت اور سفا کی و درندگی اس سماج اور معاشرہ میں نہیں پائی جاتی تھی اس زمانہ کو زمانہ جاہلیت کا نام ہی دیا گیا تھا۔بے حیائی اور بے شرمی کی انتہا یہ تھی کہ باپ کے مرنے کے بعد بڑا بیٹا ماں سے شادی کر لیتا اور سارے بھائی بہنوں کی وراثت پر قابض ہو جاتا۔بعض خاندان اور قبیلے بیٹی کی پیدائش کو منحوس سمجھتے اور پیدا ہوتے ہی اسے زندہ درگور کر دیتے۔کسی کو داماد بنانا وہ اپنے لئے عار و شرم سمجھتے تھے۔غرض ہر قسم کی برائی سے عرب معاشرہ جوجھ رہا تھا معمولی سی بات پر برسوں ان میں لڑائیاں چلتی۔

اس ماحول میں آخری نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں تشریف لائے اور چالیس سال کے کے بعد آپ کو نبوت و رسالت ملی اگر اس وقت کسی سلیم الفطرت انسان سے سوال کیا جاتا کہ بتاؤ تقریباً پانچ سو سال بعد زمین کا رشتہ آسمان سے جڑا ہے اور عرب سماج کی یہ حالت ہے شرک و کفر اور بد اخلاقی و بے حیائی کا یہ مرکز اور اڈہ بنا ہوا ہے بتاؤ اللہ کی طرف سے پہلا پیغام اور پہلی وحی نازل ہونے والی ہے وہ پیغام اور وحی کیا ہوگی پہلا حکم کیا ہوگا تو اس شخص کا جواب یہ ہوتا کہ اس پیغام میں کفر و شرک کی اور برائی و بے حیائی کی ظلم و تشدد کی مذمت ہوگی۔لیکن میرے بھائیو! ایسا نہیں ہوا اللہ تعالیٰ نے ایسا نہیں کیا بلکہ اس موقع پر جو سب سے پہلی آیت نازل ہوئی، جو پہلا پیغام آیا جو پہلی وحی اتری۔وہ لفظ اور پیغام تھا ''اقراء'' اے اللہ کے نبی! پڑھیے اس آیت کے اس اعجاز پر بھی غور کیجئے کہ اللہ تعالیٰ نے اس جملہ نما لفظ میں فاعل اور فعل کا تذکرہ کیا لیکن مفعول کا تذکرہ نہیں کیا۔یہ اشارہ اور دلیل ہے کہ انسان کو قرآن جو آخری الہامی اور آسمانی کتاب ہے اس کو تو پڑھنا ہی ہے اس کے علاوہ ہر اس علم کو سیکھنا بھی ضروری ہے جو انسانیت کے لئے نفع بخش ہے۔اگر اس جگہ مفعول کا ذکر کر دیا جاتا کہ صرف قرآن پڑھو تو وحی الٰہی کے علاوہ دیگر علوم و فنون کا پڑھنا ممنوع ہو جاتا۔

اسلام نے علم کا جو آفاقی تصور دیا اور اس کی وسعت کے دائرے کو جو مہد سے لحد تک عام کیا دنیا کے کسی مذہب نے علم کو یہ وسعت و ہمہ گیری نہیں دی۔بلکہ اس کے برعکس علم کو کسی خاص طبقہ اور برادری تک محدود رکھا اور دوسرے کو اس کے ارادہ اور کی طرف نیت کرنے سے بھی روکا دیا اور معلوم ہونے پر کہ فلاں برادری اور طبقہ کا بھی کوئی فرد علم حاصل کر رہا ہے ان کو سخت سے سخت سزائیں دی گئیں۔کیا دنیا کی کوئی قوم اور مذہب کے ماننے والے مسلمانوں سے اس موضوع پر آنکھ سے آنکھ ملا کر بات بھی کر سکتے ہیں؟ علم اسلام کا نقطہ آغاز ہے،اسلام نے اپنے سفر کا آغاز ہی علم اور روشنی سے کیا،اسلام نے علم کو جو اہمیت دی اس کو جو مقام دیا۔اس کے حصول پر جس قدر تاکید کی۔مرد و عورت ہر ایک کو جس طرح اس کے حاصل کرنے کا مکلف بنایا وہ محتاج بیان نہیں ہے۔دنیا کے تمام مذاہب میں اسلام ہی کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ اس نے علم اور جہل کے درمیان خط فاصل کھینچ کر صاف لفظوں میں سمجھا اور بتا دیا کہ اے نبی! کیا عالم اور جاہل برابر ہو سکتے ہیں؟ (الزمر آیت ۹) اسلام دنیا میں سراپا علم و آگہی بن کر آیا،اسی لئے مذہب اسلام پوری دنیا میں ایک ہمہ گیر انقلاب کا پیامبر کے ثابت ہوا۔حضرت آدم علیہ السلام کو سب سے پہلے خدائے وحدہ لاشریک نے زیور علم سے آراستہ کیا۔اور اسی علم و معرفت کی وجہ سے فرشتوں پر ان کو ترجیح و برتری دی۔دوسرے مذاہب نے علم کو زندگی دی دیگر ضرورتوں کی طرح محض ایک ضرورت قرار دیا مگر اسلام نے علم کو لازمہ حیات اور ضرورت زندگی قرار دیا۔اسلام کے نزدیک علم صرف شعور و آگہی اور ادراک کا نام نہیں بلکہ زندگی کے ان تمام تجربات،مشاہدات اور مدرکات کا نام ہے جو اللہ کی معرفت اور دونوں جہانوں کی سعادت کے حصول کا ذریعہ بنتے ہیں۔اور انسان میں جوہر خود شناسی پیدا کرتے ہیں۔

اسلام نے اپنے ماننے والوں کو قرآن مجید میں بظاہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے تاکید کی کہ علم کی زیادتی کے لئے اپنے رب سے دعا کرو اور یوں کہو کہ رب زدنی علما بار الہا! میرے علم میں اضافہ فرما۔ اور کسی چیز کی زیادتی کی دعا کے لئے نہیں کہا گیا کہ مال زیادہ دے دے۔زر و زن زمین زیادہ دے دے۔ عہدہ اور منصب میں خوب ترقی دے۔صرف علم کی زیادتی اور اضافہ کے لئے دعا پر زور دیا گیا۔ پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث مصنف ابن ابی شیبہ یا مصنف عبدالرزاق میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اپنے لئے سب سے نامبارک اور نامسعود دن وہ سمجھوں گا کہ پورا دن اور پوری رات گزر جائے اور میرے علم و معرفت میں کوئی اضافہ نہ ہو سکے۔مکہ مکرمہ میں اسلام کے آغاز وقت بھی آپ نے حصول علم اور تربیت کے لئے دار ارقم کو اس کے لئے خاص کیا۔محققین اور ماہرین نے لکھا ہے کہ یہ انتخاب ایک الہامی انتخاب تھا۔دار ارقم کا محل وقوع کچھ اس طرح تھا کہ وہ پہاڑ کے دامن میں تھا اس کی بناوٹ اور ہیئت کچھ اس طرح کی تھی کہ اندر کے لوگ باہر کے لوگوں کی نقل و حرکت سے واقف رہتے لیکن باہر کے لوگوں کا اندر کا کچھ علم نہ ہوتا اس مکان کا دروازہ بھی کچھ اسی انداز کا تھا۔یہی وجہ تھی کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے آنے کو جو اس وقت مسلمان نہیں ہوئے تھے ان کے اوٹ اور سوراخ سے دیکھ لیا تھا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع دی تھی،دار ارقم کے محل وقوع اور دعوت اسلام کے لئے اس کے پر مستقل کتابیں بھی لکھی گئی ہیں۔اور جب مکہ کا لٹا پٹا قافلہ مدینہ منورہ آیا تو یہاں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبادت گاہ یعنی مسجد کے ساتھ ایک مدرسہ کی بنیاد صفہ چبوترے کی شکل میں رکھی۔اور یہی چھوٹی سے جگہ سارے عرب کے مسلمانوں کی تعلیم و تربیت کا مرکز تھی اور خود آپ اس کے منتظم اور استاد تھے۔

اسلام میں علم کا درجہ اور مقام کیا ہے اس کا اندازہ جنگ بدر کے واقعہ سے لگایا جا سکتا ہے کہ اس غزوہ میں ستر اہل کفر قتل کئے گئے اور اتنے ہی مسلمانوں کے ہاتھ گرفتار کئے ہوئے اس وقت مسلمان سخت مالی و معاشی مشکلات میں گھرے تھے لیکن اس کے باوجود بعض روایت سے پتہ چلتا ہے کہ ان کا پہلا فدیہ یہ مقرر کیا گیا کہ جو لوگ پڑھنا لکھنا جانتے ہیں وہ دس مسلمانوں کو پڑھنا سکھا دیں۔آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اسوہ اور عمل ہمیں یہ پیغام دیتا ہے ہم مسلمانوں کو یہ درس دیتا ہے کہ ہمیں بھوکا رہنا پڑے رہ لیں۔دنیا کے اسباب راحت کم میسر ہو ٹھیک ہے۔ہماری کروٹیں فاقوں سے بے سکون ہوں چلے گا لیکن ہم ہر قیمت پر اپنی اولاد کو علم کے زیور سے آراستہ کریں ان کی تعلیم و تربیت کا بہتر سے بہتر اور اعلیٰ انتظام کریں۔اور ہم اپنی اولاد کے ساتھ ساتھ کسی بھی بچے کو تعلیم سے بے بہرہ نہ رہنے دیں۔یہ ہم سب کی ذمہ داری اور فرض منصبی ہے اس سے غفلت اور بے توجہی جرم اور گناہ ہے۔افسوس ہوتا ہے کہ قوم کے کتنے نونہال ہیں جن کی آنکھوں سے بلا کی دھاتیں ٹپکتی ہیں تعلیم و تربیت کا صحیح انتظام نہ ہونے کی وجہ سے،مالی دشواری کی وجہ سے اور ان کی دیکھ ریکھ اور توجہ نہ ہونے کی وجہ سے وہ بچے ہوٹلوں میں پلیٹیں صاف کر رہے وہ بچپن ہی میں بندھوا مزدور بنے ہوئے ہیں۔کیا ہم سمجھتے کہ کیا ہم اپنی غفلتوں کی وجہ سے عند اللہ ماخوذ نہیں ہوں گے یقیناً ہوں گے اللہ تعالیٰ ہمارا ضرور محاسبہ اور مواخذہ کریں گے۔خدا کرے ہم سب کو اس کا احساس ہو جائے۔

غرض قوموں کی تعمیر و ترقی اور عروج و بلندی میں سب سے زیادہ تعلیم ہی کا رول اور کردار ہے۔مذہب اسلام جو پوری دنیا میں پھیلا اور مذہب اسلام کو جو وسعت ہوئی اس میں سب سے زیادہ رول اور کردار تعلیم کا ہے صحابہ کرام علم میں گہرے تھے ان کی معلومات بہت ٹھوس تھی۔علم و معرفت کی بھٹی میں انہوں نے اپنے کو تپایا اور پھر جہاں بھی داعی اور مبلغ بن کر گئے پورے ملک میں انقلاب برپا کر دیا اور سارے لوگوں کی کایا پلٹ دی۔آج مسلمانوں کو پھر علم کے ہتھیار سے اپنے کو آراستہ کرنا ہوگا۔علم کے میدان میں دیگر قوموں سے سبقت کرنا ہوگا۔اور پوری نسل کو زیور تعلیم سے آراستہ کرنا ہوگا۔اس کے لئے معیاری دینی و عصری ادارے قائم کرنے ہوں گے۔مال و دولت کی اور اپنی صلاحیتوں کی قربانی دینی ہوگی۔پھر کسی سر سید اور قاسم نانوتوی کو کھڑا ہونا ہوگا۔

نعت پاک صلی اللہ علیہ وسلم

(نتیجۂ فکر: محمد جہانگیر تائبؔ باب نوروی ہارون نگر، پٹنہ (بہار)

نہ کہنہ مشق شاعر میں نہ غالب سا سخنور ہوں	مجھے ہے ناز قسمت پر کہ مداح پیمبر ہوں
میری فطرت میں شامل ہے ثناخوانی محمد ﷺ کی	یہی تریاق ہے اپنا کہ میں بیمار جاں بر ہوں
کوئی کیا خاک لوٹے گا میرے ایماں کی دولت کو	جو ہادئ دوعالم ہیں انہیں کے راستے پر ہوں
بڑی جامع شریعت آپ ﷺ نے مجھ کو عطا کی ہے	اسی باغ طریقت کی میں خوشبوئے گل تر ہوں
جھکی ہے اپنی گردن ہر گھڑی ان کی اطاعت میں	بحمد اللہ بصدق دل مطیع پاک رہبر ﷺ ہوں
مجھے باغ جناں کی لذتیں واللہ میسر ہیں	حضوری پاک روضے کی ہے اب میں زیر اخضر ہوں
لبھا سکتا نہیں ہے میرے دل کو تخت سلطانی	زمانہ جانتا ہے جن کے در کا میں گداگر ہوں
بچاؤں گا میں اپنی جان دے کر ان کی سنت کو	میرا اپنا کیا ہے ان کے ہی رحم وکرم پر ہوں
زمانے کو خلش ہے کہ یہ تائبؔ ان کا شیدا ہے	میں ایماں جب سے لایاں ہوں انہیں کی رہ گزر پر ہوں

Scanned with CamScanner

متکبر اور ظالم حکمرانوں کا انجام

ڈاکٹر سید فرحان غنی

ہر عہد میں کوئی نہ کوئی متکبر اور ظالم حکمراں گزرا ہے۔ تاریخ داں ان ظالموں کی داستاں لکھتے رہے ہیں اور لکھتے رہیں گے۔ انہیں متکبر اور ظالم حکمرانوں میں نمرود، فرعون، ہٹلر اور ہلاکو خان کا نام شامل ہے۔ نمرود شعار کا بادشاہ تھا۔ اس کا نام نمرود بن کنعان بن سام بن نوح تھا۔ نمرود بڑا جابر اور ظالم بادشاہ تھا۔ یہ لوگوں سے زبردستی اپنی پرستش کرواتا تھا۔ نمرود نے ایک رات خواب میں دیکھا کہ ایک ستارہ نکلا اور اس کی روشنی میں چاند سورج، ستارے وغیرہ سب بے نور ہو گئے۔ نجومیوں نے اس خواب کی تعبیر بتائی کہ ایک فرزند ایسا پیدا ہوگا جو تیری بادشاہت کو ختم کر دے گا۔ نمرود یہ سن کر بے حد پریشان ہوا۔ چنانچہ اس نے حکم دے دیا کہ میرے شہر میں جو بچہ پیدا ہو اسے قتل کر دیا جائے اور مرد عورتوں سے جدا رہیں۔ نمرود کے حکم کے مطابق ہزاروں بچے قتل کر دیئے گئے مگر اللہ بڑا کارساز ہے اسے تو نمرود کو اپنے انجام تک پہنچانا تھا۔ لہذا اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو پیدا کیا۔ نمرود کے خوف سے ان کی والدہ نے شہر سے دور پہاڑ کے ایک غار میں ان کو چھپا دیا اور چھپ کر ان کی والدہ روزانہ دودھ پلا دیا کرتی تھیں۔ مفسرین نے لکھا ہے کہ سات یا سترہ سال تک حضرت ابراہیم اسی غار میں پرورش پاتے رہے۔ نمرود خود کو خدا کہتا تھا اور خدا ہونے کا دعویٰ کرتا تھا۔ اُس دور کے نبی حضرت ابراہیم نے بھی نمرود کو خدا ماننے سے انکار کر دیا۔ چنانچہ نمرود نے انہیں آگ میں ڈالوا دیا لیکن اللہ کے حکم سے آگ ٹھنڈی ہو گئی اور وہ محفوظ رہے۔ نمرود کے خدائی دعوے اور سرکشی کا انجام یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے مچھروں کی فوج نمرود کے لشکر پر مسلط کر دیا، جس نے لشکر کے تمام افراد کا گوشت کھا لیا اور خون پی لیا، ان کی صرف ہڈیاں بچ گئیں۔ نمرود یہ ہولناک منظر دیکھتا رہا لیکن کچھ کر نہ سکا مچھر اتنے زیادہ تھے کہ سورج کی روشنی بھی دکھائی نہیں دے رہی تھی۔ اللہ کے حکم سے ایک مچھر نمرود کی ناک میں گھسا اور دماغ تک پہنچ کر نمرود کا دماغ کھانا شروع کر دیا۔ تکلیف کی شدت سے نمرود پاگل ہو گیا اور بالآخر ذلیل و رسوا ہو کر مر گیا۔ (ماخوذ: تفسیر خازن، جلد 1 ص (199) فرعون حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں مصر کا حکمراں تھا۔ فرعون بھی ظالم اور ربوبیت کا دعویٰ کرنے والا شخص تھا۔ سورۃ البقرہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ”یاد کرو وہ وقت جب ہم نے تم کو فرعونیوں کی غلامی سے نجات بخشی۔ انہوں نے تمہیں سخت عذاب میں مبتلا کر رکھا تھا، تمہارے لڑکوں کو ذبح کرتے تھے اور تمہاری لڑکیوں کو زندہ رہنے دیتے تھے اور اس حالت میں تمہارے رب کی طرف سے تمہاری بڑی آزمائش تھی“۔ (سورۃ البقرہ-49)۔ فرعون ایک متکبر، جابر اور ظالم حکمراں تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرعون کا مقابلہ کرنے کے لئے موسیٰ کو بھیجا۔ موسیٰ کو اللہ تعالیٰ نے بہت طاقت دی تھی۔ ان کے کئی معجزات بیان کئے گئے ہیں جن میں ان کے عصا کو سانپ میں تبدیل کرنا شامل ہے۔ موسیٰ کے ان معجزاتی واقعات کا مشاہدہ کرنے کے باوجود فرعون اپنے کو خدا مانتا رہا اور خدا کے احکام کو تسلیم کرنے سے انکار کرتا رہا۔ اس کا یہی تکبر اسے لے ڈوبا۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے فرعون کی پوری فوج سمندر میں غرقاب ہوئی اور وہ خود بھی سمندر میں ڈوب کر مر گیا۔

ایڈولف ہٹلر 20 اپریل 1889ء کو آسٹریلیا کے ایک غریب خاندان میں پیدا ہوا۔ وہ بہت کم پڑھا لکھا تھا۔ ویانا کے ایک کالج میں اس کا داخلہ نہیں ہو سکا۔ 1913ء میں ہٹلر جرمنی چلا آیا۔ وہ پہلی جنگ عظیم میں جرمنی کی طرف سے ایک عام سپاہی کی حیثیت سے لڑا لیکن فوج میں اس لئے ترقی حاصل نہ کر سکا کیونکہ اس میں قائدانہ صلاحیتوں کی کمی تھی۔ 1919ء میں ہٹلر جرمنی کی ورکرز پارٹی کا رکن بنا جو 1920ء میں نیشنل سوشلسٹ جرمن ورکرز پارٹی (نازی) کہلائی۔ 1921ء میں وہ اس پارٹی کا چیئر مین منتخب ہو گیا۔ ہٹلر جرمنی کا ایک ایسا حکمراں تھا، جس نے لوگوں پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑے۔ ہٹلر کا انجام بھی برا ہوا۔ ہٹلر کی ایک دلچسپ بات یہ ہے کہ اُسے اپنی ہی بھانجی سے بے پناہ محبت تھی۔ بھانجی کی موت کا غم وہ آخری دم تک نہیں بھلا سکا اور نیم پاگل ہو گیا کہ اسی بیچ ایوا براؤن نام کی لڑکی اس کی زندگی میں آئی جو ہٹلر کے سرکاری فوٹو گرافر کی اسٹنٹ کے طور پر کام کر رہی تھی۔ کہا جاتا ہے کہ ایوا کی شکل بھی اس کی بھانجی سے ملتی جلتی تھی۔ شائد یہی وجہ ہے کہ ہٹلر کو اس سے بھی محبت ہو گئی۔ بہر حال ہٹلر نے ایوا سے 1949ء کو برلن میں شادی کر لی لیکن یہ شادی راس نہیں آئی۔ عین شادی کے دن جب سب لوگ شادی کا جشن منا رہے تھے ہٹلر کے کمرے سے گولی چلنے کی آواز آئی۔ لوگ کمرہ کی طرف دوڑے۔ دیکھتے کیا ہیں کہ کمرے میں ایوا مری پڑی ہے اور ہٹلر نے سر پر گولی مار کر خودکشی کر لی ہے۔ شادی کے وقت ہٹلر کی عمر 56 سال اور ایوا کی عمر 33 سال تھی۔

ہلاکو خان چنگیز خان کا پوتا تھا۔ چنگیز خان منگول کا حکمراں تھا۔ ہلاکو خان ایک ظالم حکمراں تھا۔ ہلاکو کی فوجوں نے بغداد میں اس حد تک قتل و غارت گری کی کہ دریائے دجلہ کا پانی کئی روز تک سرخ رہا۔ کتب خانوں کو جلا دیا گیا۔ کہا جاتا ہے کہ ہلاکو کی فوجوں نے پانچ سے دس لاکھ لوگوں کا قتل کیا۔ ہلاکو خان خاندانی ظالم اور قاتل تھا۔ اس کے باپ دادا نے بھی ساری زندگی قتل و غارت گری کی۔ ہلاکو ظلم و بربریت کا استعارہ تھا۔ سفاکی اور حیوانیت اس کی پہچان رہی ہے۔ ہلاکو خان کا انجام بھی بڑا دردناک رہا۔ ہلاکو خان کی ظالم فوج ایک بستی پر حملہ آور ہوئی۔ فوج نے لوگوں کی صف بندی کی اور قطار در قطار لوگوں کی گردنیں اڑانی شروع کر دیں۔ ہلاکو اپنے گھوڑے پر بیٹھ کر یہ منظر بڑی دلچسپی سے دیکھ رہا تھا۔ اچانک ہلاکو خان کی نظر ایک بوڑھے پر پڑی جو موت کے خوف سے تھر تھر کانپ رہا تھا۔ بوڑھے نے جب دیکھا کہ اس کی باری قریب ہے تو اس نے بھاگ کر صف بدل لیا۔ بوڑھا مستقل موت کے خوف سے صفیں بدل رہا تھا۔ چنانچہ ہلاکو خان نے فوج کو حکم دیا کہ اس بوڑھے کو فوری قتل نہ کیا جائے۔ ہلاکو خان یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ بوڑھا کب تک اس کی حیوانیت سے بچتا ہے۔ آخر کار اس بوڑھے کا نمبر بھی آ ہی گیا۔ ہلاکو جان خود بوڑھے کے پاس گیا اور اس سے پوچھا کہ تم بچنے کی کوشش کیوں کر رہے تھے جب کہ تم جانتے ہو کہ آج تمہیں مجھ سے کوئی نہیں بچا سکتا۔ بوڑھے نے اشارے سے خدائے بزرگ و برتر کی طرف انگلی اٹھائی اور کہا، وہ چاہے تو بچا سکتا ہے۔ ہلاکو نے قہقہہ لگایا۔ ہلاکو گرز (گدا) لے کر بوڑھے کو مارنے کے لئے اپنا گرز اٹھایا لیکن اس کا گرز ہاتھ سے گر گیا۔ وہ اپنا گرز اٹھانے کے لئے جھکا مگر اپنا توازن گھوڑے پر برقرار نہ رکھ سکا اور گر گیا۔ گرا تو ایک پاؤں گھوڑے میں اٹک گیا اور گھوڑے نے دوڑ لگا دی۔ فوج نے بہت کوشش کی گھوڑے کو روکنے کی مگر ناکام رہی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ہلاکو خان کا سر مسلسل رگڑانے سے ختم ہو چکا تھا۔ ہلاکو ایک عبرتناک موت مرا صحیح کہا گیا ہے کہ جو اللہ پر یقین رکھتا ہے اللہ اس کا یقین کبھی نہیں توڑتا۔ یہ تو تھی اُس عہد کے متکبر اور ظالم حکمرانوں کی داستان۔

آج ہم اس عہد کے ایسے متکبر اور ظالم و جابر حکمراں کی داستان سناتے ہیں جس نے کچھ سالوں سے ہندوستان میں قیامت برپا کر دی ہے۔ پہلے تو اس نے ایک ریاست سے ظلم و بربریت کی شروعات کی۔ پھر وہ پورے ملک کا حکمراں بن گیا۔ ملک کی آزادی کے بعد ایک سے ایک اعلیٰ تعلیم یافتہ اور قابل حکمراں یہاں ہوئے جنہوں نے نہ صرف ملک کی اقتصادی حالت کو سدھارا بلکہ ملک کو دوسرے ملکوں کی طرح مضبوط کیا۔ نئی نئی ٹکنولوجی لا کر ملک کا نام روشن کیا لیکن اس حکمراں نے ملک کو تباہ و برباد کر دیا۔ ہر طرف ہاہاکار مچا ہوا ہے۔ ہندوستان کا یہ حکمراں بھی لاکھوں لوگوں کا قاتل ہے۔ کورونا وبا میں لاکھوں لوگوں کی موت کا ذمہ دار بھی یہی شخص ہے۔ ٹرین میں ایک کانسٹبل کے ذریعہ بہتے معصوم بے گناہوں کو AK-47 سے موت کے گھاٹ اتارنے والا یہ کانسٹبل ضرور ہے لیکن اس کے دماغ میں زہر گھول کرا کسانے والا کوئی اور نہیں یہ حکمراں ہے، پتہ نہیں آنے والے چند مہینوں میں یہ حکمراں اور کیا کیا کرنے والا ہے، جن جن ریاستوں میں اس کی حکومت ہے وہاں صرف نفرت کی بیج بوئی جا رہی ہے۔ بلڈوزر کا کھیل، نفرتوں کا کھیل، مسجد کو مندر بتانے کا کھیل، قتل و غارت گری کا کھیل اور ملک کو تباہ و برباد کرنے کا کھیل کھیلا جا رہا ہے۔ لیکن جلد ہی ان کے گناہوں کا گھڑا ابھرنے والا ہے۔ ان لوگوں کا حشر بھی مندرجہ بالا ظالم و جابر حکمرانوں کی ہی طرح ہوگا۔ اللہ کے یہاں دیر ہے، اندھیر نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ہر کام میں مصلحت اور حکمت ہے۔ وہ کب اور کس سے ظلم و بربریت کے خاتمے کا کام لے گا کچھ کہا نہیں جا سکتا ہے لیکن لیتا رہا ہے اور لیتا رہے گا۔ ان ظالم حکمرانوں کو بھی اپنی باری کا انتظار کرنا چاہئے۔

اعـــــلان مفقـــود الخبـــری

معاملہ نمبر ۴۷/۴۰۷/۱۴۴۵ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ یکہتہ، ضلع مدھوبنی)

شبانہ خاتون بنت محمد ہارون مقام مانجھی پیراہی ڈاکخانہ پیراہی ضلع مدھوبنی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔فریق اول

بنام

محمد شکیل ولد لامعلوم مقام لامعلوم ڈاکخانہ لامعلوم ضلع لامعلوم۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف تقریباً پانچ سالوں سے غائب ولاپتہ ہونے اور جملہ حقوق زوجیت بشمول نان ونفقہ سے محرومی کی بناء پر دارالقضاء امارت شرعیہ یکہتہ ضلع مدھوبنی میں فسخ نکاح کا مطالبہ کیا ہے لہذا اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ کو دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۱۱ر جمادی الاولیٰ ۱۴۴۵ھ مطابق ۲۶ر نومبر ۲۰۲۳ء روز اتوار آپ خود مع گواہان وثبوت بوقت ۹ بجے دن مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہو کر رفع الزام کریں، واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر عدم حاضری وعدم پیروی کی صورت میں اس معاملہ کا تصفیہ کیا جا سکتا ہے۔ فقط قاضی شریعت

بقیہ: یادوں کے چراغ..................

اور جوش سے زیادہ ہوش سے کام لینے کی فکرمندی کا پایا جانا ہے۔ حضرتؒ کی اس خوبی نے ملک کے دوسرے اصحاب فکر ونظر کو متاثر کیا۔ وہ انہیں خطوط ونقوش پر اپنے ماتحت چلنے والے اداروں اور تنظیموں کی آبیاری کرتے رہے۔ وہ دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ کے ناظم، آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے صدر، عالمی رابطہ ادب اسلامی کے نائب صدر، رابطہ عالم اسلامی مکہ مکرمہ کے رکن تاسیسی، آکسفورڈ یونیورسٹی برطانیہ کے اسلامک اسٹڈیز کے ٹرسٹی، دینی تعلیمی کونسل کے صدر، تحریک پیام انسانیت کے سرپرست، درجنوں عربی اردو کتابوں کے مصنف تھے انہوں نے اکثر ممالک عربیہ کے دعوتی واصلاحی اسفار کئے۔ انٹرنیشنل علمی وادبی سمیناروں میں شرکت کی اور عالم اسلام کی محبوب شخصیتوں میں شمار کئے گئے اللہ انہیں بھی اپنا قرب نصیب فرمائے، جب ایسے علم وعمل کے پیکر کی نماز جنازہ میں شرکت کی سعادت حاصل کے لئے تکیہ رائے بریلی حاضر ہوا اور آخری دیدار کیا تو تعلقات اور روابط اور زمانے کے اتار چڑھاؤ کا نقشہ ذرا سی دیر میں آنکھوں کے سامنے پھر گیا اور ماضی کی یادوں میں کھو گیا، دعاء فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ آخرت میں ان کے درجات کو بلند فرمائے اور ملت کو ان کا نعم البدل عطا کرے۔ یہ چند ٹوٹی پھوٹی سطریں بے ساختہ زبان قلم پر آ گئیں، اللہ ہم سب کے اندر نیا عزم وحوصلہ عطا فرمائے اور حضرتؒ کے نقوش زندگی پر چلنے اور ان کے کاموں کو پایۂ تکمیل تک پہونچانے کی توفیق بخشے۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم.

Scanned with CamScanner

ہفتۂ رفتہ

التوامیں پڑے معاملوں کا تیزی سے نپٹارہ کرنے کی ضرورت: سپریم کورٹ

سپریم کورٹ نے کہا ہے کہ ملک کی عدالتوں میں التوا میں پڑے معاملوں کے نپٹارہ پر تیزی سے کام کرنے کی ضرورت ہے۔جسٹس ایس رویندر بھٹ اور اروند کمار کی بینچ نے التوا میں پڑئے معاملوں کے تیزی سے نپٹارہ کے سلسلے میں کئی ضروری ہدایت جاری کی ہے۔عدالت نے کہا کہ سبھی سطح پر التوامیں پڑے معاملوں کے نپٹارہ کے لیے سرگرم اور فوری قدم اٹھانے کی ضرورت ہے۔عدالت نے یہ بھی کہا کہ فوری انصاف چاہنے والے لوگوں کی امیدوں کو پورا کرنے کے لیے مفاد سے متعلق لوگوں کو خود احتسابی بھی کرنی چاہیے۔عدالت نے کہا کہ معاملوں کو التوا میں رکھنے اور کارروائی میں تاخیر کے لیے اپنائے جانے والے طریقوں میں کٹوتی کرنے کی ضرورت ہے۔معاملوں کے تیز نپٹارہ کے لیے سپریم کورٹ نے کئی اہم ہدایت جاری کی۔عدالت نے ضلع اور تعلقہ سطح کی سبھی عدالتوں کو سمن کے نپٹارہ تحریری بیان داخل کرنے،دلیلوں کو پورا کرنے اور ریکارڈنگ جیسے معاملوں پر ہدایت دی۔(ایجنسی)

یوپی کے چار ہزار مدارس کی پھر جانچ ہوگی

اتر پردیش کے سرحدی علاقوں میں مدارس کی بڑھتی ہوئی تعداداوران کی آمدنی کے ذرائع پر اکثر الزامات لگائے جاتے رہے ہیں۔حکومت کی جانب سے بھی کئی بارسروے کرائے جاچکے ہیں،مگر یہ پہلی بار ہے جب وزیراعلیٰ کی خاص ہدایت پراے ٹی ایس جیسی ایجنسی کومدارس کی جانچ میں لگایا گیا ہے۔اے ٹی ایس کے اے ڈی جی کی صدارت میں تشکیل دی گئی تین رکنی جانچ کمیٹی میں محکمہ اقلیتی بہبود کی ڈائریکٹر اور سائبر کرائم کے ایس پی بھی ممبر کے طور پر شامل ہیں۔ذرائع کے مطابق وزیراعلیٰ نے محکمہ اقلیتی بہبود کو یہ بھی ہدایت دی ہے کہ ریاست کے مدارس مقرر کردہ معیار کے مطابق چلائے جائیں اوران میں دی جانے والی تعلیم طلبہ کوسماج کے قومی دھارے سے جوڑنے والی ہو،سیاسی تعصب کی بنا پر ایک مخصوص ذہنیت کے طبقے کی جانب سے اکثر اتر پردیش کے مدارس پر الزامات لگائے جاتے رہے ہیں،مگر گوپال سوامی نامی شخص کی شکایت پر یوپی سرکار حرکت میں ہے۔۲۴رمئی ۲۰۲۳ءکووزیراعلیٰ سے کی گئی شکایت میں کہا گیا ہے کہ ریاست کے ۸۴۴۱رغیر منظور شدہ مدرسوں میں سے ۴۰۰۰رمدرسے غیر ملکی یا غیر قانونی فنڈنگ سے چل رہے ہیں۔اس شکایت پر وزیراعلیٰ کے پرنسپل سکریٹری نے ریاستی وزارت داخلہ کے پرنسپل سکریٹری سے تفصیلات طلب کیں اور وزیراعلیٰ کے سامنے پیش کیں۔ذرائع کے مطابق وزیراعلیٰ نے محکمہ داخلہ کے پرنسپل سکریٹری اور محکمہ قلیتی بہبود کی ایڈیشنل چیف سکریزی کے ساتھ ہی محکمہ اقلیتی بہبود کے کابینی وزیر کے ساتھ یکم ستمبر۲۰۲۳ءکوایک اہم میٹنگ کی اور جانچ کمیٹی تشکیل دینے کا حکم دیا۔وزیراعلیٰ کی ہدایت پر محکمہ داخلہ کی جانب سے ۱۱راکتوبر۲۰۲۳ءکو مذکورہ معاملے پر تین رکنی خصوصی جانچ کمیٹی تشکیل دی گئی ہے،جس میں اے ٹی ایس کے ایڈیشنل ڈائریکٹر جنرل موہت اگروال (صدر)، محکمہ اقلیتی بہبود کی ڈائریکٹر جے ریکھا اور سائبر کرائم کے ایس پی تر دینی سنگھ ممبر کے طور پر شامل کئے گئے ہیں۔یہ جانچ کمیٹی ۴رہزار مدرسوں کی آمدنی کے ذرائع کا پتہ لگائے گی اور یہ جاننے کی کوشش کرے گی کہ ان مدرسوں میں غیر ملکی یا غیر قانونی فنڈنگ کے الزامات میں کتنی صداقت ہے۔(لکھنؤ،حمیداللہ صدیقی)

اسکول میں طلبا کے نماز پڑھنے پر پرنسپل معطل

یوپی کی راجدھانی میں ایک سرکاری پرائمری اسکول کی ہیڈ ماسٹر کو طلبا کے ایک گروپ کواسکول کے احاطے میں نماز پڑھنے کی اجازت دینے پر معطل کردیا گیا ہے۔یہ واقعہ جمعہ کو پیش آیا۔ایک ضلعی سطح سے تعلیمی افسر نے کہا کہ اسکول کے احاطے میں نماز پڑھنا محکمانہ رہنما خطوط کے خلاف ہے۔یہ کارروائی ایک ویڈیو کے سوشل میڈیا پر وائرل ہونے کے بعد کی گئی جب مبینہ طور پر اسکول کے احاطہ میں طلبا کے ایک گروپ کو نماز پڑھتے ہوئے دکھایا گیا تھا۔ لکھنؤ بیسک ایجوکیشن آفیسر (بی ایس اے) ارون کمار نے کہا کہ جمعہ کے روز لکھنؤ کے بیسک شکشا نگر سیکٹر-4 کے پرائمری اسکول میں کچھ بچوں نے نماز پڑھی،جو کہ محکمانہ ہدایات کے خلاف ہے۔اسکول کے دیگر اساتذہ نے بھی اس کی تصدیق کی ہے۔سٹی ایریا زون-4 لکھنؤ کے بلاک ایجوکیشن آفیسر دنیش کنیار کی طرف سے کی گئی جانچ کے دوران یہ بات سامنے آئی کہ کچھ بچوں نے اسکول کے احاطہ میں نماز پڑھی تھی تفتیشی افسر کی رپورٹ کے مطابق مذکورہ اسکول کی پرنسپل میرا یادو کو یوپی گورنمنٹ سرونٹ (ڈسپلن اینڈ اپیل) روز 1999 کے تحت فوری طور پر معطل کردیا گیا تھا۔بی ایس اے نے کہا کہ اس کے علاوہ،اسکول کے دیگر اساتذہ،تہذیب فاطمہ اور ممتا مشرا کو مذکورہ ایکٹ میں ساتھی سمجھتے ہوئے ایک الگ سخت وارننگ جاری کی گئی ہے۔(ایجنسی)

محمد اظہار

ہندوستان کی فلسطین کو مدد اچھی بات: حامد انصاری

ہندوستان نے اسرائیل اور حماس کے درمیان جاری جنگ کے بیچ فلسطین کو راحت کا سامان بھیجوایا ہے۔یہ راحت کا سامان مصر کے راستے فلسطین پہنچ رہا ہے۔اس درمیان سابق نائب صدر جمہوریہ ہند حامد انصاری نے کہا کہ ہندوستان نے فلسطین کو مدد بھیجی ہے،یہ بہت اچھی بات ہے۔مگر یہ مدد اور پہلے بھیجنی چاہیے تھی۔سابق نائب صدر جمہوریہ نے ریزرویشن کو لے کر طنز کرتے ہوئے مسلم سماج کو ریزرویشن دینے کی بھی وکالت کی۔انہوں نے پوچھا کہ مسلمانوں کے پسماندہ ہونے کے باوجود ریزرویشن نہیں دینا کتنا مناسب ہے؟ایس سی/ایس ٹی کی طرح ہی مسلم سماج بھی محروم سماج ہے۔اس سے قبل وہ دہلی واقع انڈیا انٹرنیشنل سنٹر میں ایک پروگرام میں حصہ لینے پہنچے حامد انصاری نے ''میڈیا اور بھارت کے مسلمان'' کے موضوع پر اپنے خیالات کا اظہار کیا۔(ایجنسی)

ریاست میں کم نہیں ہو رہا ہے ڈینگو کا قہر

بہار میں ڈینگو کے 337 نئے معاملے سامنے آئے ہیں۔ڈیڑھ ماہ سے زیادہ عرصے سے پورا بہار ڈینگو کی لپیٹ میں ہے اور دارالحکومت پٹنہ ہاٹ سپاٹ بن گیا ہے۔گزشتہ دنوں بہار کے پٹنہ میں ڈینگو کے سب سے زیادہ 177 نئے معاملے سامنے آئے ہیں۔پٹنہ کے علاوہ ریاست کے تمام اضلاع جیسے بھاگلپور، سارن،مظفر پور،مغربی چمپارن،مشرقی چمپارن،مونگیر،ویشالی ڈینگو سے متاثر ہیں۔ریاست میں ڈینگو کے مریضوں کی کل تعداد 12819 تک پہنچ گئی ہے۔اس میں خود پٹنہ میں ڈینگو کے مریضوں کی تعداد بڑھ کر 5732 ہوگئی ہے۔اکتوبر کے مہینے میں ریاست میں ڈینگو کے کیسز کم ہونے کے بجائے اب تک 6084 مریض پائے گئے ہیں۔پٹنہ میں ڈینگو کے معاملات میں اضافے کے ساتھ ہی سنگین مریضوں کی تعداد میں بھی کافی اضافہ ہوا ہے۔پٹنہ کے چار سرکاری میڈیکل کالج اسپتالوں میں کل 86 مریض زیر علاج ہیں۔AIIMS پٹنہ میں 16 مریض، IGIMS میں 15 مریض PMCH میں 33 مریض اور NMCH میں 22 مریض داخل ہیں۔اس کے علاوہ مختلف نجی اسپتالوں میں ڈینگی کے 50 سے زائد مریض داخل ہیں۔اگر ہم پوری ریاست کی بات کریں تو ریاست کے 12 میڈیکل کالج اسپتالوں میں کل 255 داخل مریض زیر علاج ہیں۔جس میں سب سے زیادہ 86 مریض بھاگلپور میڈیکل کالج اسپتال میں داخل ہیں۔اس کے علاوہ پاواپوری میڈیکل کالج میں ڈینگو کے 40 مریض داخل ہیں۔ڈینگو کے بڑھتے ہوئے معاملات پر پٹنہ ضلع انتظامیہ بھی لوگوں سے اپیل کر رہی ہے کہ وہ اپنے اردگرد پانی جمع نہ ہونے دیں اور صفائی کا خیال رکھیں۔(پی این ایس)

دہلی فساد معاملہ میں 11 مسلم نوجوان عدالت سے باعزت بری

شمال مشرقی دہلی میں 2020 میں ہوئے وحشت انگیز فسادات میں قتل کے 11 ملزموں کو آج عدالت نے باعزت بری کردیا،ان میں محمد فیصل،راشد،اشرف،راجہ،شاہ رخ،شعیب عرف چھوٹو اور محمد طاہر شامل ہیں،ان کے مقدمہ کی پیروی صدر جمعیۃ علماء ہند مولانا محمود اسعد مدنی کے مقرر کردہ وکیل ایڈووکیٹ عبدالغفار اور ایڈووکیٹ سلیم ملک کر رہے تھے،ان ملزمان پر شمال مشرقی دہلی کے گوکل پوری علاقے میں ایک مٹھائی کی دکان میں کام کرنے والے 22 سالہ دلبر نیگی کو قتل کرنے کا الزام تھا۔اس معاملے میں دہلی پولیس نے گوکل پوری تھانے میں ملزمین کے خلاف آئی پی سی کی دفعہ 302 سمیت متعدد دفعات کے تحت مقدمہ درج کیا تھا۔ان کے خلاف 4 جون 2020 کو چارج شیٹ داخل کی گئی۔جمعیۃ علماء ہند کے قانونی معاملات کے نگراں ایڈووکیٹ مولانا نیاز احمد فاروقی نے بتایا کہ اب تک جمعیۃ علماء ہند کی کوششوں سے دہلی فساد سے متعلق 33 افراد باعزت بری ہوچکے ہیں،جبکہ ٹرائل سے قبل 584 افراد کو ضمانت دلانے میں کامیابی ملی تھی (نیوز رپورٹ)

طب وصحت

کھجور کھائیں، صحت مند رہیں

انسان ہزاروں سال سے کھجور کھاتا آرہا ہے اوراب بھی یہ مقبول ترین میوہ توانائی سے بھرپور غذا کے درجے پر موجود ہیں۔ماہرین نے مزید تحقیق کرکے کھجور کے لاتعداد فوائد پیش کئے ہیں۔یہ کئی امراض سے بچاتی ہے اور غذائی کمی کو پورا کرتی ہے۔

وٹامن اور غذائیت: کھجور وٹامن کا خزانہ ہے جس میں کل چھ وٹامن پائے جاتے ہیں۔اس میں وٹامن سی کی مقدار کم ہوتی ہے لیکن وٹامن بی ون (تھایامن)، وٹامن بی ٹو (رائبو فلے وِن)، نائکوٹائنک ایسڈ اور وٹامن اے بڑی تعداد میں موجود ہوتے ہیں۔اس میں ریشے (فائبر) دار اجزا پائے جاتے ہیں جبکہ پوٹاشیئم، میگنیشیئم،تانبہ، سیلینیئم اور دیگر اہم معدنیات بھی موجود ہوتی ہیں۔اس کے علاوہ گلوکوز اور فرکٹوز والی شکریات بھی موجود ہیں، یہی وجہ ہے کہ کھجور فوری طور پر توانائی پہنچاتی ہے اور پیٹ بھرنے کا احساس بڑھاتی ہے۔عربی اطبا نے اسی بنیاد پر اسے مکمل غذا بھی قرار دیا ہے، واشنگٹن ڈی سی کی غذائی ماہر، ایلیسن ٹیپر کہتی ہیں کہ صبح کے وقت کھجور کھائیں تو اس سے پورے دن توانائی بحال رہتی ہے اور شکم سیری کا احساس موجود رہتا ہے۔

اینٹی آکسیڈنٹس: کھجوروں میں اینٹی آکسیڈنٹس کی بڑی مقدار موجود ہوتی ہے جو خلوی سطح پر شکست اور خرابی کو روکتے ہیں۔اینٹی آکسیڈنٹس غذائیں ہمیں اندرونی سوزش (انفلیمیشن)، امراضِ قلب اور کینسر سے بھی بچاتی ہی، ایک قدرے پرانی تحقیق سے عیاں ہیں کہ کھجور میں پولی فینولز نامی اینٹی آکسیڈنٹس کیمیکل ذیابیطس، اعصابی تنزلی اور سرطان سے محفوظ رہتے ہیں۔پھر فائبر کی وجہ سے کھجور پورے نظامِ ہاضمہ کو قوی بناتی ہے، ڈاکٹر ایلیسن کے مطابق فائبر بدہضمی، گیس اور قبض کو ختم کرتی ہے اور غذا کو جزوبدن بنانے میں مدد دیتی ہے۔

کھجور اور قلبی صحت: اینٹی آکسیڈنٹس اور فائبر کی بنا پر کھجور دل کے لیے ایک مفید پھل ہے۔کئی تحقیقات میں دیکھا گیا ہے کہ کھجور کھانے سے کولیسٹرول معمول پر رکھنے میں مدد ملتی ہے جس سے بلڈ پریشر، ہارٹ اٹیک اور فالج کا خطرہ کم ہوسکتا ہے،ماہر غذائیات پروفیسر اینڈرسن ہائنز کے مطابق کھجور میں موجود پوٹاشیئم اور میگنیشیئم دل کو توانا اور بیماریوں سے محفوظ رکھتے ہیں۔

حاملہ خواتین ضرور کھائیں: پروفیسر اینڈرن ہائنز کہتی ہیں کہ خواتین مدتِ حمل میں کھجور کا زیادہ استعمال رکھیں۔2022 میں کی گئی ایک تحقیق کے مطابق کھجور کھانے سے بچے کی پیدائش کی تکلیف اور زچگی کا وقفہ کم ہوجاتا ہے۔اس سے قبل 2014 کی ایک اور تحقیق بتاتی ہے کہ کھجور میں شامل اجزا، بچے کی پیدائش کے وقت رحمِ مادر کے پٹھوں میں حرکات پیدا کرتے ہیں جس سے ولادت میں آسانی ہوتی ہے۔

شکر کا متبادل: ماہرین کے مطابق کھجور اور چھوہارے کو چینی کا متبادل قرار دیا جائے اور یہ کئی کاموں میں بطور شکر استعمال ہوسکتی ہے۔انہیں کیک بسکٹ اور دیگر اجزا میں شامل کرکے قدرتی مٹھاس کو بڑھایا جاسکتا ہے۔کھجور کا گلایسمکل انڈیکس بہت کم ہوتا ہے۔

Volume:63/73,Issue:41 R.N.I.N. Delhi Regd. No.BIHURD/4136/61Printed & Published by Sohail Ahmad Nadwi, on behalf of Imarat Shariah Phulwari Sharif, Patna, Printed at Azimabad Printers, R.C.F./105, Ground Floor, B.H. Colony, Bhootnath Road, Kankarbagh, Patna-800026 and Published from Naqueeb Office Imarat Shariah, Phulwari Sharif, Patna-801505, Editior: (Mufti) Mohammad Sanaul Hoda (Quasmi)

Scanned with CamScanner

LEADING URDU JOURNAL OF IMARAT SHARIAH
BIHAR ODISHA & JHARKHAND
NAQUEEB WEEKLY
PHULWARI SHARIF, PATNA-801505
SSPOS PATNA Regd.No.PT 14-6-21-23
R.N.I.N.Delhi, Regd No-BIHURD/4136/61

لوگ دلوں میں نفرتیں لے کر
کس قدر سادگی سے ملتے ہیں
(نامعلوم)

غزہ میں فلسطینیوں کی نسل کشی

معصوم مرادآبادی

غزہ پر وحشیانہ بمباری کے بعد اسرائیل نے زمینی حملے تیز کردیئے ہیں۔ گیارہ لاکھ فلسطینیوں کو شمالی غزہ خالی کرنے کے لیے دیئے گئے الٹی میٹم کی معیاد ختم ہوچکی ہے۔ اسرائیل نے گزشتہ پندرہ دنوں میں غزہ میں جو آگ برسائی ہے، اس کے نتیجے میں سیکڑوں ہلاکتیں ہوئی ہیں اور لاکھوں لوگ بے گھر ہوچکے ہیں۔ زمینی کارروائی کے دوران اسرائیل نے حماس کے خلاف جو کچھ کرنے کو کہا ہے اگر وہ درست ہے تو یہ غزہ کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کی کارروائی ہوگی۔ غزہ میں تاریخ کا بدترین ظلم وستم جاری ہے۔ سیکڑوں بے گناہ فلسطینی جن میں بڑی تعداد میں عورتیں اور بچے شامل ہیں لقمۂ اجل بن چکے ہیں۔ عالیشان عمارتیں ملبہ کے ڈھیر میں تبدیل ہوگئی ہیں۔ میزائل حملوں کے بعد حماس کو ملیامیٹ کرنے کے لیے غزہ پر جو کارپٹ بمباری کی گئی ہے، اس میں عام شہریوں کی ہلاکتوں کی تعداد سب سے زیادہ ہے۔ یوروپ وامریکہ کو صرف اتنا یاد ہے کہ اس بار شروعات حماس نے کی ہے اور ہزاروں میزائلوں سے اسرائیل کی چولیں ہلادی ہیں، مگر کیوں؟ اسی کیوں میں ہر سوال کا جواب پوشیدہ ہے۔ کون نہیں جانتا کہ فلسطینیوں کے خلاف اسرائیلی بربریت روز کا معمول بن چکی ہے۔ اسرائیل فلسطینیوں کے خلاف بدترین جرائم کا ارتکاب کرتا رہا ہے۔ شاید ہی کوئی دن ایسا جاتا ہو، جب اسرائیلی فوجی غزہ اور فلسطین میں ظلم وستم کی تاریخ رقم نہ کرتے ہوں، لیکن مہذب دنیا اسے نہ جانے کیا سمجھ کر پی جاتی ہے۔

فلسطینیوں کو پوری دنیا نے ان کے حال پر شاید یہ سمجھ کر چھوڑ رکھا ہے کہ وہ پیدا ہی اسی لیے ہوئے ہیں۔ نہ تو ان کے کوئی انسانی حقوق ہیں اور نہ ہی ان کا اپنا کوئی وطن ہے۔ مہذب دنیا کی خاموشی تب ٹوٹتی ہے، جب مظلوموں کی طرف سے کوئی دفاعی کارروائی انجام دی جاتی ہے۔ گزشتہ دنوں حماس نے اسرائیل کے خلاف جو کچھ کیا، وہ تنگ آمد بجنگ آمد کے مصداق تھا۔ یہ پہلی بار ہوا ہے کہ خود کو دفاعی طور پر سب سے مضبوط قرار دینے والے اسرائیل کی بنیادیں ہل کر رہ گئی ہیں۔ دنیا اسے بدترین دہشت گردی سے تعبیر کررہی ہے، لیکن اسے یہ یاد نہیں ہے کہ اسرائیل، فلسطینیوں کے ساتھ جو کچھ کرتا رہا ہے، وہ کیا ہے؟ کون نہیں جانتا کہ اسرائیل ایک ناجائز مملکت ہے اور اس نے فلسطینیوں سے ان کی زمین اور تمام بنیادی حقوق چھین کر اپنی ناجائز بستیاں بسائی ہیں۔ 1947 میں شروع ہوئی ظلم وستم اور جبر واستبداد کی اس داستان کو اب 75 سال سے زیادہ کا عرصہ ہوگیا ہے۔ وہ اسرائیل جو چھوٹے سے خطہ کا مالک تھا، آج پورے فلسطین پر قابض ہے۔ اس نے 23 لاکھ فلسطینی باشندوں کو غزہ کی ایک ایسی پٹی میں محصور کرکے رکھ دیا ہے جہاں زندہ رہنے کے سامان بہت کم ہیں۔ ۲۵ میل لمبی اور چھ میل چوڑی غزہ پٹی دنیا کی گنجان ترین آبادیوں میں سے ایک ہے اور وہاں حماس کی حکومت ہے، جو اسرائیل کی بالادستی کو کسی طور قبول نہیں کرتا۔ وہی اسرائیل کے خلاف مزاحمت کی مضبوط آواز ہے۔

اس بار مزاحمت کے اس قلعہ کو پوری طرح منہدم کردینے کے منصوبے ہیں۔ مغربی دنیا اندھی نہیں تو کانی ضرور ہے کہ اسے اپنے ہی وطن میں بے وطن کردیئے گئے فلسطینیوں کی اجیرن زندگی اور انسانی حقوق نظر نہیں آتے۔ وہ صرف ظالم وجابر اسرائیل کی سنتی ہے۔ عالمی پیمانے پر انصاف قایم کرنے کے ٹھیکیدار اقوام متحدہ کو اپنی بے بسی پر شرم کیوں نہیں آتی۔ ایک دو نہیں سیکڑوں ایسی قراردادیں ہیں جنھیں اس نے اسرائیل کے خلاف واضح اکثریت سے منظور کیا ہے، لیکن اسرائیل نے ان تمام قراردادوں کو ٹھوکروں پر رکھا ہے اور وہ امریکہ کی مدد سے فلسطینیوں کے خلاف بدترین ظلم وستم جاری رکھے ہوئے ہے۔ امریکہ تو شروع سے ہی اسرائیل کا سب سے بڑا حمایتی رہا ہے اور اس بار بھی جب کہ وہ غزہ میں شعلے برسا رہا ہے تو امریکہ انھیں سرد کرنے کی بجائے ان میں کود کر اسرائیل کی مدد کررہا ہے۔ خطرناک ہتھیاروں سے لیس امریکہ کا سب سے بڑا بحری بیڑا غزہ کی سرحد پر لنگرانداز ہے۔ برطانیہ نے بھی اسرائیل کو فوجی امداد بھیجی ہے۔

دنیا جانتی ہے کہ اسرائیل فلسطینیوں کی وحشیانہ نسل کشی کا مجرم ہے۔ دنیا کا وہ کون سا ظلم ہے جو اس نے نہتے اور بے گناہ فلسطینیوں پر نہیں کیا۔ بوڑھے، بچے، عورتیں اور جوان سبھی اس کی بربریت کا نشانہ بنے ہیں۔ اگر آپ پچھلے چند برسوں کے اعداد وشمار اکھٹا کریں تو حقیقت حال عیاں ہوتی ہے۔ 2008 سے اب تک اسرائیلی بربریت کے نتیجے میں جو ڈیڑھ لاکھ فلسطینی ہلاک یا زخمی ہوئے ہیں، ان میں 33 ہزار بچے شامل ہیں جبکہ مزاحمتی حملوں میں ہلاک ہونے والے اسرائیلیوں کی تعداد بہت معمولی ہے۔ تازہ تصادم کے دوران شاید پہلا موقع ہے کہ اسرائیل کو جانی نقصان اٹھانا پڑا ہے۔ کہا جارہا ہے کہ حماس کے حملوں میں ایک ہزار سے زائد اسرائیلیوں کی ہلاکت ہوئی ہے اور حماس نے 200 سے زائد اسرائیلیوں کو یرغمال بنالیا ہے جنھیں وہ ڈھال کے طور پر استعمال کررہا ہے۔

پوری دنیا اس بات پر حیرت زدہ ہے کہ آخر دنیا بھر کی جاسوسی کرنے والا اسرائیل کا خفیہ نظام اس بار کیسے چوک گیا اور اسے حماس کے حملوں کی پیشگی اطلاع کیوں نہیں ملی؟ حماس نے کئی گنا بڑی اور جدید ترین اسلحوں سے لیس اسرائیلی فوج کو چکمہ دے کر ایک کامیاب اور بڑی کارروائی کیسے انجام دی۔ یہ پہلا موقع ہے کہ حماس کی منصوبہ بندی کامیاب ہوئی ہے اور اس نے اسرائیل کے ہوش اڑادیئے۔ حواس باختہ اسرائیلی حکومت اول فول بک رہی ہے۔ حماس نے اسرائیل پر اس حملے کے لیے ایک ہزار نوجوانوں کی خصوصی فورس تیار کی تھی۔ حقیقت یہ ہے کہ حماس کی اس کارروائی کے نتیجے میں مسئلہ فلسطین ایک بار پھر دنیا کے سنگین ترین مسائل میں سرفہرست آگیا ہے۔ اس طرح یہ بھی ثابت ہوگیا ہے کہ فلسطینیوں کو ان کی جائز سرزمین واپس کئے بغیر مشرق وسطیٰ میں امن قایم نہیں کیا جاسکتا۔ حماس نے یہ کارروائی ایک ایسے موقع پر انجام دی ہے جب سعودی عرب اور اسرائیل کے درمیان سفارتی تعلقات قایم ہونے کی اطلاعات تھیں۔ اسرائیل کو یقین تھا کہ سعودی عرب کے ساتھ رشتے قایم ہونے کے بعد باقی مسلم دنیا بھی اسے تسلیم کرلے گی۔ ایسے میں شاید حماس کو یہ محسوس ہوا کہ مسئلہ فلسطین ہمیشہ کے لیے ٹھنڈے بستے میں چلا جائے گا۔

اوسلوامن معاہدے کے تحت فلسطینی غزہ اور مغربی کنارے پر اپنی 22 فیصد زمین واپس چاہتے ہیں تاکہ وہ اپنی ایک آزاد اور خودمختار مملکت بناکر امن چین سے رہ سکیں، لیکن اسرائیل اوسلو معاہدے پر دستخط کرنے کے باوجود مسلسل اس کی خلاف ورزی کررہا ہے اور اپنے توسیع پسندانہ منصوبوں پر گامزن ہے۔ قابل ذکر بات یہ ہے کہ 1993 میں جب اوسلو معاہدہ طے پایا تھا تو کہا گیا تھا کہ اسرائیل اگلے پانچ برسوں میں اس پر عمل کرے گا، لیکن اس معاہدے کو اب تیس سال کا طویل عرصہ گزر چکا ہے۔ قابل ذکر بات یہ ہے کہ امریکہ، برطانیہ اور اقوام متحدہ کے کاندھوں پر اس امن معاہدے کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کی ذمہ داری تھی، لیکن اس پر آج تک عمل نہیں ہوا۔ پچھلے سولہ برس سے اسرائیل نے غزہ کا محاصرہ کررکھا ہے اور اسے دنیا کی سب سے بڑی جیل بناکر رکھا ہوا ہے۔ غزہ کے ہوائی اڈہ کو اسرائیل نے بیس سال پہلے ہی برباد کردیا تھا۔ یہ وہ مشکل ترین حالات ہیں جن میں فلسطینی زندگی بسر کررہے ہیں۔ حالیہ دنوں میں وہاں پر بجلی، پانی، رسد اور دیگر لازمی اشیاء کی فراہمی روک دی گئی ہے۔

اسرائیلی وزیراعظم نتن یاہو نے اپنے سب سے قریبی دوست وزیراعظم نریندر مودی کو فون کرکے ان کی اخلاقی حمایت کا شکریہ ادا کیا ہے، کیونکہ ہمارے وزیراعظم ان اولین رہنماؤں میں سے ایک ہیں جنھوں نے حماس کی دفاعی کارروائی کو بدترین دہشت گردی قرار دیتے ہوئے اس کی پرزور مذمت کی ہے۔ انھوں نے وزیراعظم نتن یاہو کو یقین دلایا ہے کہ وہ آگے بھی اس کی حمایت جاری رکھیں گے۔ المیہ یہ ہے کہ وزیراعظم مودی نے ابھی تک غزہ پر کی جارہی وحشت وبربریت پر زبان نہیں کھولی ہے۔ سبھی جانتے ہیں کہ ہندوستان کی خارجہ پالیسی نہرو کے زمانے سے ہی فلسطین کی حامی رہی ہے۔ ہندوستان نے ہمیشہ فلسطینی کاز کی حمایت کی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پی ایل او کے سربراہ مرحوم یاسر عرفات ہندوستان کو اپنا وطن ثانی قرار دیتے تھے اور بار بار یہاں آتے تھے۔ آنجہانی وزیراعظم اندرا گاندھی ان کی منہ بولی بہن تھیں۔ وزیراعظم راجیو گاندھی نے بھی اس پالیسی کو برقرار رکھا، لیکن بدقسمتی سے نرسمہاراؤ کے دور اقتدار میں اسرائیل کے ساتھ ہندوستان کے مکمل سفارتی رشتے قایم ہوئے اور دونوں ملکوں میں ایک دوسرے کے سفارتخانے بھی کھل گئے۔ باجپئی کے دور میں ان رشتوں میں نئی توانائی پیدا ہوئی اور ان کے وزیرخارجہ جسونت سنگھ اسرائیل کا دورہ کرنے والے پہلے ہندوستانی وزیرخارجہ بنے۔ انھوں نے یروشلم میں دیوار گریہ کو بوسہ دے کر کہا تھا کہ ''اسرائیل کے ساتھ ہمارے سفارتی رشتوں میں تاخیر کے لیے ہندوستان میں جاری اقلیتوں کی منہ بھرائی کی پالیسی ذمہ دار رہی۔'' بعدازاں یوپی اے کے دور اقتدار میں ڈاکٹر منموہن سنگھ نے بائیں بازو کی جماعتوں کے دباؤ میں اسرائیل سے کسی حد تک دوری بنائی، لیکن 2014 میں بی جے پی کے اقتدار میں آنے کے بعد سارے پردے اٹھادیئے گئے۔ مودی اسرائیل کا دورہ کرنے والے پہلے ہندوستانی وزیراعظم بنے اور پھر وزیراعظم نتن یاہو نے بھی ہندوستان کا دورہ کیا اور کہا کہ اب ہندوستان اور اسرائیل کے رشتوں کی حد آسمان ہے۔ آج ہندوستان دفاعی امور میں اسرائیل پر سب سے زیادہ انحصار کرتا ہے۔ دونوں ملکوں کے درمیان تجارتی رشتوں کی بھی طویل داستان ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مودی سرکار نے فلسطین کی حمایت کے دیرینہ ہندوستانی موقف سے منہ موڑلیا ہے۔ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے ان طلباء پر مقدمہ قائم کرلیا گیا ہے جنھوں نے فلسطینی کاز کی حمایت میں نعرے لگائے تھے۔ دوسری طرف ہندوستان میں اسرائیلی سفیر کو اتنے ہندوستانیوں نے رضاکارانہ امداد کی پیشکش کی ہے کہ وہ بقول خود اسرائیلی ڈیفنس فورس کی ایک یونٹ تشکیل دے سکتے ہیں۔

اس دائرہ میں سرخ نشان کا مطلب ہے کہ آپ کی خریداری کی مدت ختم ہوگئی ہے، فوراً آئندہ کے لیے سالانہ زرتعاون ارسال فرمائیں، اور منی آرڈر کوپن پر اپنا خریداری نمبر ضرور لکھیں، موبائل یا فون نمبر اور پتے کے ساتھ پن کوڈ بھی لکھیں، مندرجہ ذیل اکاؤنٹ نمبر پر آپ سالانہ یا ششماہی زرتعاون اور بقایہ جات بھیج سکتے ہیں، رقم بھیج کر درج ذیل موبائل نمبر پر خبر کردیں۔ **رابطہ اور واٹس اپ نمبر 9576507798**
A/C Name: THE NAQUEEB, A/C No: 10331726168, Bank: SBI, Branch J.C. Road, Patna, IFSC Code: SBIN0001233
نقیب کے شائقین نقیب کے آفیشیل ویب سائٹ **www.imaratshariah.com** پر بھی لاگ ان کرکے نقیب سے استفادہ کرسکتے ہیں۔ (**محمد اسعداللہ قاسمی منیجر نقیب**)
WEEK ENDING-30/10/2023, Fax : 0612-2555280, Phone:2555351,2555014,2555668, E-mail: naqueeb.imarat@gmail.com, Web. www.imaratshariah.com,
نقیب قیمت فی شمارہ -/8 روپے ششماہی -/250 روپے سالانہ -/400 روپے

Print & Design by : Azimabad Printers, Patna-06 # 8434419421
Scanned with CamScanner